220

"تذکرۂ حسینی"

معتبر و مستند دلائل و براہین و شواہدات بزرگان اہل سنت والجماعت

مرتبہ و مولفہ

مولوی صاحبزادہ محمد علم الدین القادری علمی

نائب ناظم جمعیت عالیہ سُنیہ و نائب خطیب جامع قادریہ، سولجرز بازار، کراچی

ناشران:

شیخ غلام علی اینڈ سنز، پرنٹرز، پبلشرز، بک سیلرز، کشمیری بازار، لاہور

برانچیں:

بندر روڈ کراچی ○ نذر باغ پشاور ○ ہسپتال روڈ حیدرآباد ○ اردو بازار لاہور

سلسلہ مطبوعات نمبر ۳۱۲

نام کتاب .... تذکرہ حسینی

مرتبہ و مؤلفہ .... مولوی صاحبزادہ محمد علم الدین القادری علیمی

ناشر ...... شیخ غلام علی اینڈ سنز لاہور

طابع ...... شیخ نیاز احمد

مطبع ...... علمی پرنٹنگ پریس لاہور

اشاعت ...... دوم

قطعاتِ تاریخ

طبعِ "تذکرۂ حسینی" از مصنف صاحبزادہ محمد علم الدین القادری علمی کراچوی

از نتیجۂ فکر مخدومی و معظمی (مولانا الحاج حضرت پیر حسن شاہ صاحب قبلہ القادری (احمد نگری) مدظلہ العالی (سجادہ نشین عارف باللہ حضرت حاجی عظمت اللہ شاہ) صاحب قادری احمد نگری رحمۃ اللہ علیہ مقیم بمبئی

27-3-1972

نمبر ۱

تذکرہ خوب یہ علمی نے لکھا ہے نادر — صفتِ حضرت شبیرؓ ہے جس میں ہر جا
کیوں نہ تصنیف کو دوں ایک چمن سے تشبیہ — جب کہ ہر جملہ ہے خوشبو کا معطر غنچا
ہے دعا یہ کہ ہو مقبولِ خلائق تصنیف — اور مصنف کی ہو بخشش یہ ملے اس کو صلا
سالِ تاریخ اشاعت یہ حسن نے بھی اب — جلوۂ نیرِ اعظم ہے یہ زیبا لکھا
۱۳ ۶۵ ھ

قطعہ تاریخ طبع "تذکرہ حسینی" از صاحبزادہ محمد علم الدین القادری علمی (جامع قادریہ کراچی) از نتیجۂ فکر گرامی مرتبت حضرت پیر حاجی محمود شاہ صاحب قبلہ قادری احمد نگری مدظلہ

نمبر ۲

شہادت کا حسینیؓ تبصرہ ہے — اماموںؓ کا مکمل تذکرہ ہے
سنہ ہجری میں سال طبع محمود — تو فوراً لکھ یہ اچھا تذکرہ ہے

قطعہ تاریخ طبع کتاب "تذکرۂ حسینی" از مصنف صاحبزادہ محمد علم الدین القادری علمی (جامع قادریہ کراچی) از نتیجۂ فکر منشی پیر محمد صاحب وفا احمد نگری اسعد المتلامذہ حضرت جگر بسوانی صدیقی الواسثی مقیم بمبئی

نمبر ۳

منضبط ہے سینۂ مسلم پہ اک اک واقعہ — اے زمینِ کربلا واقف ہے ہر ذرہ ترا
اہلِ بیتِ مصطفےٰ پر ظلم جو پیہم ہوئے — ظالموں نے ترکشِ جور و ستم خالی کیا
محترم علمی نے جو لکھی ہے اس پر یہ کتاب — صورتِ الفاظ میں تصویر کھینچی جا بجا۔
ہر صفحے پر شانِ شبیریؓ کے ہیں جوہر عیاں — ہر ورق پر صولتِ حیدر کو آئینہ کیا
یا خدا مقبولِ عالم تحفۂ نادر ہو یہ — شوق دل سے مول لے اس کو مبارک چھوٹا بڑا

مصرعۂ سالِ اشاعت کی ہوئی جو مجھ کو فکر	ہاتفِ غیبی نے میرے کان میں دی یہ ندا
لکھ دے سالِ طبع اس کا اے وفا ہجری میں تو	چھپ گیا اب بے بہا ذکرِ حسین کربلا

۱۳۶۵ھ

قطعۂ تاریخ طبع "تذکرہ حسینی" از مصنف صاحبزادہ محمد علم الدین القادری علمی (جامع قادریہ کراچی) از نتیجۂ فکر (پیرزادہ) زین العابدین المتخلص عابد القادری خلف حضرت محمود شاہ صاحب قبلہ القادری احمد نگری۔

نمبر۴

کیوں نہ ممنوں ہو جہاں حضرت علمی کا اب	تذکرہ شان میں کیا ابن علیؓ کی لکھا
تذکرہ ہے کہ ہے قفلِ درِ جنت کی کلید	تذکرہ ہے کہ ہے جنت کا کوئی گلدستہ
اس میں مرقوم ہیں اوصاف شہ ابن بتولؓ	خوش نہ کیوں خلد میں ہو درحِ شہ ہر دوسرا
اُن کی بخشش کا قبالہ ہو یہ اُن کی تصنیف	حق تعالیٰ سے مصنف کو ملے اس کا صلا
طبع کا سال یہ ہجری میں رقم کر عابد	لکھا علمی نے بدیہہ ذکرِ حسینی زیبا

۱۳۶۵ھ

قطعۂ تاریخ طبع کتاب "تذکرہ حسینی" تصنیف جناب صاحبزادہ محمد علم الدین القادری علمی کراچی۔ از نتیجۂ فکر منشی دوست محمد صاحب جفا خلف اکبر حضرت وفا احمد نگری۔

لکھ کے یہ تذکرہ اے حضرت علمی تم نے	اپنی بخشش کے لیے خوب نکالی ہے سبیل
جمع عقبیٰ کے لیے تم نے کیا یہ تحفہ	مہرباں تم پہ نہ کیوں حشر میں ہو ربِ جلیل
پھرتے ہو الفتِ شبیرؓ میں دیوانہ وار	ہے عقائد کی تمہارے یہی بے مثل دلیل
یک بہ یک فکر ہوئی طبع کی تاریخ کی جب	آئی آواز یہ ہاتف سے کہ بے قال و قیل
سرِ اعداء کو اڑا کرے جفا طبع کا سال	لکھو مقبول جہاں ذکر امام بے عدیل

۱۳۶۵ھ

"تقریظ" (۱)

از گرامی مرتبت حضرت مولینا الحاج سیّد محبوب شاہ صاحب قبلہ دامت معالیہم قادری حسینی

چیف قاضی شہر بمبئی

محکمۃ الشرعیۃ الغراء و دار القضاء الحسینی جزیرہ محمود کا بمبئی ۔

سیّد الشہداء:۔ حضرت حسین علیہ السلام نے جو نام کیا ہے وہ از آدم تا ایں دم کسی سے نہ ہو سکا۔ شہادت صغریٰ اور شہادت کبریٰ حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم سے متعلق ہے شہادت صغریٰ وہ شہادت ہے جس کی شہادت حضرت ابراہیمؑ کے لیے تھی حضور علیہ السلام خاتم النبیین اور حضرت ابراہیم و اسماعیل کی نسل سے ہیں۔ اس لیے ورثہ اسماعیلی "شہادت کبریٰ" آپ کے حصے میں آئی۔ لیکن آپ کی ذات متبرکہ اس سے مستثنیٰ اور ماورا ہونے کے ساتھ ہی مشیت ایزدی کو آپ کی قربانی ایک آنکھ نہیں بھائی اور نہ ہی یہ اقتضاء فطرت تھی کہ آپ ذبح ہو سکیں۔

ابراہیم علیہ السلام کی دوستی کا امتحان اور اسماعیل علیہ السلام کے عزم و استقلال کا مظاہرہ کامیاب ہوا۔ رہا سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق تو اُن کے خاندان میں سلسلۂ نبوت ہمیشہ کے لیے ختم ہو چکا تھا اور حضور علیہ السلام کا ذبح ہونا حق تعالیٰ کو منظورِ خاطر نہ تھا۔ اس لیے یہ شہادتِ کبریٰ کا منصب حضور علیہ السلام کے فرزند حضرت ابراہیم علیہ السلام کے قائم مقام مرغوب خاطر ایزدی حضرت امام حسین علیہ السلام کو نصیب ہوا چونکہ خود حضور نے اپنے فرزند سے زیادہ محبوب اپنے نواسے کو گردانا تھا اس لیے باری تعالیٰ نے بھی "حسین شہید کربلا" ہی کو انتخاب کیا۔ بمصداق حدیث "حسین منی و انا من الحسین"

منجملہ ان تمام خوبیوں کے اس ذبح عظیم کو امام حسین علیہ السلام کے کارناموں سے جو شہرت عامہ اور اُمت نبوی کو جو روحانی و ربانی مفاد حاصل ہوئے وہ الم نشرح ہیں۔ حضور خواجہ غریب نواز رضی اللہ عنہ و ارضاہ عنّا کی مشہور رباعی اس کے اہمیت کی آئینہ دار ہے۔

شاہ ہست حسین بادشاہ ہست حسین
دین ہست حسین دیں پناہ ہست حسین
سر داد نہ داد دست در دستِ یزید
حقا کہ بنائے لا الٰہ ہست حسین

میرے عزیز محترم میاں صاحبزادہ محمد علم الدین القادری علمی سلمہٗ نے "تذکرۂ حسینی" کو جس انداز و پیرایہ میں لکھا ہے اور جس جامعیت کے ساتھ اس کی ترتیب فرمائی ہے یہ اُن کے بزرگان سلف کی توجہات و تفقدات کا موجب ہے واقفان سرِّ حقیقت و محبان اہل بیت رضوان اللہ تعالےٰ علیہم اجمعین کے لیے یہ نسخۂ متبرکہ موجب افادۂ مزید روحانیت ہے جس تحقیق و تدقین اور دلائل و براہین پر "تذکرۂ حسینی" مرتب ہوئی ہے وہ عاشقانِ اہل بیت کے روحانی ذوق کا خاص منظر ہے اس کے ابواب مقررہ و مجوزہ کا ہر شعبہ حیات ابدی کا حاملِ و مایہ تشفی و تسلی قلوب المومنین ہے۔

میری دعا ہے کہ خداوند عالم عزیز محترم موصوف کو ایسی ہی تصنیف و تالیف کتب میں شغف عطا فرمائے۔ جو صوفیائے کرام و مواحد عظام و عشاقِ اہل بیت کے پسندیدہ اور عوام کے لیے فیض رساں ہو مجھے امید ہے کہ نبی و آل نبی کے پرستار اس مقدس کتاب کا ضرور مطالعہ کرتے ہوئے قوت روحانی حاصل فرمائیں گے (وما توفیقی الا باللہ)

(الحاج سید محبوب شاہ الحسینی عفی عنہ قاضی شہر بمبئی المتخلص بہ ثاقب)

تقریظ

از فاضل علام حضرت مولانا الحاج محمد حفیظ الرحمن صاحب قبلہ "حفیظ"، سابق مدیر "العزیز"
مالک عزیز المطابع حفیظ بلڈنگ "بہاول پور"

میرے محترم دوست "صاحبزادہ محمد علم الدین صاحب علی القادری نائب خطیب جامع قادریہ کراچی" کسی تعارف کے محتاج نہیں۔ اُن کی تازہ تالیف "تذکرۂ حسینی" میرے مطالعہ سے گذری۔ اس سے پیشتر وہ "سیرت فاطمہؓ" "ذکر نورانی" "معراج حسینی" "شرعی پردہ" وغیرہ تحریر فرما چکے ہیں اُن کی یہ محنت قابلِ تحسین ہے۔ موجودہ تالیف "تذکرۂ حسینی" قریباً دو سو صفحات پر مکمل ہوئی ہے اور اس کو پانچ ابواب پر تقسیم کیا گیا ہے۔ اس میں حضرت امام حسین علیہ السلام کی شہادت اور فضائل یوم عاشورہ کے متعلق اہل سنت کے بزرگان کے معتبر و مستند دلائل کو جمع کیا گیا ہے اور قرآن مجید اور حدیثِ پاک سے اس پر روشنی ڈالی گئی ہے۔ ایک باب میں مدحیات و مناقبات و سلام درج کئے گئے ہیں۔ غرضیکہ یہ کتاب عشرۂ محرم الحرام کے مواعظ حسنہ کی بہترین رہنما اور ہر مسلمان کے مطالعہ کی بہترین کتاب ہے۔ اور ہر مسلم گھر میں رہنے کے قابل ہے ۔

ناچیز محمد حفیظ الرحمن حفیظ مالک عزیز المطابع
بہاول پور۔ مورخہ ۱۹ر مارچ ۱۹۶۷ء

نذر

اہل سنت والجماعت کے جلیل القدر روحانی پیشوا۔ سلسلۂ قادریہ کے بانی مبانی فرزند مرتضیٰ امام حسن المجتبےٰ کی مقدس دعا کا ثمرہ اور بشارت کا نتیجہ۔ حضرت فاطمہ زہرہ خاتونِ جنت کے عقدِ مبارک میں دعائے رسولِ کریم کا صلہ۔ حضرت امام حسن رضی عسکری کی وصیت و خلعت و بشارت کا مستحق۔ امام علی موسیٰ رضا سے بتوسط شیخ معروف کرخیؒ خرقہ امامت و کرامت جدِ بزرگوار مع بشارتِ جلیلہ حاصل فرمانے والا۔ کون ؟

وہ محسنِ اعظم غوثِ بنی آدم محی الملت والدین سلطان الاولیاء سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی حسنی الحسینی رضی اللہ عنہ کی بارگاہِ غوثیت پناہ میں اس متبرک تالیف "تذکرۂ حسینی" کو بطور نذر پیش کرتا ہوں۔

اور

"انتساب"

سراج السالکین قدوۃ العارفین فخر سلسلۂ عالیہ شمس الفقراء ابوالرجا واعظ الاسلام مولانا الشیخ الطریق حاجی حافظ قاری شاہ محمد غلام رسول صاحب قبلہ قادری چشتی نظامی اویسی قلندری المشرب ادام اللہ اجلالہ علی روس الطالبین خطیب و مہتمم جامع قادریہ سولجر بازار کراچی ۳ کے نام نامی واسم گرامی سے منسوب کرتا ہوں جن کے حسب ایما اس "تذکرۂ حسینی" کی تالیف و ترتیب کرنے کی سعادت کا شرف اس ناچیز مؤلف صاحبزادہ علی القادری عفی عنہ کو حاصل ہوا۔ الحمد للہ علیٰ احسانہ

فقط والسلام مع الاکرام ۞

دعا جو۔ صاحبزادہ علی القادری عفی عنہ

قبل از مطالعہ

یہ ضرور پڑھ لیجئے !

مندرجہ ذیل اقتباس معتبر و مستند تصنیف عفیف " البصائر العشرۃ الجلیۃ لناظری الجزء الاول من العقائد الخیورتیہ " کے اردو ترجمہ سے اخذ کیا گیا ہے۔ یہ معرکۃ الآرا بلند پایہ تصنیف عفیف ہمارے جدِ امجد علیہ الرحمتہ کے کرم فرما اُستاد زمن علامۂ زماں حضرت مولانا و بالفضل اولٰنا مولوی خیرالدین صاحب قبلہ (المعروف حضرت پیرجی) مولانا ابوالکلام آزاد کے والدِ ماجد علیہ الرّحمتہ والغفران کی ضخیم تصنیف ہے۔ اس مبارک کتاب کا اقتباس زیب اوراقِ "تذکرۂ حسینی" ہونا بھی ایک کرامتِ حسینی ہی سمجھئے۔ کیونکہ یہ کتاب حضرت والدماجد قبلہ کے بحرالعلوم حضرت علامہ پیر سید حیدر شاہ صاحب قبلہ جیلانی قادری چشتی نظامی "بھڑوائے" دامت برکاتہم سے مطالعہ کے لیے مانگ لائے تھے۔ حضرت پیر صاحب قبلہ مدظلہ جامع مسجد بنگلور میں مفتی اعظم ہیں۔ کراچی شہر میں اپنے مریدین و معتقدین کے اصرار پر گاہے بگاہے تشریف لاتے ہیں۔ تو والد ماجد قبلہ کو بھی ازراہ الطافِ جیدری یاد فرماتے ہیں۔ حضرت پیر صاحب قبلہ "حضرت پیرجی مولوی خیرالدین صاحب رحمتہ اللہ علیہ کے ارشد تلامذہ میں سے ہیں۔ نیز امام اہل سنن اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رضی اللہ عنہ کی صحبتِ فیض اثر سے خاص استفادہ حاصل فرمایا ہے۔ حضرت پیر صاحب قبلہ کا ارشاد ہے کہ ہمارے خاندان میں حضور نبی کریم علیہ التحیۃ والتسلیم کا ایک "موئے شریف (بال مبارک) زندۂ جاوید یادگار چلا آرہا ہے جو آج تیرہ سو سال گذرنے کے بعد بھی ہنوز زندہ ہے یعنی اُس ایک بال مبارک میں سے کئی ایک شاخیں ہر سال ایک بال مبارک کی مزید روئیدگی سے پیدا ہو چکی ہیں۔ سبحان اللہ وصلِّ علیٰ ۔

حیات النبی کی ہے عمدہ مثال
کہ زندہ ہے اک آج تک اُن کا بال

لٰہذا مندرجہ ذیل مضمون پیرجی مولوی خیرالدین صاحب علیہ الرّحمتہ کا "فتویٰ" اور "تقریظ" دونوں لحاظ

سے تذکرہ حسینی" کے مرقومہ ہر سہ باب (یعنی "فضائل محبت خاندان رسول و جگر گوشۂ بتول" "انعقاد تذکرہ شہادت حسینی" "واظہار ہمدردی گریہ وبکا") کی پُرزور تائید ہے۔ ناچیز ہر سہ باب کے متعلق مولانا ابوالکلام آزاد کے والد ماجد کی اس مذکورہ تصنیف سے منتخبہ چند اشعار مختصر طور پر قارئین کرام کی مزید تشفی قلب کے لیے تحریر کردیتا ہے

(علی القادری عفی عنہ)

"محبّت اہلِ بیتؓ خصوصًا ودادِ حسینؓ"

وہ حسنینؓ ہیں شاہِ دارین ہیں — وہ دارین ہیں شاہِ کونین ہیں
یہ وہ ہیں کہ جن پر رسولِ خُدا — کیا اپنا فرزند بیشک فدا
وُہ حُبِّ محمدؐ جو موصوف ہے — علی حُبِّ حسنینؓ موقوف ہے!
تو حبِّ خدا حبِّ حسنینؓ ہے — یہی حُبِّ ایمانِ ثقلین ہے!
نہ جس دل میں حسنینؓ کی ہے وِداد — وُہ مردود کافر ہے نامراد۔
وِدادِ ہمہ اہل بیت عِظام — ہوئی فرض بر مومنِ خاص وعام
بلا حُبِّ آلِ شفیع الانام — خدا کی قسم ہے عبادت حرام
کریں کیوں نہ اُن کی بھلا ہم نیاز — کہ مذکور دائم وہ ہیں درِ نماز
جو ہے موذیٔ اہل بیتِ عظام — وُہ دراصل موذیٔ خیر الانام
وُہ مرتد و کافر بلا اشتباہ — وہ ہے لائقِ لعن شام و پگاہ

تذکرۂ شہادتِ حسینی

نشانِ محبت بہ نزدِ خبیر — کہ ہو ذکرِ محبوب دائم کثیر
لساں روز و شب اُس سے عذبُ البیاں — وہی ذکرِ وِردِ ہمہ جسم و جاں

نہ ہو یاد اُن کی اگر در نماز ۔ تو مردُود ایزد وہ ہے اہلِ راز
تو جو مانع ذکرِ حسنین ہے ۔ وہ مردود و مردود پُرشین ہے
کہ نازل کیا حق نے ذکرِ حسین ۔ ذکرِ شہادت جو باتیرزین
وہ جبریل جو خادمِ مصطفےٰ ۔ وہ دیگر ملائک جو اہلِ سما!
تو اُن کی زبان سے خدائے جہاں ۔ زمان و مکاں اور دیگر نشاں
کیا پیش خیرالوریٰ سب بیاں ۔ ہوئے اس سے نالاں شہِ مُرسلاں

اظہار گریہ و بکا

کیا حکم اُمت کو پھر بے گماں ۔ کہ دگریہ حسنین پر با جناں
وہ ذکرِ شہادت کیا پھر عیاں ۔ علیِ ولی نے بہ پیشِ بہاں
ہوئے پھر وہ گریاں زخونِ جناں ۔ کہ لابد محبت کا ہے یہ نشاں
مفصل یہ بجم المبیں میں نگار ۔ بیاں جزوِ ثانی میں ہوا آشکار
تو کیونکہ وہ مردُود ہیں منکریں ۔ الدین سنت سید المرسلین!
نعم اُن کے دل میں نہیں حب وداد ۔ تو لابد وہ منکر ہوگئے نامراد
غیوری نہ غاش ہیں وہ خرِ یہ
تو دیکھیں وہ ہرگز نہ مہرِ منیر!

(ماخوذ از کتاب البصائر العشرۃ الجلیہ)
لناظری الجزء الاول
من العقائد الغیوریہ!

فہرست مضامین نزہت آگین "تذکرہ حسینی"

پروگرام عرس پاک حسینی رضؓ

زیراہتمام قدیمی مجالس یادگارِ شہادت حسینی

پہلی شب (۱)	(برویت ہلال محرم) فضائل ومناقب ماہ محرم شریف وقرآتِ دعائے شب ہلال محرم معہ حاضرین مجلس۔	آٹھویں شب (۸)	ذکرِ شہادت فرزندان امام مسلمؓ وذکرِ شہادت حضرت حرؓ۔
دوسری شب (۲)	ذکرِ وصال نبی کریم علیہ التحیتہ والتسلیم وذکر رحلتِ مبارکہ حضرت فاطمہ زہرہ رضی اللہ عنہا۔	نویں شب (۹)	ذکرِ شہادت فرزندان زینب کلثوم وفرزندانِ امام حسن (قاسم)۔
تیسری شب (۳)	بقایا ذکر رحلت شریفہ فاطمہ زہرہؓ وذکر وصال مبارک خلیفۂ اول حضرت ابوبکر صدیق وذکرِ شہادت خلیفۂ دوئم حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ	دسویں شب (۱۰)	ذکرِ شہادت فرزندانِ امام حسین (علی اصغر و علی اکبر) وذکرِ شہادت عباس علمدار رضی اللہ عنہم۔
چوتھی شب (۴)	ذکرِ شہادت خلیفۂ سوئم حضرت عثمان وذکر شہادت حضرت علی رضی اللہ عنہم۔	یوم عاشورہ	اول ختم کلام اللہ وفاتحہ بعدازاں پیغام شہید اعظم ملتِ اسلامیہ کے نام وذکرِ شہادت امام حسین علیہ السلام اور فریضۂ نماز ظہر معہ حاضرین مجلس
پانچویں شب (۵)	بقایا ذکر شہادت حضرت علی کرم اللہ وجہہٗ وفاتحہ عرس بابا فرید شکر گنج قدس سرہٗ۔		
چھٹی شب (۶)	ذکرِ شہادت سیدی امام حسن رضی اللہ عنہ۔	نوٹ!	مندرجہ بالا پروگرام میں وقت کی قلت کے مدنظر ترمیم وتبدل ہونے کا امکان ضروری ہے ۱۲ منہ
ساتویں شب (۷)	ذکر حالات روانگی قافلۂ حسینی سوئے کربلا وذکرِ شہادت امام مسلم		

پیش گفت

اس متبرک تالیف "تذکرۂ حسینی" کی ترتیب و تصنیف کے سلسلے میں بہت سے حضرات کا شکریہ ادا کرنا، ناچیز پر واجب ہے۔ بفحوائے "مَنْ لَمْ يَشْكُرِ النَّاسَ لَمْ يَشْكُرِ اللهَ" سب سے پہلے اُن عشاقِ بزمِ حسینی رضؓ کا شکر گزار ہوں جو ہمیشہ۔ دامے۔ درمے۔ قدمے۔ سخنے "عُرس پاک حسینی رضؓ" کی تقریب پر "قدیمی مجالس یادگار شہادت حسینی رضؓ" میں بلا امتیاز مشرب حسب توفیق حصہ لیتے اور شمولیت فرماتے ہوئے جامع قادریہ کی رونق دوبالا فرماتے ہیں۔ اور ہر سال عُرس پاک حسینی" کی تقریب پر "قدیمی مجالس یادگار شہادت حسینی" کی جانب سے "حسینی فنڈ" کے سرمایہ سے شائع کردہ رسالہ جات مدحیات وغیرہ کو ہاتھوں ہاتھ خرید کر "حسینی فنڈ" کی مزید امداد فرما کر منتظمینِ "عُرس پاک حسینی" کی حوصلہ افزائی فرماتے ہیں۔

اس کے بعد کرم فرماحب الفقرا مولانا الحاج ابوالمشتاق مرزا افضل بیگ صاحب سلمۂ ابن خان بہادر شمس العلماء مرزا قلیچ بیگ صاحب خلد آشیانی (مہتمم جامع محمدیہ اہل سنت والجماعت حیدرآباد سندھ ٹنڈو ٹھوڑو) کا احسان مند ہوں جو وقتاً فوقتاً اپنے نیک اور قیمتی مشوروں سے سرفراز فرماتے ہیں۔

پھر اخی معظم "صاحبزادہ محمد بشیر احمد صاحب مخفی القادری علمی" کا بھی ممنون احسان ہوں کہ انہوں نے بڑی سعی کے ساتھ "کتب خانہ علمیہ" کے معتبر و مستند کتب و سیر و تصنیفات ائمہ مذاہب اہل سنت کے تمام مرقومہ مستند دلائل و بزرگانِ دین متین کے براہین و شواہدات کو فراہم کر کے "تذکرہ حسینی کی ترتیب کے لیے ناچیز کو عنایت کیا ورنہ اس ناچیز کی عدیم الفرصتی اور بے بضاعتی مذکورہ معتبر دلائل و براہین کو ایک ایک علحدہ کتاب سے حاصل مطالعہ سے اخذ کر کے بہ آسانی تذکرۂ حسینی مرتب کرنے میں برسوں نہیں تو مہینوں تک ضرور ہی محنت و تکالیف کا باعث ہوتی۔ اور یہ تذکرۂ حسینی رضؓ کا یوں بہ عجلت قارئین کرام کے ہاتھوں میں پہنچنا از حد مشکل تھا۔

منجملہ ان حضرات کے ناچیز کے علم دوست محترم بزرگ حضرت مولانا الحاج محمد حفیظ الرحمٰن صاحب قبلہ "حفیظ" ، مدیر و مالک عزیز المطابع ریاست بہاول پور دامت برکاتہم بھی خاص دلی شکریہ کے مستحق ہیں جنہوں نے "جامع قادریہ" کی متعدد مطبوعات مثلاً "دعوتِ خیر" اشتہارات منظومات وغیرہ "خاص اپنے عزیز المطابع میں حلیۂ طبع سے آراستہ فرماکر ناچیز کو ممنون فرمایا ہے۔ "جزاہم اللّٰہ تعالیٰ احسن الجزاء"

ناچیز بصمیم قلب دعا کرتا ہے کہ "اللّٰہ عزوجل" ان جملہ حضرات کو بتصدق "امام والا مقام سیدنا مولا حسین علیہ السلام" اپنی مقدس بارگاہ میں قبول فرماتے ہوئے ان جملہ حضرات کو ہمیشہ کے لیے مزید ایسے نیک و مستحسن اقدام کی توفیق عنایت فرمائے۔ آمین ثم آمین ۔

وجہ تالیف تذکرۂ حسینی

اے عزیزو! اس تذکرۂ حسینی کی تالیف کا پہلا سبب تو یہ ہے کہ ہمارے عامۃ المسلمین سے بالخصوص "سُنی مسلمان" جو عشرہ محرم الحرام میں ان متبرک ایام جو خصوصاً "فضیلت یوم عاشورہ" اور عام طور پر "شہادت خاندانِ رسول و جگر گوشۂ بتول" سے شہرتِ عظیم حاصل کئے ہوئے ہیں صحیح معنوں میں ان کی حقیقت سے ناآشنا اور ان مبارک ایام کے حقوق کی نگہداشت سے نامحرم ہیں۔ انہیں عشرۂ محرم کی صحیح حقیقت اور بزرگانِ اہل سنت کے ان معمولات سے جو ہمارے بزرگانِ دین ان متبرک ایام عشرۂ محرم الحرام میں فرمایا کرتے تھے قرآن و احادیث کی روشنی میں پیش کر کے ناواقف مسلمانوں کو ان متبرک ایام کی اہمیت و حقیقت سے آشنا کیا جائے ۔

دوسرا سبب

اس تالیف کا دوسرا ضروری سبب یہ ہے کہ عامۃ المسلمین کے قطع نظر اہل علم طبقہ کے بعض مسلمان اپنے خود ساختہ ظنی تخیلات و اعتقادات کی بنا پر ان متبرک ایام عشرۂ محرم الحرام میں حسب معمول بزرگان اہل سنت "تذکرۂ شہادت حسینی کا پڑھنا اور سننا" اور خاندانِ رسول و جگر گوشۂ بتول رضی اللہ عنہا کے گذرے ہوئے درد انگیز

واقعات وقت خیز حالات سے متاثر ہو کر بطریق مستونہ اظہار گریہ و ہمدردی کرنا سنتِ نبویہ کے خلاف اور مذہب اہل سنت والجماعت کے متضاد خیال کرتے ہیں۔ اور سانحۂ کربلا کے صحیح واقعات سے مسلمانوں کو آگاہ کرنے میں نعوذ باللہ "اہل بیت پاک کی شانِ گرامی" کی توہین سمجھتے ہیں۔ حالانکہ مسلمان تو مسلمان غیر مسلم بھی "امام مظلوم" کے دردناک حالات کو سن کر بے ساختہ اپنی آنکھوں سے آنسو بہا کر "امام مظلوم" کی مقدس شخصیت کو اپنی اظہارِ ہمدردی کے ثبوت میں خراجِ عقیدت پیش کرتے ہیں۔ اور یہی وہ درد بھرے واقعات ہیں جن کو سن کر غیر مسلم حلقۂ اسلام میں داخل ہوئے ہیں۔ لہٰذا ایسے سنگدل مسلمانوں کو جو علم کی دولت رکھتے ہوئے احیائے اسلام کے اس راز سے ناآشنا ہیں۔ بزرگانِ دین وائمہ مکرمین اور صوفیائے کاملین کے یقینی براہین و شواہدات سے روشناس کر کے ان کی ظنی و خود ساختہ قیاس آرائیوں کا ہمیشہ کے لیے صفایا کر دیا جائے۔

محبّانِ اہلِ بیتؓ کی تقلید!

اے عزیزو! خاندانِ رسول و جگر گوشۂ بتولؓ کی محبت اور عشق کا جذبہ جو ہمارے آقا و مولا سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے مریدانِ جاں نثار حضرات صحابہ کبار، رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے مبارک دلوں میں پوشیدہ تھا ہم گناہ گاروں کو اپنی جانِ عزیز قربان کر کے بھی ہرگز حاصل نہیں ہو سکتا۔ خاندانِ رسول سے خلفائے ثلاثہ یعنی "صدیق اکبرؓ کی پاسداری" "فاروق اعظمؓ" کی وفا شعاری "عثمانِ غنیؓ" کی نازبرداری کے علاوہ جملہ صحابہ کرام کی غمگساری کے صدہا واقعات مذہبی کتب و سیر میں زیرِ مطالعہ ہونے کے بعد ہم یہ اندازہ لگا سکتے ہیں، کہ "ناموسِ خاندانِ رسولؐ" کی خاطر ایک ادنیٰ صحابی کا بہا ہوا خون اگر میزان میں موجودہ دور کے سب مسلمانوں کے خون کے مقابل رکھا جائے تو بہرصورت حضورِ اکرمؐ کے صحابی کا خون والا پلّہ وزن دار ثابت ہوگا۔ صحابہ کبار کا ایک مشت جَو کا عطیہ جو "محبتِ خاندانِ رسولؐ" کی خاطر پیش کیا گیا ہوگا ہم سب مسلمانوں کی جان و مال کی خیرات و عطیات سے افضل و برتر ہے۔ صحابہ رسول کا ہمدردیٔ اہل بیتؓ کی خاطر صرف آنسو بہانا ہمارے خونی آنسو بہانے سے بدرجہا اعلیٰ اور خداوندِ تعالیٰ کے نزدیک بلند مرتبہ رکھتا ہے ؎

"چہ نسبت خاک را با عالمِ پاک"! ہمارے اسلاف صالحین و بزرگانِ متقدمین میں "سابقین محبانِ اہل بیتؓ"

میں "صحابہ کرام" کا مرتبہ سب سے بلند اور اُن کی "تقلید" بہترین عمل ہے۔

تقسیم ابواب تذکرۂ حسینی رضؓ

لہٰذا بریں وجوہ اس مبارک تالیف "تذکرہ حسینی" کو پانچ ابواب پر منقسم کر کے مرتب کیا گیا ہے پہلا باب فضائلِ محبت خاندانِ رسولؐ و جگر گوشۂ بتول رضؓ۔ دوسرا باب انعقاد مجالس تذکرۂ شہادت حسینی۔ تیسرا باب اظہار گریۂ غم حسین۔ چوتھا باب فلسفۂ یادِ غمِ حسین و فضائل یوم عاشورہ۔ پانچویں باب میں سلام و مدحیات حسینیہ رضؓ بھی درج کیئے گئے ہیں۔ تاکہ ہر ایک باب کے جداگانہ مطالعہ سے قارئین کرام کو پورا ذوق و طمانیت قلب حاصل ہو۔ نیز یہ بھی اچھی طرح معلوم ہو جائے کہ دین و دنیا میں وہی شخص اپنے سرمایہ معلومۂ ایمان کو بحفاظت بارگاہ صمدیت میں لے جانے کے قابل ہوگا جو اپنے اسلافِ صالحین و بزرگانِ دین کی اقتداکو اپنے لیے ذریعہ نجات و فلاح دارین تصور کر کے صحیح معنوں میں اُسے لائحہ عمل بنائے گا۔ حقیقت میں اقتدائے رفتگان ہی ہمارے لیے سرفرازی دارین کا حق رکھتی ہے۔ جیسا کہ علامہ اقبال مرحوم فرما گئے ہیں کہ ؎

ز اجتہادِ عالمانِ کم نظر　　اقتدا بر رفتگاں محفوظ تر

اللہ تعالیٰ ہم سب کو اپنے اسلافِ صالحین کے صراطِ مستقیم پر گامزن رکھے۔ آمین بجاہ سید المرسلین۔ فقط والسلام علیٰ من اتبع الھدیٰ۔

محتاجِ دُعا صاحبزادہ علی القادری عفی عنہ جامع قادریہ سولجر بازار، کراچی،

کبھی جو عشق کر چکا　　کسی سے ہو جمال ہے

حسین ہوں جو دشت میں　　تو اُس کو کربلا کہوں

"از حضرت علامہ محمد مبین صاحب عباسی کیفی چڑیا کوٹی"

رمزِ قرآں از حسینؑ آموختیم　　ز آتشِ اُو شعلہ ہم اندوختیم

(علامہ اقبال رحؒ)

دیباچہ

مندرجہ ذیل دیباچہ اخی معظم (صاحبزادہ محمد بشیر احمد صاحب حنفی القادری علمی) نے
"تذکرۂ حسینی" کے زرین اوراق کی زینت دوبالا کرنے کے لیے سپرد قلم کیا ہے
جو قارئین کرام کی تفنن طبع کے لیئے بجنسہٖ درج کیا جاتا ہے۔ ۱۲ منہ علمی القادری

شہیدِ اعظم کی مبارک یادگار

اے صبا اے پیک دُور افتادگاں
اشک ما بر خاکِ پاکِ اُو رساں (اقبالؒ)

ملتِ اسلامیہ کے جلیل القدر محسن فرزندِ رسولِؐ جگر گوشۂ بتولؓ شہید اعظم امام الاولیاء نورِ چشم مرتضےٰ سالارِ طریقت حضرت امامِ عالی مقام سیّدنا ابی عبداللہ الحسین علیہ السلام شہید کربلا نے اپنی بے نظیر قربانیوں اور بے مثال شجاعت ایثار و صداقت اعلائے کلمۃ الحق جہاد فی سبیل اللہ صبر و استقلال عشق و محبت سے جو سبق کائنات کو سکھلایا ہے۔ اور جو احسانِ عظیم ملتِ اسلامیہ کے لیئے آپ نے اپنی پاکیزہ درد بھری شہادتِ عظمٰی سے کیا ہے اسے آنے والی نسلوں نے ہمیشہ عقیدت و محبت درد و الم کے پُر سوز احساسات کے ساتھ یاد رکھا ہے۔ ایسے الم انگیز واقعات کو دنیا کے کسی انقلاب کے ذریعے فراموش کر دینا ناممکن ہے یہی سبب ہے کہ آج تیرہ صدیاں گذر جانے پر بھی دنیائے اسلام اور بنی نوع انسان اس مجسمۂ انسانیت پیکرِ حق و صداقت کی یاد تازہ کرتے ہیں اور "آج کی انتشار افروز فضا" کائنات میں اس امن و محبت کے داعی کے لیئے یہ یک آواز نعرہ زن ہے کہ اسے

انسان کو بیدار تو ہو لینے دو
ہر قوم پکارے گی ہمارے ہیں حسینؓ

(جوش ملیح آبادی)

جملہ محققین اسلام کا یہ مسلّم الثبوت مسئلہ ہے کہ شہزادۂ کونین حضرت امام حسین علیہ السلام کی شہادت دراصل "شہادتِ محمدیہ" ہے یہی بات ہے کہ آج اس کی عالمگیر شہرت بے مثال عقیدت سے انسانیت دامنِ مراد بھر رہی ہے۔ یورپ سے لے کر ایشیا کا ذرّہ ذرّہ شاہد ہو رہا ہے کہ بانی اسلام کا لختِ جگر صحیح معنوں میں انسانیت و آزادی۔ حق و صداقت اور خدا کے عشق و محبت کا اُولوالعزم پیغامبر ہے۔ شہید اعظم کی شہادتِ عظمٰی کا ہر ہر واقعہ "بَلْ اَحْیَاءٌ وَّلٰکِنْ لَّا تَشْعُرُوْنَ" کا آئینہ دار ہے یقیناً ؎

قتلِ حسین اصل میں مرگِ یزید ہے!

اسلام زندہ ہوتا ہے ہر کربلا کے بعد

(مولانا محمد علی جوہر)

اس مبارک یادگار کو قائم کرنے کے لیے عشرۂ محرم الحرام میں کراچی کی سرزمین پر "قدیمی مجالس یادگار شہادتِ حسینی رضؓ" کی بنیاد آج سے ستّر سال قبل ہمارے خاندان کے مورثِ اعلیٰ "حضرت مولانا الحاج منشی محمد بشیر صاحب صدیقی قریشی القادری ناناپوری نوّر اللہ مرقدہٗ" اسرگروہ اول و بانی جماعتِ قدیم انتظامیہ جامع مسجد قصابان و عیدگاہ بندر روڈ کراچی، نے ڈالی اور جو آج بھی موروثی طور پر تبلیغی و مشروع انداز میں سالہا سال سے بے مثال اہتمام کے ساتھ میرے قبلۂ معظم والدِ ماجد مدظلہٗ تعالیٰ "خطیب و مہتمم جامع قادریہ" کے وجودِ مسعود سے مسلمانانِ کراچی کو فیض یاب کر رہی ہے۔ الحمدللہ کہ سرکارِ حسینی و سرکارِ امامِ معصوم سیّدنا اصغر علیہ السلام سے نیک دل عقیدت مند اور متقی اشخاص کو بشارتِ قبولیت بھی حاصل ہو چکی ہیں۔ اور پھر حضرت قبلہ نانائے بزرگوار "عارفِ سندھ حقیقت آگاہ مولانا حکیم صوفی سائیں محمد عبدالغنی صاحب قبلہ صدیقی قریشی القادری النقشبندی المشرب علیہ الرحمۃ" اور جدِ امجد قبلہ امام اہل سنن بقیۃ السلف حجۃ الخلف مخدوم الملت فخر العلماء رئیس الفضلا حضرت مولانا الحاج حافظ قاری شاہ محمد علم الدین صاحب قبلہ القادری علیہ الرحمۃ سابق خطیب امام جامع مسجد کراچی نے ان متبرک مجالس اور اسوۂ حسینیؓ کی تبلیغ میں حصہ لیا۔ اور یہ خدمت ہمارے قدیمی موروثی علمی روحانی خاندان میں بفضلہٖ تعالیٰ پشتہا پشت سے قبلہ گاہی والدِ ماجد شمس الفقراء ابوالرجا حضرت مولانا الحاج حافظ قاری شاہ غلام رسول صاحب القادری چشتی نظامی مدظلہ العالی" تک پہنچی ہے۔ اور اس کی مقبولیت عامہ کی یہ روشن دلیل ہے۔ کہ ان

ﻠﮧ تذکرۂ عزیزیہ اردو "سرِ شہادتین" حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی فاروقی علیہ الرحمۃ۔ "تواریخ حبیب اللہ" حضرت مفتی عنایت احمد صاحب کاکوروی علیہ الرحمۃ۔ ۱۲

(۷۷۵۱)

مجالس مبارکہ میں ہر شخص بلا امتیاز مشرب و ملت حصہ لے رہا ہے۔ چنانچہ کراچی کے بوہرہ مسلمان داؤدی جماعت کے ممتاز افراد و اکابر بھی اس عرس پاک حسینی رضؓ میں شریک ہوا کرتے ہیں۔ اس جماعت کے قومی رسالہ "حقیقت" گجراتی کے مالک و ایڈیٹر جناب محمد علی صاحب مودی بوہری نے وعظ شب عاشورہ متبرکہ منعقدہ "مسجد میناں صدر" کا بست ساحصہ تلخیص کر کے اپنے رسالے کی اشاعت ماہ مارچ و اپریل ۱۹۳۹ء میں شائع کیا۔ داؤدی بوہرہ جماعت کے پیشوائے اعظم ہز ہولینس حضرت ملا سید سردار طاہر سیف الدین صاحب باتقابۂ نے کراچی میں "حضرت قبلہ معظم والد ماجد" کو شرفِ ملاقات بھی بخشا تھا۔

اس "عرس پاک حسینی رضؓ" میں اکابرین اہلِ سنت والجماعت اور مذہب حقہ کے روحانی رہنما مردان بزرگانِ دین و ملت حضرات صوفیائے کرام و اہل اللہ العظام اور کتاب و سنت علمائے امت کے معمولات کی روشنی میں معتبر و مستند محققانہ "تاریخی براہین و شواہدات بیان کئے جاتے ہیں۔ چنانچہ اس عظیم الشان جلسہ کے متبرک وعظ کے تمام براہین اہل سنت والجماعت کے مشہور بزرگ اور قومی رہنما "حضرت علامہ مولانا الحاج قاری شاہ سید محمد سلیمان صاحب قبلہ قادری چشتی پھلواری علیہ الرحمۃ" کے فرزند ارجمند "حضرت مولانا شاہ حسین میاں صاحب مرحوم کی مشہور اور معرکۃ الآرا تصنیف "غم حسین" سے بیان کئے گئے تھے۔ حضرت شاہ سلیمان صاحب قبلہ پھلواری رحؒ کی مشہور شخصیت محتاجِ تعارف نہیں۔ آپ کا تذکرہ "حضرت خواجہ حسن نظامی" صاحب دہلوی نے اپنی تصنیف "فاطمی دعوت اسلام" میں کیا ہے۔ آپ ملک کے جلیل القدر قومی رہنما بے نظیر مقرر اور دورِ آخر کے مشہور مشائخین کرام میں سے تھے۔ "مولانا شبلی نعمانی" مرحوم اور "مولانا حالی مرحوم" کے بھی رفیقِ کار رہ چکے ہیں۔ اور میرے جدامجد قبلہ مخدوم الملت حضرات مولانا الحاج قاری "حافظ محمد علم الدین" صاحب علیہ الرحمۃ کے مشفق دوست و مخلص کرم فرما مداحِ رسول "بلبلِ دکن حضرت مولانا "سیٹھ محمد اسماعیل صاحب متوم" مرحوم میمن مدراسی مصنفِ "کلیات متوم" کے بھی خاص دوستوں میں سے تھے متوم صاحب مرحوم کے برادر اصغر "سیٹھ محمد اسحاق صاحب" میمن میرے جدامجد قبلہ علیہ الرحمۃ کے ارشد تلامذہ میں سے تھے اسی طرح علامہ قادری شاہ محمد سلیمان صاحب قبلہ پھلواری کے دوسرے فرزند حضرت مولانا "شاہ حسین میاں" صاحب شہید مدظلہ قادری چشتی پھلواری سجادہ نشین "خانقاہ سلیمانیہ" و صدر شعبۂ تبلیغ ضلع مسلم لیگ پٹنہ

(بہار شریعت) بھی میرے کرم فرماؤں میں سے ہیں۔ آپ نے گذشتہ سال اپنے مکتوب گرامی میں تحریر فرمایا تھا کہ

فی الحال غمِ حسین کا مطبوعہ نسخہ میرے پاس موجود نہیں
ہے۔ صرف ایک قلمی نسخہ میرے موروثی کتب خانہ میں
ہے۔ انشاء اللہ العزیز "غمِ حسین" کی دوبارہ طباعت
پر سب سے پہلے آپ کو ایک نسخہ بھیج دوں گا۔

محترم ناظرین کرام! آج آپ کے سامنے "تذکرۂ امام عالی مقام اور فلسفۂ شہادت اور غمِ حسین کے حقائق وبصائر کو پیش کرتے ہوئے ایک مستند لٹریچر حاضر ہے۔ خدا کا شکر ہے کہ یہ میرے جد امجد قبلہ کے قدیم ستر سالہ ذاتی کتب خانہ علمیہ کا نادر ذخیرہ آج محبانِ امام عالی مقام کی نذر ہو رہا ہے۔ میں آج واضح طور پر یہ کہہ دینا چاہتا ہوں۔ کہ ان مجالس متبرکہ کا تعلق بالواسطہ ذاتی عقیدت ومحبت اور عشق سیدنا حسین علیہ السلام سے وابستہ ہے۔ تبلیغ پیام شہید اعظم اُسوۂ حسینی کے ساتھ ساتھ ہدیۂ درود وسلام لاتعداد۔ ختم کلام اللہ کے پھول بارگاہِ حسینیہ رض میں پیش کئے جاتے ہیں۔

یہ کوئی رسمی ورواجی اور نئی چیز نہیں ہے۔ آج سے ۷۰ سال پیشتر اس کے بانی بھی ہمارے قبلہ وکعبہ عارفِ سندھ حضرت نانا بزرگوار (صوفی سائیں عبدالغنی صاحب قبلہ القادری علیہ الرحمۃ) کے دادا پیر اور جد طریقت عارفِ بے مثال قدوۂ اہل کمال (یعنی اعلیٰ حضرت شیخی وسندی سیدی ومولائی ومرشدی مولانا الحاج سید) غوث علی شاہ صاحب قبلہ قلندر قادری جیلانی پانی پتی قدس سرہٗ جن کے خاص مریدوں میں بچوں کے مشہور شاعر "مولانا اسماعیل میرٹھی" مرحوم وہندوستان کے شاعر اعظم حضرت علامہ "میرزا غالب دہلوی" مرحوم جیسے معتقد مند اور خاص دوستوں میں "حضرت مولانا فضل حق رح آرزو وفرقتی خیرآبادی منطقی" "حضرت مولانا محمد یعقوب صاحب دہلوی" اور "مولانا شاہ اسحاق دہلوی" وغیرہم ہیں۔ جن کے جانشین اول قبلہ نانا بزرگوار کے مرشدِ گرامی عارف یگانہ حکیم العصر ختم الاکابر حضرت مولانا علامہ الحاج سید گل حسن شاہ صاحب قبلہ قلندر قادری پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ تھے۔ جن کے روحانی فیوض سے شاعر مشرق حکیم الامت حضرت علامہ ڈاکٹر سر محمد اقبال رح مرحوم نے "شرف استفادہ" حاصل فرمایا۔

کے اُستادِ گرامی ہندوستان کے بہت بڑے محدث اور بزرگ جانشین حضرت امام شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی علیہ الرحمۃ یعنی عمدۃ المفسرین حضرت مولانا شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی علیہ الرحمۃ تھے۔ جن کے ساتھ یہ سلسلہ بالواسطہ روحانی طور پر ہمارے خاندان کا وابستہ ہے۔ اس سلسلے میں تاریخی روایات اور ریسرچ کردہ محققانہ لٹریچر کا مختصر سا حصہ اسلامی نظریات کی روشنی میں حضرات "صحابۂ کبار" اور "اہل بیت اطہار"، و اولیائے اُمت کے ارشادات و معمولات کے مطابق اِس "تذکرۂ حسینیؓ" کی صورت میں پیش کیا جا رہا ہے۔ حسینؓ پاک کی بے مثال قربانیوں اور شہادتِ عظمیٰ جہاد فی اللہ کے حقائق و بصائر کا نچوڑ اور لبِّ لباب حقیقت میں اُسوۂ رسولِ مقبول فداہُ روحی ہے۔ ایک طرف طاغوتی اہرمنی قوتوں کا لشکرِ جرّار ہے اور دوسری طرف حق و صداقت صبر و استقلال بے کس و بے یار نبی کریم کا نواسہ دنیا نے دیکھ لیا کہ آخرالامر اعلائے کلمۃ الحق کا دم بھرتے ہوئے حسینؓ پاک طرح طرح کے مصائب و آلام سہتے ہوئے اپنے خاندان و اقارب و انصار کے ساتھ شہید ہو کر اسلام کو زندہ کرتا ہے۔ ہمیں اچھی طرح ذہن نشیں کرنا چاہئیے کہ حسینؓ پاک کا عزم ہدایت و اتمامِ حجت کے لیے تھا۔ آپ نے کسی سیاسی مقصد یا پولیٹیکل مصلحت کا خیال رکھتے ہوئے ان مصائب کو سر پر نہیں اٹھایا۔ محض دینِ محمدیؐ کی مقدس عظمت اور خدا کے عشق و محبت کے لیے ایسی درد انگیز بے نظیر و بے مثال شہادت پائی۔ آج آپ کا نقشِ قدم آنے والی نسلوں کے لیے سرچشمۂ بصیرت قلب و روح کو زندہ کرنے اور گرمانے والا ہے۔ جن مصائب و آلام ظلم و جفا شقاوت و عداوت انتہائی شرمناک ننگ انسانیت کا اِرتکاب یزیدیت کو دیکھ کر وہ کون دل میں درد رکھنے والا انسان ہے جو خون کے آنسو نہ بہائے۔ جن کے غم و الم میں انسانیت تڑپ نہ اُٹھے۔ یہ وہ غم ہے جو ابدالآباد تک انسانیت میں زندہ روحِ حقیقت اسلام کا درخشاں پہلو غریب نوازی امن پسندی حق گوئی صبر و استقامت کی سچی تفسیر "استعینوا بالصبر والصلوٰۃ"، کا پیغام اور "ان اللّٰہ مع الصابرین"، کا دلِ آویز نقشہ کائنات کے سامنے ہر دور میں قیامت تک پیش کرتے رہے گا۔ آج مادیت پسندی کے نام لیواؤں کے لیے روحانیت کا بصیرت افروز درس اسوۂ شہید کربلا اور درد و غم نواسۂ مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثنا کا صحیح مفہوم کے ساتھ دے رکھا ہے۔ ہمیں یہ یاد رکھنا چاہئیے کہ حسینی فیوض و برکات کا نقشِ قدم اور آپ کا دامنِ پاک "رحمۃ للعالمینی"، کا یکساں مظہر ہے۔ مگر یہ غلط اور بالکل غلط ہے کہ کائنات میں ایسے نظیر

کارناموں کی کوئی مثال پھر پیدا ہو۔

حسینؑ کا صبر، حسینؑ کی استقامت و حقانیت۔ حسینؑ کی بے مثال قربانی۔ حسینؑ کے لاتوداد آلام و مصائب حسینؑ کی بیکسی و غریبی امت نوازی۔ حق پرستی کا نمونہ کون بن سکتا ہے؟ لاریب شہادتِ محمدی بیکر حسینی میں منوۂ دہر بے مثال و بے نظیر ہے۔ علامہ سیماب اکبرآبادی نے خوب فرمایا ہے کہ؎

سبطِ شاہ مشرقین اب کوئی بن سکتا نہیں

بزمِ فانی میں حسینؑ اب کوئی بن سکتا نہیں

(اسرودِ غم)

تاقیامِ قیامت روحانیتِ حسینؑ پاک اپنی حیاتِ دوام اور برکاتِ تمام سے "زندگی اور موت" کا حقیقی مقصد کائنات کو بتلائے گی اور درد و محبت و عقیدت سے لبریز دلوں کو حقیقی غم والم سے تڑپائے رکھے گی؎

ہرگز نمیرد آنکہ دلش زندہ شد بہ عشق

ثبت است بر جریدۂ عالم دوامِ ما!

(حافظ شیرازی)

عشق و محبت کی سچی تفسیر رزمگاہِ کربلا میں اپنے خونیں الفاظ سے شہید اعظم نے لکھ کر ملتِ اسلامیہ پر روشن کر دیا ہے۔ کہ خدا کے سچے عاشقوں کے نزدیک "حیاتِ جاوید" اور "روحانی معراج" سے بڑھ کر کوئی چیز عزیز نہیں؎

دیکھی تھی فرشتوں نے نبیؐ کی معراج

دنیا نے مگر دیکھ لی معراج حسینؑ

(سیماب اکبرآبادی)

اسی لیے میرے جدِامجد قبلہ کے کرم فرما حضرت پیرجی "مولوی خیرالدین" دہلوی کے فرزند مولانا ابوالکلام آزاد دہلوی لکھتے ہیں کہ۔

"عشق خواہ کسی عنوان ہو منزلِ حقیقت کا ہمیشہ سے پہلا قدم ہے بلکہ یہ کہنا

بھی تنزل ہے۔ منزلِ حقیقت کا کیا ذکر عشق تو وہ دروازہ ہے جس سے گذرے بغیر انسان وہ "انسان" نہیں ہو سکتا۔ جس کے دل و جگر میں ٹیس اور آنکھوں میں تری نہیں اُس کو معنی انسانیت سے کیا واسطہ؟ .... (ماخوذ از خونِ شہادت کے دو قطرے)

شاعرِ مشرق علامہ اقبال رح نے خوب فرمایا ہے ؎

آں امامِ عاشقاں پورِ بتول رض — سروِ آزادِ ز بستانِ رسول
اللہ اللہ بائے بسم اللہ پدر — معنی ذبحِ عظیم آمد پسر
بہرِ آں شہزادۂ خیر الملل — دوشِ ختم المرسلین نعم الجمل
بہرِ حق از خاک و خوں غلطیدہ است — پس بنائے لا الٰہ گردیدہ است
مدعائش سلطنت بودے اگر — خود نہ کردی باچنیں ساماں سفر
سرِّ ابراہیم و اسماعیل بود — یعنی آں اجمال را تفصیل بود
تیغ بہرِ عزتِ دین است و بس — مقصدِ اُو حفظِ آئین است و بس

خونِ اُو تفسیرِ ایں اسرار کرد
ملتِ خوابیدہ را بیدار کرد

رموزِ بیخودی

مولا تعالیٰ روحانیتِ اقدس حسین پاک سے دنیا و آخرت میں فیض یاب کرے آمین بجاہ سید المرسلین۔ امید ہے کہ ناظرین کرام اپنی والہانہ عقیدت کے ساتھ اس مقدس لٹریچر "تذکرۂ حسینی" کی اشاعت کے لیے تعاونِ خیر فرمائیں گے وَمَا علینا الا البلاغ۔

محتاجِ دعا ننگِ اسلاف فقیر حقیر بشیر القادری حنفی علی عفی عنہ
جامع قادریہ کراچی۔ خلف اکبر قبلہ حضرت حافظ صاحب مدظلہم

حضور کے عشق و محبت کی پہلی علامت

پہلا باب (۱)

فضائلِ محبّت

خاندانِ رسولؐ و جگر گوشۂ بتولؓ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ط

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ وَالْعَاقِبَۃُ لِلْمُتَّقِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِہٖ سَیِّدِ الْاَنْبِیَآءِ وَالْمُرْسَلِیْنَ وَعَلٰی اٰلِہِ الطَّیِّبِیْنَ الطَّاھِرِیْنَ وَاَصْحَابِہِ الْمُکَرَّمِیْنَ الْمُعَظَّمِیْنَ وَابْنِہِ الْاَمِیْنِ الْمَکِیْنِ سَیِّدِنَا الشَّیْخِ عَبْدُ الْقَادِرُ الْجِیْلَانِیْ مُحْیِ الْاِسْلَامِ وَعَلٰی سَائِرِ اَوْلِیَاءِہٖ وَاَھْلِ طَاعَتِہٖ اَجْمَعِیْنَ ۔

آیاتِ قرآنی

قولہ تعالیٰ:۔ قُلْ لَّآ اَسْئَلُکُمْ عَلَیْہِ اَجْرًا اِلَّا الْمَوَدَّۃَ فِی الْقُرْبٰی ۔ ترجمہ:۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اپنے حبیب کو کہ آپ اپنی امت سے کہہ دیں "کہ میں اپنی تبلیغ رسالت پر تم لوگوں سے کچھ مزدوری نہیں طلب کرتا ہوں۔ لیکن دوستی چاہتا ہوں۔ اپنے نانے اور قرابت والوں کے حق میں کہ تم لوگ اُن سے دوستی اور

محبت رکھو۔ اِنَّمَا یُرِیْدُ اللّٰهُ لِیُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ اَهْلَ الْبَیْتِ وَیُطَهِّرَكُمْ تَطْهِیْرًا ترجمہ۔ اللہ عزوجل اہل بیت پاک کی شانِ گرامی کے متعلق فرماتا ہے کہ اے میرے رسولِ مقبول کی اہل بیت خداوند تعالیٰ چاہتا ہے کہ تم کو گناہوں سے دُور اور رجس سے پاک کرے جیسا کہ پاک کرتا ہے۔

احادیثِ رسولؐ

حدیث: حُبُّ اَهْلِ بَیْتِیْ مِثْلُ سَفِیْنَةِ نُوْحٍ مَنْ رَكِبَهَا نَجٰی وَمَنْ تَخَلَّفَ عَنْهَا غَرِقَ۔

ترجمہ:۔ میرے اہل بیت کی دوستی کشتی نوحؑ کی مانند "فلاح و بہبود کی" ہے۔ جو کوئی اس میں سوار ہوا نجات پائی اور جو اس کے خلاف گیا۔ غرق ہوا۔

حدیث:۔ اِنِّیْ تَارِكٌ فِیْكُمُ الثَّقَلَیْنِ كِتَابَ اللّٰهِ وَعِتْرَتِیْ فَاِنْ تَمَسَّكْتُمْ بِهِمَا لَنْ تَضِلُّوْا مِنْ بَعْدِیْ اَبَدًا۔

ترجمہ:۔ تحقیق میں تمہارے درمیان دو چیزیں چھوڑ کر جاتا ہوں۔ ایک قرآن اور دوسری میری اہلبیت کی پیروی و محبت ہے۔ اگر تم اِن دونوں کی محبت و پیروی کروگے تو ہرگز میرے بعد گمراہ نہ ہونے پاؤ گے۔

حدیث: مَنْ اَحَبَّنِیْ وَاَحَبَّ هٰذَیْنِ وَاَبَاهُمَا وَاُمَّهُمَا كَانَ مَعِیَ الْجَنَّةِ۔

ترجمہ:۔ جو کوئی مجھے دل سے دوست رکھے اور ان دونوں (حسن و حسین) کو اور ان کے ماں باپ کو بھی تو وہ میرے ساتھ جنت میں ہوگا۔

حدیث:۔ حُبُّ اِبْنَایَ وَاجِبٌ عَلٰی اُمَّتِیْ وَحُبُّ اَهْلِ بَیْتِیْ وَاجِبٌ عَلٰی اُمَّتِیْ۔

ترجمہ:۔ میرے اہل بیت (خاندان) اور فرزندوں (حسن و حسین) کی محبت میری امت پر واجب ہے۔

ارشاداتِ امام حسینؑ

اِنَّ النَّبِیَّ مُعَلِّمُ الثَّقَلَیْنِ بَدْرُ الْجِنَانِ مُنَوِّرُ الْقَمَرَیْنِ

أَبِی الْجُزْءُ وَ أُمِّی جُزْءُہٗ ۔ وَأَنَا الْجُزْءُ مِنْ هٰذَیْنِ الْجُزْئَیْنِ
أَبِی الدُّرُّ وَ أُمِّی ذَهَبٌ ۔ أَنَا الْفِضَّةُ بَیْنَ الذَّهَبَیْنِ (انیس الواعظین اردو)

ترجمہ :- تحقیق نبی صلی اللہ علیہ وسلم دونوں فریق جن وانس کے سکھانے والے ہیں۔ بہشتوں کے چاند ہیں اور دونوں چاندوں کے روشن کرنے والے ہیں میرے ماں باپ اُن کے جز سے ہیں اور میں ان دونوں جزوں کا جز ہوں۔ میرا باپ موتی اور میری ماں سونا ہے اور میں اِن دونوں سونوں کے درمیان چاندی ہوں (ترجمہ اُردو اشرف الواعظین)

امامِ اعظم اور مؤدّت اہل بیت

سیّد الفقہا اعلم الناس حضرت امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مشہور و معروف شخصیت محتاجِ تعارف نہیں۔ سوادِ اعظم مذہب حقہ اہل سنت والجماعت کے سب سے بڑے امام اوّل ہیں۔ ہر سہ مذاہب یعنی شافعی۔ مالکی۔ حنبلی۔ کے متقدر علمائے کرام نے حضرت امام اعظم کے مناقب میں تصانیف لکھی ہیں۔ جن کا ذکر حضرت مولانا مولوی عبدالحی صاحب رحمتہ اللہ علیہ نے "اَلتَّعْلِیْقُ الْمُمَجَّدُ" میں لکھا ہے۔ کروڑ ہا مسلمان جن میں لاکھوں علماء ہزاروں محدثین اور سینکڑوں اولیائے کاملین ہو گذرے ہیں سب کے سب حنفی المذہب تھے۔ اور "فقہ حنفیہ" کی علم شہرت اور مقبولیت اور امام اعظم رضہ کی مفصل سوانح "سیرت نعمان" مصنفہ علامہ شبلی نعمانی مرحوم ملاحظہ فرمائیے۔ "دُرِّ مختار" میں لکھا ہے کہ بہت سے اولیائے کرام نے امامِ اعظم کی تقلید کی ہے۔

چنانچہ جن میں چند یہ ہیں۔ ابراہیم ادہم۔ شفیق بلخی۔ معروف کرخی۔ بایزید بسطامی۔ فضیل بن عیاض داؤد طائی۔ احمد بن خضرویہ۔ ابوبکر وراق۔ وغیرہم رحمہم اللہ۔ اور "حدائق الحنفیہ" میں بھی بہت سے حنفی المذہب اولیائے کرام کے نام لکھے ہیں۔

مُنجملہ اُن کے چند حضرات یہ ہیں۔ داتا گنج بخش۔ خواجہ معین الدین چشتی۔ خواجہ نظام الدین اولیاء محبوب الٰہی۔ خواجہ محمد پارسا۔ حضرت مجدد الف ثانی۔ مُلا قطب الدین سہالوی۔ شاہ کلیم اللہ جہاں آبادی قدست اسرارہم ۔

مقام غور ہے کہ جب ایسے سربرآوردہ معتمد علیہ حضرات علمائے ظاہر و باطن جس امام کے اقوال و افعال کو طرۂ امتیاز سمجھ کر اس پر عمل پیرا ہوں تو بھلا عوام الناس کی کیا حقیقت ؟ اور ان کی امام اعظم کے اقوال و افعال سے انحرافی کیوں؟ بلکہ ہمارا تو یہی فرض ہے کہ ہم بلا چون و چرا اپنے مقدس امام کے قول و فعل کو اپنا دستور العمل بنائیں۔ لٰہذا اہل علم حضرات کی تشفی قلب کے لیے پیارے امام کے پیارے محبت آگین حالات مختصر طور پر بیان کر دیتا ہوں۔ اہل فہم کو اشارہ کافی ہے۔ حضرت علامّہ نواب یار جنگ فقیہ اعظم مولانا الحاج حافظ قاری شاہ انوار اللہ صاحب قادری چشتی . . . . حیدرآبادی سابق صدر الصدور اعلیٰ حضرت خلد آشیانی آصف الدّولہ" میر محبوب علی خاں" صاحب بہادر سابق فرمانروائے ریاست حیدرآباد دکن کے پیرومرشد اور استاد گرامی مرتبت تھے۔ حضرت فقیہ اعظم اپنی بلند پایہ تصنیف" حقیقۃ الفقہ" حصہ دوم کے صفحہ ۴۰ پر مندرجہ ذیل عبارت رقم فرماتے ہیں۔

"چونکہ امام صاحب کو اہل بیت اور مولا علی کرم اللہ وجہٗ سے" کمال درجہ کی محبت تھی یہاں تک کہ اس محبت کی وجہ سے" اہل حدیث" آپ کے مخالف ہو گئے ہیں۔ چنانچہ امام صاحبؒ خود فرماتے ہیں کہ "اہل حدیث" ہم سے بغض اس وجہ سے رکھتے ہیں کہ ہم اہلبیت رسول سے محبت رکھتے اور علی کرم اللہ وجہٗ کی خلافت ثابت کرتے ہیں اور وہ ثابت نہیں کرتے "ملل ونحل" میں شہرستانیؒ نے اصل سبب امام صاحبؒ کے قید ہونے کا یہ لکھا ہے کہ آپ کو اہل بیت کے ساتھ بہت محبت تھی اور نہایت گہرے تعلقات تھے جب یہ خبر "منصور" کو پہنچی تو اس نے آپ کو دائم الحبس کر دیا چنانچہ قید ہی میں آپ کا انتقال ہوا۔ اب کسی کا منہ ہے کہ امام صاحبؒ کے مقابلے میں اہلبیتؓ کی محبت کا دعویٰ کر سکے۔ امام صاحبؓ نے تو اس محبت میں اپنی جان تک فدا کر دی۔

عزیزو! یوں تو امام اعظم رضی اللہ تعالےٰ عنہ وارضاہُ کا مذہب حدیث اَصْحَابِیْ کَالنُّجُوْمِ بِاَیِّھِمْ اقْتَدَیْتُمْ اِھْتَدَیْتُمْ کی صحیح پیروی اور خلفائے راشدین کے اقوال وافعال کی پوری متابعت تھی لیکن باایں ہمہ بفحوائے حدیث اِنِّیْ تَارِكٌ فِیْكُمُ الثَّقَلَیْنِ كِتَابَ اللّٰہِ وَعِتْرَتِیْ فَاِنْ تَمَسَّكْتُمْ بِھِمَا لَنْ تَضِلُّوْا مِنْ بَعْدِیْ اَبَدًا کے شرف سے بھی بدرجۂ اتم شرفیاب تھے جیسا کہ ذیل کے بیان سے معلوم ہوتا ہے۔ ۱۲ منہ علی القادری

فقیہ اعظم مولانا انوار اللہ صاحب آگے چل کر لکھتے ہیں کہ حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ کوفہ میں تشریف رکھتے تھے اور آپ کے علوم جیسے کوفے میں شائع ہوئے تھے دوسری جگہ نہ تھے۔ امام صاحبؒ بھی کوفی تھے ایک یا دو واسطہ سے حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ کے علوم آپ کو پہنچ گئے ہیں۔ کیونکہ آپ کے چار ہزار استاد تھے تو ان میں صدہا استاد کوفے کے ہوں گے پھر مزید برآں دو سال آپ کا "امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمتِ اقدس میں رہنا جو "لَوْلَا السَّنَتَانِ لَھَلَكَ النُّعْمَانُ" سے معلوم ہوتا ہے اور اس بات کو بتلاتا ہے کہ رہے سہے علوم اہل بیت کی تکمیل بھی آپ نے اس مدت میں کرلی غرضیکہ "حنفیہ" کو کمال افتخار کا موقع ہے

(از کتاب حقیقۃ الفقہ حصہ دوم)

امام اعظمؒ کا جذبۂ عقیدت

حضرت مولانا قاضی سید اللہ یار صاحب نصرپوری سندھی مرحوم کی ایک بلند پایہ فارسی تصنیف "انیس الواعظین" ہمارے جدِّ امجد قبلہ علیہ الرحمۃ کے قدیمی کتب خانہ علیّہ میں اب تک بفضلہٖ تعالیٰ محفوظ موجود ہے۔ یہ تصنیف قاضی صاحب مرحوم کا خاندانی عطیہ ہے جو آپ نے حضرت جدِّ امجد قبلہ علیہ الرحمۃ کو خاص اپنے ہاتھوں سے نقل فرما کر پیش کیا تھا۔ یہ تصنیف سو سال سے زیادہ عرصے کی تحریر شدہ ہے اس میں حضرت "امام اعظم" رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی محبت و عقیدت کا نظارہ فارسی عبارات میں یوں تحریر کیا

گیا ہے ملاحظہ ہو!

"حسین شبانی می گوید بارہا دیدہ ام کہ امام اعظم رضی اللہ عنہ"
شب زندہ داشتے و بروز صائم بودے و بر نیت حضرت امام باقر علیہ السلام
آمدی و فتوحات بجا وراں دادی و خود در مقبرہ ایشاں جاروب زدی"
(از کتاب انیس الواعظین فارسی صفحہ ۳۰۴)

محبّت اہل بیت امام شافعی کی نظر میں

حضرت امام محمد شافعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا یہ وصف نہایت برتر ہے کہ آپ شجرِ نبوی کی شاخ ہیں۔ اور دوحۂ نبوی و مصطفوی کے میوہ ہیں کنیت آپ کی ابو عبداللہ اور نام مبارک "محمد" نسباً قریشی تھے۔ پندرہ برس کی عمر میں علمائے کرام نے آپ کو فتویٰ دینے کا اذن دے دیا تھا۔ آپ کی سوانح میں لکھا ہے کہ آپ سنِ بالغ ہونے سے قبل حضور نبی کریم علیہ التحیۃ والتسلیم کی زیارت کی اور حضور علیہ السلام نے اپنا لعاب دہن مبارک امام شافعی کے دہن میں ڈال کر خیر و برکت کی دعا فرمائی۔ ایک مرتبہ امام شافعی درس لیتے ہوئے دس بار اُٹھے اور بیٹھے اُستاد نے کیفیت دریافت کی تو فرمایا کہ ایک سیّد زادے دروازے پر کھیل رہے ہیں جب وہ میرے مقابل آتے ہیں تو میں اُن کی تعظیم کے لیے اُٹھ کھڑا ہوتا ہوں کیونکہ یہ بات درست نہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صاحبزادے میرے سامنے آئیں اور میں اُن کی تعظیم نہ کروں۔ حضرت امام شافعی رضی اللہ عنہ کے چند عربی اشعار جو انھوں نے اہل بیت پاک کی تعریف میں ارشاد فرمائے ہیں اُس کو پڑھ کر اندازہ لگائیے۔ کہ امام شافعی رضی اللہ عنہ کے دل میں بھی اہل بیت پاک کی کتنی محبت تھی۔ اشعار:-

لَوْ كَانَ رِفْضًا حُبُّ اٰلِ مُحَمَّدٍ ۔۔۔ فَلْيَشْهَدِ الثَّقَلٰنِ اِنِّیْ رَافِضٌ
اِنْ كَانَ حُبُّ الْعَلِیِّ رِفْضٌ ۔۔۔ فَاِنَّنِیْ اَرْفَضُ الْعِبَادِ

ترجمہ:- اگر آلِ رسول کی محبت کا نام ہی رفض ہے تو جن و انس اس بات پر گواہ ہیں کہ تحقیق میں رافضی

ہوں۔ اور اگر مولا علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہٗ کی محبت کا نام رفض ہے تو پس تحقیق میں خدا کے بندوں میں پہلا رافضی ہوں۔ اشعار:

یَا اَھْلَ بَیْتِ رَسُوْلِ اللّٰہِ حُبُّکُمْ فَرْضٌ مِنَ اللّٰہِ فِی الْقُرْاٰنِ اَنْزَلَہٗ
کَفَاکُمْ مِنْ عَظِیْمِ الْقَدْرِ مَرْتَبَۃً مَنْ لَّمْ یُصَلِّ عَلَیْکُمْ لَا صَلٰوۃَ لَہٗ

ترجمہ:۔ اے رسول اللہ کے گھر والو! تمہاری محبت فرض کی گئی ہم پر خدا کی طرف سے قرآن میں اور تمہارے لیے بلند مرتبوں میں سے یہ مرتبہ کافی ہے کہ جو نماز میں تم پر درود نہ پڑھے اُس کی نماز ہی نہیں ہو سکتی۔

محبت اہل بیت کے متعلق امام غزالی کی تصریحات

حجۃ الاسلام امام غزالی (نام محمد بن محمد غزالی) علیہ الرحمۃ کی شخصیت بھی مشہور و معروف ہے۔ امام غزالی مذہباً شافعی المذہب تھے علم و فضل میں آپ کا پایہ بہت بلند تھا۔ آپ کے استاد گرامی امام الحرمین عبدالملک ضیاء الدین علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ "غزالی (علم و فضل میں) دریائے ذخار ہے۔ امام صاحب نے اپنے استاد گرامی کی زندگی ہی میں شہرت حاصل کر لی تھی۔ اور صاحب تصنیف بھی ہو گئے تھے۔ یہاں تک کہ امام الحرمین اُن پر ناز کرتے تھے۔ حضرت امام غزالی کی مفصل سوانح حیات "الغزالی" علامہ شبلی نعمانی صاحب مرحوم نے لکھی ہے جس میں امام صاحب کی دینی و ملّی ہر خدمات پر سیر حاصل تبصرہ کیا گیا ہے حیرت انگیز بات یہ ہے کہ امام غزالی صاحب نے کل ۵۴ - ۵۵ برس کی عمر پائی جس طرح "الغزالی" میں لکھا ہے۔ لیکن بیس برس کی عمر سے تصنیف کا مشغلہ شروع فرمایا تھا بایں ہمہ سینکڑوں کتابیں تصنیف فرمائیں جن میں سے بعض تو کئی کئی جلدوں میں ہیں۔ امام صاحب کی معرکۃ الآرا تصنیفات کی مفصل فہرست "الغزالی" میں صفحہ ۱۸ پر لکھی ہوئی ہے اور بعض تصنیفات کا اہل مغرب نے اپنی زبان میں ترجمہ بھی کیا ہے۔ میں صرف امام صاحب کی دو تصنیفات "مجربات غزالی" کیمیائے سعادت "سے اہل بیت اطہار کے متعلق امام صاحب کی تصریحات مختصر طور پر نقل کرتا ہوں۔ آپ فرماتے ہیں کہ

"اللہ تعالیٰ نے آپ کو حضور علیہ السلام ایسی اہل بیتؑ کے ساتھ مخصوص کیا ہے جو بزرگ لوگ ہیں "رحمت کے درخت" ہدایت کے کلمے" "تقویٰ کی کنجیاں" "صدق اور اخلاص" کی باگ انہیں کے ہاتھ میں ہے اور انہیں سے علاج اور خلاصی ہے انہیں کی شان میں حضور علیہ السلام نے فرمایا ہے۔ اَلنُّجُوْمُ اَمَانٌ لِاَھْلِ السَّمٰوٰتِ وَاَھْلُ بَیْتِیْ اَمَانٌ" لاھل الارض" یعنی ستارے اہل آسمان کے لیے امان ہیں اور میرے اہل بیت اہل زمین کے واسطے امان ہیں۔ (مجربات غزالی ۲۷۴)

دوسری بلند پایہ تصنیف "کیمیائے سعادت" کے دوسرے رُکن پانچویں اصل حق محبت ادا کرنے کے بیان میں "فرزندوں کے حقوق" میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت اُن کے جگر گوشوں یعنی حضرات حسنین علیہم السلام کے ساتھ جو وابستہ تھی اس کا واقعہ حسب ذیل سطور میں بیان فرماتے ہیں۔ جس سے اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ حضور علیہ السلام اپنے پیارے نواسوں کو بمنزلہ فرزندوں کے دیکھتے تھے اور جیسی محبت و شفقت والدین کو اپنے فرزندوں کے ساتھ ہونی چاہئے وہ حضور علیہ السلام کو بدرجۂ اولیٰ اپنے جگر گوشوں حضرات حسنین علیہم السلام سے تھی۔ اس لیے حضور علیہ السلام نے ارشاد فرمایا۔ حدیث۔ اِنَّ الْحَسَنَ وَالْحُسَیْنَ ھُمَا رَیْحَانَتَیَّ مِنَ الدُّنْیَا۔ بیشک حسن و حسین دنیا میں میرے دو گُل خوشبو ہیں (روح پرور و دل افزا) لہٰذا تو ہم غلامانِ بارگاہِ مصطفوی کے دلوں کی تازگی اور روحوں کی خوشنودی کے لیے اِن مقدس ہستیوں سے رشتہ محبت قائم رکھنے کا کتنا حق ہوگا۔ اور آئیہ "اِلَّا الْمَوَدَّۃَ فِی الْقُرْبٰی" میں حضرات حسنین علیہم السلام سے محبت رکھنے کا الٰہی و رسول الٰہی حکم صادر ہو چکا ہے۔ امام غزالی کی مندرجہ ذیل عبارت ملاحظہ ہو۔

"ایک مرتبہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑھ رہے تھے جب سجدے میں گئے تو حضرت امام حسین علیہ السلام (کمسنی میں) نے آپ کی

گردن مبارک پر پاؤں رکھ دیا حضور علیہ السلام نے اتنا توقف فرمایا کہ صحابۂ کبار رضی اللہ عنہم سمجھے کہ شاید آپ پر وحی کا نزول ہو رہا ہے اس لئے آپ نے اتنا لمبا سجدہ فرمایا ہے جب سلام پھیرا تو صحابہ نے دریافت کیا کہ یا رسول اللہ کیا سجدے میں وحی نازل ہوئی تھی؟ آپ نے فرمایا نہیں! حسینؓ نے مجھے اپنا اونٹ بنایا ہوا تھا۔ میں نے چاہا کہ اُسے جُدا نہ کروں (کیمیائے سعادت ص۲۱۲)

عزیزو! حضور علیہ السلام تو اپنی امت کو دوستوں کے فرزندوں کے ساتھ احسان کرنے کی تاکید فرماتے ہیں تو خود حضور پُر نور کے ساتھ ہمیں باوجود اپنی غلامانہ حیثیت کے محبت و غلامی کا کیا درجہ ہوگا۔ یہ اچھی طرح سمجھ لیجئے کہ خداوند تعالیٰ نے سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کو "رحمت للعالمین" کے خلعت سے سرفراز فرما کر تمام جہانوں کے لیے سلسلۂ ارتباط کا واحد مرکز قرار دیا۔ عوالم جمادات و نباتات وحیوانات اور عوالم ملکوت و جبروت اور ناسوت حتیٰ کہ عالمِ لاہوت میں بھی بجز حصولِ حصہ رحمۃُ اللعالمینی را پانا امر محال ہے تو انسان جو جملہ عوالم سے مستفیض ہو کر مظہر صفاتِ خالق "اشرف الخلق" کے لقب سے ملقب فرمایا گیا ہے بدرجہ اولیٰ ہر لحاظ سے "انوارِ رحمۃ اللعالمینی" کے خاص "مظاہر انوارِ رسالت" حضرت اہل بیت پاک وجگر گوشہ سید لولاک سے بہ اسباب مناسبتِ ارواح بذریعہ عشق و محبت فائز المرام ہونے کا اوّل مستحق ہے۔ دیکھئے الحجۃ الاسلام امام غزالی مناسبت طبائع جو ارواح کے ارتباط سے ظاہر ہوتی ہے اُس کا اِس طرح اظہار فرماتے ہیں:۔

"وہ مناسبت جو طبیعتوں میں پائی جاتی ہے اس واسطے کہ کوئی "شخص ایسا ہوتا ہے کہ اُس کی طبیعت دوسرے کی طبیعت کے مناسب اور موافق ہو تو وہ اُسے دوست رکھتا ہے اور یہ مناسبت کبھی تو ظاہر ہوتی ہے جیسا کہ لڑکے کو لڑکے سے اُنس ہوتا ہے اور عالم کو عالم سے بازاری کو بازاری سے اور اسی طرح ہر ایک کو اپنے ہم جنس سے ہوتا ہے اور کبھی

یہ مناسبت پوشیدہ ہوتی ہے اور اصل خلقت واسباب سماوی جو ولادت کے وقت غالب اور مستولی ہوتے ہیں اُن میں مناسبت واقع ہوئی ہو کہ کسی کو اُس کی طرف راہ نہ ہو جیسا کہ حضرت سلطان الانبیا علیہ الصلوٰۃ والثنا نے اُس سے تعبیر کر کے فرمایا "اَلْاَرْوَاحُ جُنُوْدٌ مُّجَنَّدَۃٌ فَمَا تَعَارَفَ مِنْھَا ائْتَلَفَ" یعنی ارواح کو ایک دوسرے سے آشنائی واقع ہوتی ہے اور بیگانگی بھی جب اصل میں آشنائی واقع ہولی ہو تو باہم "محبت" اور "الفت" کرتی ہیں یہ آشنائی اُسی مناسبت سے عبارت ہے جیسے ہم کہہ چکے ہیں۔" (کیمیائے سعادت ص۵۸۶)

ہمارے ائمۂ مکرمین و اماماں مجتہدین کے عشق و محبت اہل بیت پاک سے لبریز حالات و بیانات پڑھنے کے بعد دین اسلام کے جلیل القدر انبیاؤں کے مقدس حالات و اقوال پر نظر ڈالیے کہ اُن کو بھی خاندانِ رسولؐ و جگر گوشۂ بتولؓ سے کس قدر محبت و عشق تھا۔

ابراہیم علیہ السلام کی محبّت خاندانِ رسول کے ساتھ

مولانا الحاج حکیم محمد ناصر علی صاحب غیاث پوری ثم الآروی اپنی مشہور تصنیفِ لطیف "عناصر الشہادتین" میں لکھتے ہیں کہ!

"امام علیؓ بن موسیٰ رضاؓ سے منقول ہے کہ جب حق تعالیٰ نے واسطے فدیہ اسماعیل کے بہشت سے مینڈھا بھیجا اور ابراہیم علیہ السلام نے اس کو ذبح کیا تو دلِ مبارک میں اُس شیر دلیر کے یہ خیال ہوا کہ اگر میں اس مینڈھے کے عوض اسماعیل ہی کو اپنے ہاتھ سے ذبح کرتا تو ثوابِ عظیم اور اجرِ جزیل پاتا۔ پس حق تعالیٰ نے وحی بھیجی کہ اے ابراہیم! تمامی مخلوق میں سے تم کس کو زیادہ دوست رکھتے ہو؟

خلیل اللہ نے عرض کیا! کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو کہ حبیب اور صفی تیرے ہیں۔ پھر ارشاد ہوا کہ اُن کو زیادہ دوست جانتے ہو یا اپنے کو؟ عرض کی کہ قسم ہے تیری وحدانیت کی کہ اُن کو اپنی جان سے عزیز اور دوست تر جانتا ہوں! پھر فرمان پہنچا کہ فرزندان کو اُن کے زیادہ دوست جانتے ہو یا اپنے فرزندوں کو؟ خلیل اللہ نے جواب دیا کہ اُن کے فرزندان امجاد میرے نزدیک میری اولاد سے دوست تر اور محبوب تر ہیں۔

(عناصر الشہادتین)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے احکام امت کے نام

سرورِ انبیا علیہ التحیہ والثنا نے اپنی اہل بیت کی دوستی و محبت کے احکامات جو امت کے لیے صادر فرمائے ہیں کیا کچھ کم ہیں! "حدیقۃ الاسرار فی اخبار الابرار" میں مولانا قاضی برخوردار صاحب جام پوری سرحدی فیض یافتہ حضرت مخدوم المخادیم سید صدر الدین شاہ صاحب قبلہ القادری حنی الحسینی سجادہ نشین حضرت موسیٰ پاک شہید علیہ الرحمتہ بہ ایں طور ارقام فرماتے ہیں کہ!

"بیہقی کی حدیث مرفوع میں ہے کہ حضور سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم" نے فرمایا ہے کہ کسی بندے کا ایمان کامل نہیں ہوتا جب تک کہ میں اُس کو اپنی جان سے عزیز تر نہ ہو جاؤں اور میری عزت اُس کو اپنی عزت سے اور میرے اہل بیت اُسے اپنے اہل بیت سے اور میری ذات اُس کو اپنی ذات سے محبوب تر نہ ہو۔ یہ بھی فرمایا کہ نجوم یعنی ستارے آسمان کی امان ہیں اور میری اہل بیت میری امت کے لیے امان ہے۔ انتہی مختصر رواہ احمد اور یہ بھی ارشاد فرمایا کہ "اُوصِیکُمْ بِعِتْرَتِی خیراً" یعنی میں تمہیں اپنی عترت کے حق میں نیکی کی وصیت کرتا ہوں اور یہ بھی کہ تم کیا برتاؤ اُن کے ساتھ کرتے ہو

(صحاح) حضرت فاطمہؓ کو فرمایا کہ ذرّیتِ فاطمہؓ پر دوزخ کی آگ حرام ہے (طبرانی)
اور فرمایا کہ میں پہلے پہل اپنی "اہل بیت" کی شفاعت کروں گا۔ طبرانی) اور
حدیث ترمذی میں ہے "اَحِبُّوْنِی لِحُبِّ اللّٰہِ وَاَحِبُّوْا اَھْلَ بَیْتِیْ لِحُبِّیْ"
یعنی مجھے اللہ کے لیے دوست رکھو اور میری اہل بیت کو میری محبت
کے لیے محبوب رکھو۔ خلاصۃ الکلام تمام احادیث کا یہ ہے کہ ذرّیتِ
رسول کا احترام واکرام ضروری ہے جہاں تک ممکن ہو اُن کے ادب آداب کو
ملحوظ خاطر رکھے۔ طبرانی کی حدیث میں یہ بھی آیا ہے کہ بنی ہاشم پر کسی نے احسان
کیا اور اہل بیت رسولؐ وہ مکافات نہ کر سکے تو کل قیامت کے روز جب مجھے
ملے گا تو میں بذاتِ خود اس کا بدلہ ادا کر دوں گا۔ اور یہ ارشاد فرمایا کہ جو شخص
میری اولاد کا اکرام اور اُن کی حوائج کو پورا کرنے والا اور بوقتِ ضرورت اُن
کے فوائد میں کوشاں اور دل و زبان سے اُن کا محب ہو گا تو قیامت کے دن
میں اُس کو عفوِ تقصیرات کا شافع ہوں گا اور جو میری اہل بیت کا دشمن ہے
اس پر میری شفاعت حرام ہے۔ (از کتاب حدیقۃ الاسرار فی اخبار الابرار م۱۶)

محبانِ اہل بیتؓ! خاندانِ رسولؐ کے فضائل محبت اور اوصافِ حمیدہ کی جس قدر تعریف کی جائے کم ہے اہل بیتِ رسالت اور جگر گوشۂ خاتون جنت کے مقدس اوصاف اور حسب ونسب تو سراپا نورانیت کا پہلو لئے ہوئے "قرآن واحادیث" میں قیامِ قیامت تک خود خداوندِ تعالیٰ کے ارشاد کے مطابق اِنَّمَا یُرِیْدُ اللّٰہُ لِیُذْھِبَ عَنْکُمُ الرِّجْسَ اَھْلَ الْبَیْتِ الخ) کون عالم میں درخشاں ضیا پاشیوں سے ہر مسلمان کے دِل کو منوّر فرماتے رہیں گے مگر شہدائے بدر وحنین کی قربانیوں کے بعد دین اسلام کے تنزل کا اقبال "شہید کربلا" کی مقدس قربانیوں کا مرہونِ منت ہے۔ خاندانِ رسول وجگر گوشۂ بتول کی قربانیوں کے احساناتِ عظیم صرف اسی عاصی اُمت کے لیے ہی نہیں امتنان وتشکر کا باعث ہیں بلکہ اکوان عالم میں درسِ انسانیت کو حق شناسی کے دلدادہ کے لیے سرفرازی دارین کا عہد وپیمان

لیے ہوئے ہیں۔ سہ

انسان کو بیدار تو ہو لینے دو
ہر قوم پکارے گی ہمارے ہیں حسینؓ (جوش)

اکابر محدثین کے علاوہ قرآنی آیات کے مفسرین بھی اپنی نورانی فراست و گوہرِ علم سے قرآن کی مبارک آیتوں میں سے محبت اہل بیت اطہار کا نورانی جوہر نکال کر اُمتِ عاصی کے قلوب کو منور فرما گئے ہیں۔ ہندوستان کے مشہور بزرگ عمدۃ المفسرین حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی علیہ الرحمۃ "تفسیر عزیزی" میں سورہ الحاقۃ کی تفسیر لِنَجۡعَلَهَا تَذۡكِرَةً" کے زیر آیت حدیث مَثَلُ اَهۡلِ بَیۡتِیۡ فِیۡكُمۡ مِثۡلُ سَفِیۡنَةِ نُوۡحٍ مَنۡ رَكِبَهَا نَجٰی وَمَنۡ تَخَلَّفَ عَنۡهُمۡ غَرَقَ کی پوری تفصیل اس طرح فرماتے ہیں۔

قرآنی تفسیر سے محبت اہل بیت کا ثبوت

"تفسیر عزیزی صفحہ ۵۶ و ۵۷ مذکورہ بالا آیت شریفہ کے تحت" میں شاہ عبدالعزیز صاحب محدث دہلوی لکھتے ہیں۔ کہ تاکہ ہم کریں اُس کشتی کو واسطے تمہارے یادگاری اور جس مقام پر ڈوبنے کا خوف ہو اور تم ارادہ کرو کہ اس شہر سے دوسرے شہر کو یا اس کنارے سے دوسرے کنارے کو پانی سے اتر کر پہنچنا چاہیئے تو وہاں اسی طرح کا "چلتا ہوا گھر" یعنی جہاز یا کشتی کسی لکڑی سے تیار کر کے پار اتر جایا کرو اور اپنے مطلب کو پہنچا کرو۔ اب اس بات میں تم کو چاہیئے کہ خوب غور اور تامل کر کے سوچو تاکہ گناہوں کا بوجھ بھی اسی طرح ندامت و حسرت کے دریا میں ڈبونے والا اور دوزخ کے گڑھے میں ڈالنے والا ہے اس سے نجات اور خلاصی بغیر وسیلے کسی ایسے شخص کے جس نے اپنے کو گناہوں سے خالی کر کے اس سب لطیفوں سے لطیف یعنی ارحم الراحمین کی رحمت کا ظرف اور نزول گاہ بنا رکھا ہو ممکن نہیں ہے

جیسے لکڑی کہ اپنے تئیں ڈوبنے سے بچا کر پار کر دیتی ہے سو تم کو بھی چاہئے کہ جس طرح ہو سکے اپنے تئیں بھی کسی لطیف کے ظرف میں یعنی کسی صاحب باطن صالح کے دل میں جگہ دو تا کہ اس تعلیق کی برکت جو اس ظرف کی ظرف ہے تمہارے حال پر بھی متوجہ ہو اس واسطے کہ اس لطیف کا ظرف مظروف ہے تو اس لطیف سے ایک قسم کا اتحاد بہم پہنچا اور یہ اتحاد اُن گناہوں کے بھاری پن سے سبکساری اور خلاصی حاصل کر سکتا ہے سو ایسے لطیف ظرف ہر زمانے میں کم یاب اور نادر الوجود ہوتے ہیں ایسے لوگوں کی طلب تلاش میں ضرور رہنا چاہئے اور اُن کی محبت اور متابعت میں کوشش کرنا چاہئے تا کہ اُن لوگوں کے دلوں میں اپنی جگہ پیدا ہو۔ سو اس "امت مرحومہ" کے واسطے ایسے لطیف ظرف "رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اہل بیت" ہیں اُن کی محبت اور متابعت اس بات کا سبب پڑتی ہے کہ اُن کے دلوں میں اُس شخص کی جگہ پیدا ہو اور جب یہ بات حاصل ہوئی کہ اُن کے دل تو حق تعالیٰ جل شانہٗ کے لطف کے نور سے معمور اور بھرے ہوئے ہیں۔ تو اس شخص کو بھی اُن دلوں میں جگہ پانے سے اُن کی ہمسائیگی کی برکت سے جناب پاک پروردگار سے ایک طرح کی مناسبت حاصل ہو جائے گی اور یہ مناسبت گناہوں کے بوجھ کو دفع کرنے میں تریاق کا حکم رکھتی ہے اور کیا اچھی بات کہی ہے کسی شاعر نے کہ ؎

مور بے چارہ ہوس کرد کہ در کعبہ رسد
دست در پائے کبوتر زد و ناگہ رسید

یعنی چیونٹی بیچاری نے حوصلہ کیا کعبہ خانے کا تو کبوتر کے پاؤں کو ہاتھوں سے تھام لیا اور اس وسیلے سے کعبے کو پہنچی تو اسی واسطے حدیث شریف میں

آیا ہے کہ "مَثَلُ اَھْلِ بَیْتِیْ فِیْکُمْ مَثَلُ سَفِیْنَۃِ نُوْحٍ مَنْ رَکِبَھَا نَجٰی وَمَنْ تَخَلَّفَ عَنْھَا غَرِقَ" یعنی مثال میرے اہل بیت کی تم میں مثال نوح علیہ السلام کی کشتی کے ہے جو کوئی سوار ہوا اس کشتی میں اُس نے طوفان سے نجات پائی اور جس نے اس سے منہ موڑا اور پیچھے رہ گیا وہ ڈوبا اور ہلاک ہوا اور "حضرات اہل بیت رضوان اللہ علیہم اجمعین" کی اس بزرگی اور فضیلت سے خاص ہونے کی وجہ سے کہ حضرت نوح علیہ السلام کی کشتی آپ کے عمل کے کمال کی صورت تھی اور "حضرات اہل بیت" کو بھی حق تعالیٰ جل شانہ نے خاتم المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کے عمل کے کمال کی صورت گردانا تھا۔ اور یہ عبارت ہے طریقت سے اس واسطے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کمال کا بھی دوسرے میں جلوہ گر ہونا بغیر حاصل ہونے ذاتی مناسبت کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے "روحی" قوتوں میں جیسے عظمت اور پاکی۔ حفظ اور جوانمردی و بخشش میں کسی طرح متصور نہ تھا اور یہ مناسبت بغیر ولادت اور اصلی اور فرعی علاقے کے کسی طرح حاصل نہیں ہو سکتی سو اس کمال کے دریا کو جو مختلف ولایتوں کا اصل اور منبع ہے اُن کے سب شعبوں اور شاخوں کے ساتھ اسی بہانے سے بہایا ہے اور اسی پرنالے سے جاری کیا ہے اور یہی معنیٰ ہیں "امامت" کے جو اُن بزرگوں میں ایک دوسرے کو وصی کرتا آیا ہے اور یہی وجہ ہے کہ یہ بزرگ اس امت کے تمام اولیا کے سلسلوں کے مرجع ہیں اور جو شخص کہ تمسک حبل اللہ کا کرتا ہے تو بالضرور اُس کے استفاضے کی سند انہی بزرگواروں تک پہنچتی ہے اور وہ اسی کشتی میں بیٹھتا ہے۔ بخلاف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے علمی کمال کے وہ کمال اکثر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں جلوہ گر رہا اس واسطے اس کمال کے حاصل کرنے اور اپنے میں کمال پیدا کرنے کے واسطے مدت دراز تک ہم صحبت رہنا اور مرضی نامرضی کو اُس کی دریافت کرنا ضروری ہے۔ جیسے شاگرد کی نسبت ہوتی ہے اُستاد سے تاکہ بات کے مطلب کو پہنچنا اور مشکل کو حل کرنا اور مجہول چیز کے نکالنے اور دریافت کر لینے کا طریقہ حاصل ہووے۔ اسی واسطے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ حدیث اَصْحَابِیْ کَالنُّجُوْمِ بِاَیِّھِمْ اقْتَدَیْتُمْ اِھْتَدَیْتُمْ یعنی میرے اصحاب ستاروں کے مانند ہیں ان میں سے جس کی تم پیروی کرو گے مطلب کی راہ کو پہنچ جاؤ گے۔ جس طرح ظاہر کے دریا سے پار ہونا بغیر کشتی کی سواری اور تاروں کے حساب دریافت کرنے کے

تاکہ مطلب کی طرف سے دوسری طرف کشتی نہ ہونے پائے ہرگز
ہو نہیں سکتا اسی طرح حقیقت کے دریا کو بھی بغیر علمی اور عملی
دونوں بازوؤں کے قطع کرنا اور پار ہونا کسی طرح ممکن نہیں
ہے تو مسلمان آدمی کو بھی ان دونوں بازوؤں پر تمسک اور
اعتماد کرنا ضرور ہوا۔

آگے چل کر حضرت شاہ صاحب علیہ الرحمتہ سورۃ "الحَاقَّۃ" کی تفسیر میں آیت شریفہ "وَتَعِیَھَا اُذُنٌ وَّاعِیَۃٌ" کی تفسیر میں اس طرح ارشاد فرماتے ہیں کہ:

"یاد رکھے اس طوفان میں ڈوبنے سے بچ رہنے کو اور کشتی "کے حالات
کو جو اس وقت کے مسلمانوں کو اس تدبیر سے حاصل ہوا تھا" اُذُنٌ
وَّاعِیَۃٌ" وہ کان جو یاد رکھنے والا ہے ایسے فصول کو اور حدیث شریف
میں آیا ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی تب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
نے حضرت امیر المومنین مرتضیٰ علی رضی اللہ عنہ کو فرمایا کہ "سَاَلْتُ اللّٰہَ
اَنْ یَّجْعَلَھَا اُذُنَکَ یَا عَلِیُّ"، یعنی دعا مانگی میں نے اللہ تعالیٰ سے کہ کر
دے اللہ تعالیٰ ایسے کان تیرے اے علیؓ! اور حضرت علی کرم اللہ وجہہٗ کو
خاص کرنا اس شرف اور بزرگی سے اس نکتہ کے واسطے ہے کہ "اہلبیت"
کی کشتی ہوتے کے معنی بغیر متوسط ہونے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے
ممکن نہ تھے۔"

اُمت کے لیے آلِ محمدؐ کی محبت ہے کشتیٔ نوح جس کے نگہبان علی ہیں (علمی القادری)

کیونکہ اہل بیت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اس وقت میں بچے تھے اس
طریقے کی امامت کے قابل نہ تھے اور اُن کی تربیت کا عہدہ کسی دوسرے کو
حوالے کرنا آپ کی شان کے لائق نہ تھا تو گناہوں کے بوجھ سے نجات

حاصل کرنے کے قاعدے حضرت علی رضی اللہ عنہ "اُبُوَّت" کے حکم سے یعنی باپ ہونے کے سبب سے اس کی کمال کو تر و تازہ "صاحبزادوں" احسن و حسین کو پہنچا دیں اور یہ سلسلہ قیامت تک انہی کے واسطے سے جاری رہے اسی واسطے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو "یَعسُوب المسلمین" کا خطاب دیا ہے۔ یَعسُوب شہد کی مکھی کے بادشاہ کو کہتے ہیں۔ اور باوجود اس بات کے چونکہ حضرت علی رضی اللہ عنہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی گود میں پرورش پائے تھے اور دامادی کا علاقہ بھی آپ سے رکھتے تھے اور بچپن سے ہر کام میں رفیق و شریک رہے تھے۔ تو گویا آپ کے فرزند کے حکم میں تھے اور قرابت میں بھی بہت قریب تھے۔ سو اس سبب سے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ "روحانی" قوتوں میں بہت مناسبت حاصل تھی تو گویا حضرت علی رضی اللہ عنہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عملی کمال کے ظِل اور صورت تھے اور یہی مراد ہے "ولایت" اور "طریقت" سے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا کی برکت سے اُن کی استعداد بہت بڑھ گئی اور انتہا درجے کے کمال کے مرتبے کو پہنچی چنانچہ اس کے آثار اور نشانیاں ظاہر اور باطن ہر طریقے اور ہر سلسلے کے "اولیاء اللہ" میں روشن اور ہویدا ہیں۔ والحمد للہ علیٰ ذالک۔ (از تفسیر عزیزی صفحہ ۵۶، ۵۷)

شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی کی حقیقت بیانی

حضرت مولانا شاہ عبدالعزیز صاحب فاروقی محدث دہلوی علیہ الرحمۃ اپنی دوسری تصنیف لطیف "تحفۂ اثنا عشریہ" میں جو فارسی میں لکھی ہوئی اس طرح ارقام فرماتے ہیں کہ۔

"حضرت امیرالمومنین سیدنا علی کرم اللہ وجہہٗ و ذرّیۂ" طاہرۂ او را تمام اُمت بر مثال پیران و مرشدان می پرستند و اُمور تکوینیّہ را ایشاں وابستہ میدانند و فاتحہ

درود۔ صدقات۔ نذر بنامِ ایشاں رائج و معمول گردیدہ ۰ ؎

(از کتاب تحفہ اثنا عشریہ)

بیانِ سیرت حسین رضؓ!

آقائے ولی نعمت مولائے انس وجاں امام عالی مقام سیدنا حسین علیہ السلام کی سیرت مقدسہ آبِ سیاہ سے پُرزہ قرطاس پر کیا بیان کی جائے بلکہ حواس باصرہ و سامعہ کی خدادا د قابلیت کے ذریعہ اس مبارک اُسوۂ حسنہ کو صفحۂ دِل پر منقش کر کے اپنی پاکیزہ روحانیت جوہر نورانی کی جلا اور اپنے اوصاف کو متصف بہ اوصافِ خدا کے شرف سے مشرف کرنے کے لیے مشت از خروار سپردِ قلم کئے دیتا ہوں! ملاحظہ ہو۔ شاعر ایشیا حضرت سیماب صاحب اکبر آبادی الوارثی صدیقی اپنی تصنیف "سیرت الحسین" میں یوں تحریر فرماتے ہیں۔

"آپ (مولا حسین علیہ السلام) کا زہد و اتقا بدرجۂ کمال" پہنچا ہوا تھا گو آپ نے صرف سات سال تک جناب رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کے سایۂ مبارک نبوت و عظمت میں پرورش پائی لیکن اسرارِ الٰہی سے آپ کا سینہ لبریز ہو گیا۔ جنابِ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد جناب امام حسین علیہ السلام نے علوم ظاہری و باطنی اسباق معرفت و استعلام طریقت و حقیقت اپنے والد مکرم حضرت علی کرم اللہ وجہہٗ سے حاصل فرمایا اور دیگر اصحابِ رسول خدا" کی صحبت سے استفادہ فرمایا آپ رات دن (عبادت) خدا و رسول میں مصروف رہتے تھے۔ یہی وجہ تھی کہ آپ کے عہد میں کوئی ہم عصر زہد و اتقاء پرہیزگاری میں آپ سے زیادہ ممتاز نہ تھا۔ (از سیرت حسین صفحہ ۲)

عزیزو! حقیقت میں مولا حسین علیہ السلام کے زمانے میں کوئی فرد بھی آپ کے زہد و اتقا اور پرہیزگاری میں آپ سے زیادہ صباؔ و فباؔ ممتاز نہیں تھا۔ یہی وجہ تھی کہ ہر دو خلفائے کبار ! حضرات صدیق اکبرؓ و عمر فاروقؓ (

رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے فرزندانِ ارجمند " عبداللہ بن ابی بکرؓ اور" عبداللہ بن عمرؓ حضرت امام حسین علیہ السلام کا حد درجہ ادب و احترام ملحوظ رکھتے تھے اور کسی کی زبان سے امام عالی مقام علیہ السلام کی شانِ گرامی کے متعلق ذرہ بھر بھی گستاخانہ الفاظ اور ناشائستہ کلمات سُنتے تو فوراً اپنی جانوں کو ہتھیلیوں پر لیے اس کی ہر ممکن تادیب تعزیر کے لیے اپنی شمشیریں میان سے نکال لیتے تھے۔ یہ کیوں اور کس لیے؟ اس لیے کہ ہر دو فرزندانِ ارجمند اپنے مکرم و محترم والدین کے تخمِ تاثیر اور صحبتِ آداب و فیض برکت سے مالا مال تھے۔ خلفائے کبار کے ہر دو فرزندوں کے آداب و احترام اور عشق و محبت کے علاوہ مولا حسین علیہ السلام کے پاکیزہ اخلاق و مروت کا درس مندرجہ ذیل روایت سے حاصل ہوتا ہے۔ ملاحظہ فرمائیے۔

فرزندانِ خلفائے کبار کا عشق اہل بیتؓ

ے

بے حُبّ اہلِ بیت عبادت حرام ہے
زاہد تری نماز کو میرا سلام ہے

" مرآۃ الطالبین " کا اردو ترجمہ " تذکرۃ الواعظین " (مصنفہ جناب عالم اشہر فاضل اکبر مولوی محمد جعفر صاحب قریشی حنفی کے صفحہ ۳۷۲ باب ۴۷ " مناقب حضرت امام حسینؑ " میں فاضل مصنف نے اس روایت کو معتبر طریقہ پر لکھا ہے۔

کہ حضرت حسینؓ ابن حضرت علی رضی اللہ عنہ ایک روز جا رہے تھے اور چار سو اصحاب آپ کے ساتھ تھے اور آپ نے حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی دستار شریف باندھے ہوئے اور اپنے بھائی (امام حسن) کی تلوار لٹکائے ہوئے لشکر میں ایسے جلوہ افروز تھے جیسے چاند ستاروں کے درمیان ہوتا ہے۔ تب وہاں ایک اعرابی نے آن کر پوچھا۔ تو لوگوں نے کہا کہ یہ " حسین علیہ السلام " ابن علیؓ ہیں تو اس اعرابی نے حضرت حسینؑ کے پاس آ کر کہا کہ آپ " ابی طالب " کی شاخ ہو؟

آپ نے فرمایا کہ ہاں! تو اُس نے کہا کہ "تمہارا باپ علیؓ ایک خونریز آدمی اور فسادانگیز تھا" یہ سن کر (مجمع سے) "عبداللہ ابن حضرت عمرؓ" اور "عبداللہ بن ابی بکرؓ" نے قصد کیا کہ اس بے ادب کی گردن اسی وقت تہ تیغ کر ڈالیں۔ تو حضرت حسین علیہ السلام نے (فرزندانِ خلفائے کبار سے) کہا (مسکرا کر) کہ اس کو چھوڑ دو۔ پھر آپ نرمی سے اُس کی طرف متوجہ ہوئے اور کہا! کہ اے عرب کے رئیس تجھے کیسے معلوم ہوا۔ کیونکہ تو تنگ اور غمناک ہے۔ اگر تجھے بھوک ہے تو کہدے ہم کھانا کھلائیں۔ اور اگر تجھ پر سفر جنگل کی خشکی ہے تو بتا تاکہ تیرا علاج کریں۔ اور قرضہ ہو تو ادا کریں۔ اور اگر تجھ سے تیری ماں یا عورت لڑی ہے تو کہدے تاکہ تیری سفارش کریں یا کوئی مشکل کام پیش آیا ہے تو کہدے تیری امداد کریں۔ پس جب اعرابی نے حضرت حسین علیہ السلام سے ایسے خلق کی باتیں سُنیں تو حیران ہوا اور قدموں کو بوسہ دے کر مسلمان ہوا اور معذرت کی تو آپ نے اُس کو مہربانی سے معاف فرمایا۔ پھر آپ نے (اصحاب کو فرمایا کہ ہم بلند پہاڑ ہیں جو تیز ہواؤں سے نہیں ہلتے۔ جب شہر میں وارد ہوئے تو اصحاب سے فرمایا کہ تین شخص اللہ تعالیٰ کے پڑوس میں ہیں۔ پہلا وہ جس نے فراغت کے وقت دو رکعت (نفل نماز) گذاری اور اپنے رب سے دعا مانگی پھر اُسے ہر رکعت کی بابت حور ملے۔ دوسرا وہ جس نے (باوجود مفلس ہونے کے) اپنی کمائی میں کوشش کی اور اپنے عیال کا خرچ بہم پہنچایا۔ تو اُس کے واسطے نبی علیہ السلام کی شفاعت حاصل ہوئی تیسرا وہ جس نے بوجہ اللہ دین اسلام قبول کیا اور تاآخر عمر تک اسلام پر قائم رہا پس اُس کے لیے جنت الماویٰ ہے ؛

(از تذکرۃ الواعظین باب ۸ صفحہ ۲۷۳)

شیخ محی الدین ابن عربی کی تشریح "آل محمدؐ"

عزیزو! "محبت" طبیعت کی رغبت کی دلبستگی کو کہتے ہیں اور "عشق" افراطِ محبت یعنی رغبت کے قوی ہونے کو کہتے ہیں۔ حواسِ خمسہ کے علاوہ دل میں ایک چھٹا حاسّہ بھی ہے اُسے جس لفظ سے چاہو تعبیر کیجئے اسی کے سبب انسان جانوروں سے ممتاز ہے۔ بہائم سیرت انسان ہرگز باور نہیں کرسکتا کہ "عشق" اور "محبت" کیا شے ہے۔ عشق و محبت کے کئی اسباب ہیں۔ منجملہ اُن کے ایک سبب انسان کے خویش و اقارب بھی ہیں جسے وہ اپنے پَر و بال و قوتِ بازو سمجھ کر یہ خیال کرتا ہے کہ اِن کے سبب مجھے کمال حاصل ہے۔ مگر یہ سب اسباب محبت فانی اور زوال پذیر ہیں کیونکہ ان کی اجسامی زندگی جو اُس کا مقصودِ نظر ہے کا سلسلۂ حیات عارضی ہے یہ سب عالمِ اجسام کے پتلے عالمِ روحانیات کی قوت و اثر سے چلتے پھرتے نظر آتے ہیں۔ لیکن جب یہ عالمِ ارواح سے قطعِ تعلق کر کے "مادیات" اور "محسوسات" کے کھلونوں سے "عشق و محبت" کا کھیل رچا کر روحانی دنیا سے بے خبر ہو کر "اَلتَّحَابُّوْنَ فِی اللّٰہِ" کی رمز سے بے اعتنائی کر کے سلسلۂ حیات جاودانی کو منقطع کرتا ہے تو خداوند تعالیٰ کا دریائے عتاب جوش میں آکر ایسے خس و خاشاک کو بہا کر لے جاتا ہے۔ اور پھر دُنیا میں قدسیہ انفاس ہستیوں کا ورود ہوتا ہے جو خلقِ خدا کو مادّیت پرستی سے ہٹا کر ارتقائے روحانیت کا درس دے کر حقانیت پرستی کی طرف مائل کرتی ہیں جسے اصطلاحِ تصوف میں "ولایت" اور "طریقت" کہتے ہیں۔ اور تمام بزرگانِ دین کا یہ مسلّم الثبوت مسئلہ ہے کہ "ولایت" و "طریقت" کا منبع اور مصدر "سلطانِ ولایت مولا علی کرم اللہ وجہہٗ کی ذاتِ گرامی ہے۔ اور اُن کے فرزندانِ ارجمند حضرات حسنینؓ رسولِ کریم علیہ التحیۃ والتسلیم کے مخصوص نور العینین تھے۔ حضور علیہ السلام کی "سرّی و جہری" شہادتِ نبوت و رسالت کے تمام فرائض "مستند ولایت و سیادت" پر انہی دونوں حضرات سے خداوندِ تعالیٰ نے ظاہر فرما کر "اختتامِ نبوت" کے فیوضات کو سلسلۂ ولایت میں منتقل فرما کر قیامِ قیامت تک خاص انہی "معبودیت" کے راز و نیاز کو خاندانِ رسول و جگر گوشۂ بتول پر افشا کر کے ہر متنفس کو سانحۂ کربلا کے واقعات سے

روشناس کر دیا تاکہ ہر انسان سمجھ جائے کہ "رازِ معبودیت" کا "نیازِ عبودیت" سے اسی طرح عرفان حاصل کیا جاسکتا ہے اَلْحُسَیْنُ مِنِّیْ وَاَنَا مِنَ الْحُسَیْنِ میں "مِنِّی" اور "اَنَا" کا تعلق صرف "عشق و محبت" نہیں تو اور کیا ہے۔ آلِ محمدؐ کی محبت اور پیروی کیا رسولِ خدا کی پیروی و محبت نہیں؟ اور حضور نبی کریم علیہ التحیۃ والتسلیم کی پیروی و محبت کیا خاص خداوندِ تعالیٰ کی اطاعت و فرمانبرداری نہیں؟ بیشک حضرات حسنین علیہم السلام کا عشق و محبت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت و پیروی ہی ہے جس پر قرآن و احادیث شاہد ہیں۔ ؎

جو درِ حسینؓ پہ ہو مکیں تو وہ پہنچے بیشک علیؓ تلک
جو علیؓ ملے تو نبیؐ ملے جو نبی ملے تو خدا ملا

مولا حسینؓ کی سیرتِ مقدسہ "حق پرستی" کی کھلی تفسیر ہے اور "آلِ محمدؐ" توحید و نبوت و ولائیت کے رشد و ہدایات کی علمبردار ہے۔ قدوۃ المحققین شیخ محی الدین ابن عربی رضی اللہ عنہ۔ دوسری جلد "فتوحاتِ مکی" سوالات علی حکیم ترمذی کے سوال ۱۵ کے جواب میں لکھتے ہیں۔

"آلِ محمدؐ" کی تشریح یہ ہے کہ عربی میں آل مرادف "سراب" کا ہے جس کو ہندی میں ریت کہتے ہیں جس طرح سراب دوپہر کے وقت میدانِ شور میں دور سے پانی نظر آتا ہے تو دیکھنے والا پیاسا اس کو پانی تصور کر کے دوڑ کر اس کی طرف جاتا ہے جب وہاں پہنچتا ہے تو وہ کچھ پانی پاتا نہیں "خدا ہی کو پاتا ہے صفحہ ۱۶۸ جلد دوم میں ہے کہ تو گمان کرتا ہے کہ "محمد صلی اللہ علیہ وسلم" کو ساتھ عظمت و شان کے جیسا کہ گمان کرتا ہے سراب کو پانی حالانکہ وہ پانی ہے بادی النظر میں۔ پس جب کہ پائے گا تو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو پاس تو نہ پاوے گا تو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو پائے گا تو اللہ تعالیٰ کو درمیان صورتِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے اور دیکھے گا تو خدا کو ساتھ رویتِ محمدیہ کے جیسا کہ تحقیق تو جس وقت آیا تو طرف "سراب" کے پاوے گا تو اس کو جیسا دیکھے گا پس نہ پائے گا اس کو جس شکل

میں دیکھا تھا تو نے اور پائے گا تو" اللہ تعالیٰ کو نزدیک اُس کے -

(فتوحاتِ مکی جلد دوم بجواب سوال ۱۵۱ وصفحہ ۱۶۸)

نظام الدین اولیاؒ کا فضائل محبّت اہلِ بیت بیان فرمانا

ہندوستان میں اسلام پھیلانے والے "فقرائے دین محمدیہ" صوفیائے کاملین رحمہم اللہ علیہم اجمعین کی وہ خدمات جو جہادِ اکبر کے ذریعہ سے آشکارا ہوئیں۔ اُن میں "مبلغ اعظم" حضور خواجۂ خواجگان ... معین الدین چشتی اجمیری اور اُن کے خلفائے ذوالاحتشام کے اسمائے گرامی "تواریخ اسلام" میں آبِ زر سے جلی قلم کے ساتھ لکھنا چاہئے تھا۔ موجودہ زمانے میں ہم اپنی آنکھوں سے دیکھ رہے ہیں کہ ہندوستان کے وہ حکمران جو "اکبر" و "شاہجہان" اور "جہانگیر" و "عالمگیر" کے ناموں سے مشہور ہو کر ہندوستان پر اپنی سطوت شاہانہ کی دھاک بٹھلا کر اس جہان سے رخصت ہوئے آج اُن کے عہد رفتہ کی یادِ قُل اور فاتحہ کی صورت میں بھی صفحہ دنیا پر باقی نہیں ایسے بڑے بڑے شہنشاہوں کے مقبرے روز روشن میں بھی تاریک شام کی اُداسی کا منظر پیش کر رہے ہیں۔ لیکن یہ انسان جو اپنے تزکیۂ نفوس اور تصفیۂ قلوب کی ہمہ گیر تعلیم و تلقین سے روحانی شہنشاہیت کے منصب پر جلوہ افروز تھے انہی مغل بادشاہوں کے عہد میں اپنے منصب سے صرف ظاہری صورت میں عہدہ برا ہو کر تا قیامِ قیامت بفضلہٖ تعالیٰ ہر متنفس کے دلوں پر بلا امتیازِ مشرب و ملت حکومت کر رہے ہیں اور اپنے تصرفات روحانی سے ہر صاحبِ بصیرت کو خدا کے حکم سے دِلی مقصد میں فائز المرام فرما رہے ہیں ؎

آنکھ والا ترے جلووں کا تماشہ دیکھے — دیدۂ کور کو کیا آئے نظر کیا دیکھے

۵ آنکس کہ کمالِ اولیا را نہ شناخت — دیں نعمتِ خاص بے بہا را نہ شناخت

پس شکر نہ کرد و حُبِّ ایشاں نہ گزید — میداں بہ یقیں کہ او خدا را نہ شناخت

اور یہ تمام بزرگانِ دین عقیدت و محبت کیش رہے ہیں۔ خاندانِ رسول و جگر گوشۂ بتول رضوان اللہ تعالےٰ علیہم اجمعین کے سلطانِ اقلیم ولایت مولا علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہٗ کی وساطتِ فیض برکت سے یہ سب مند

رشد و ہدایت پر متمکن ہوگئے ہیں۔ حضرت خواجہ امیر خسرو نظامی دہلوی قدس سرہٗ "افضل الفوائد"
میں لکھتے ہیں کہ پانچویں محرم ۷۱۹ھ کو اپنے پیر و مرشد (خواجہ نظام الدین اولیاؒ) کی پائے بوسی کا شرف
حاصل ہوا اُس وقت "مولانا شمس الدین یحیٰ" "مولانا فخر الدین زرادی" "مولانا برہان الدین غریب"
"شیخ نصیر الدین محمود" (رحمہم اللہ علیہم اجمعین) بھی حاضر خدمت تھے۔ ماہ محرم الحرام اور حضرات سبطین امام
حسن رضؓ اور امام حسین علیہم السلام کی فضیلت کے بارے میں گفتگو شروع ہوئی (حضور خواجہ نظام الدینؒ
اولیا) آپ نے زبانِ مبارک سے فرمایا!

"کہ کسی مہینے میں حضرت شیخ الشیوخ العالم بابا فرید شکر گنج رحمۃ اللہ علیہ نے انتقال فرمایا تھا جس رات آپ نے انتقال فرمایا تین مرتبہ عشا کی نماز ادا کی اور ہر بار یہی فرمایا کہ دیکھئے پھر پڑھنی نصیب ہوتی ہے یا نہیں۔ حضرت شیخ العالم کا انتقال سجدے ہی میں ہوا جس وقت آپ کا انتقال ہوا آسمان سے آواز آئی۔ کہ مولانا فریدؒ نے انتقال فرمایا اور مقامات قرب میں داخل ہوگئے ہیں۔ پھر خواجہ (محبوب الٰہی) صاحب یہ فرما کر زار و زار روئے جس کا حاضرین پر بھی اثر ہوا اور ارشاد فرمایا کہ جس رات بی بی فاطمہ (رضی اللہ عنہا) نے رحمِ مادر میں قرار پکڑا اُس سے ایک روز پہلے حضرت جبریل علیہ السلام نے ایک بہشتی سیب لاکر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نذر کرکے عرض کیا کہ آپ اسے خود کھائیں کسی کو نہ دیں حضرت رسولِ خدا نے ایسا ہی کیا اُسی رات جب اُم المومنین حضرت خدیجہ سے ہم بستر ہوئے تو حضرت فاطمہ زہراؓ عالم وجود میں آئیں۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ بی بی فاطمہؓ کی پیدائش خاص بہشت سے ہے پھر ارشاد ہوا کہ کتب سیر میں لکھا ہے جب امیر المومنین سیدنا امام حسن اور امام حسین علیہم السلام گہوارے میں روتے اور بی بی فاطمہؓ کسی کام میں مشغول ہوتیں تو جبرئیل امین کو حکم باری تعالیٰ ہوتا کہ جا کر "صاحبزادوں" کا گہوارہ ہلاؤ

تاکہ وہ آرام سے سو جائیں (از کتاب افضل الفوائد صفحہ ۱۵۷)

حضرت بابا فرید شکر گنج کی محبّت بیانی!

کتاب "راحت القلوب" ملفوظات حضرت بابا فرید الملّت والدین شکر گنج چشتی پاک پٹنی قدس سرہٗ میں لکھا ہوا ہے کہ ایک روز آپ نے اپنے مریدوں سے ارشاد فرمایا!

"کہ بغداد میں ایک بزرگ تھے ان کے سامنے حضرت "امام والا مقام کی شہادت کا ذکر ہوا تو اُس بزرگ نے رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے خاندان کے "عشق و محبت" کے سبب اپنا سر اس قدر زمین پر مارا کہ خون جاری ہو گیا اور دیر تک وہ زمین پر پڑا رہا جب اُسے دیکھا گیا تو مرا ہوا پایا۔ اسی رات کسی بزرگ نے اس (عاشق حسینؑ) بزرگ شہید کو خواب میں دیکھا کہ وہ امیرالمومنین امام حسین علیہ السلام کے پاس کھڑا ہوا ہے اُس سے پوچھا گیا کہ اللہ عزوجل نے تجھ سے کیسا سلوک کیا تو اُس بزرگ نے کہا کہ اللہ تعالے نے مجھے بخش دیا اور حکم فرمایا کہ حسین علیہ السلام کے پاس کھڑا ہو جا۔"

(از کتاب راحت القلوب)

حقیقت بھی یہی ہے کہ اگر انسان اور پھر "مسلمان"، کی اس عشق و محبت خیز خرمن خاک میں نسبت عالم پاک کی ذرہ بھر بھی تجلّی ضیا بار ہو تو عالم پاک کے اِن مقدس روحانیوں سے ضرور ہی عشق و محبت کا تعلق رکھے گا اور اگر اس نعمت غیر مترقبہ سے محروم ہے تو وہ انسانی صورت بہائم سیرت بلکہ بہائم سے بھی بدتر منہ لگانے کے قابل نہیں کیونکہ حیوانوں میں بھی اہل بیت پاک و جگر گوشۂ سید لولاک کے عشق و محبت اور ہمدردی کا اتنا جذبہ تھا کہ دشتِ کربلا میں اُس امامِ مظلوم کے بے گور و کفن لاشے کو اپنے حلقۂ حفاظت میں لئے بیٹھے تھے اِن حیوانوں کے منقولی جذبۂ عشق و محبت کے چند واقعات ہمارے اسلافِ صالحین و بزرگانِ دین کے معتبر کتب و سیر سے اس "تذکرۂ حسینی"، میں لکھتا ہوں ملاحظہ کیجئے!

ہرنیوں کی محبّت کا واقعہ!

حضرت خواجہ نظام الدین اولیا، محبوب الٰہی قدس سرّہٗ "راحت القلوب" میں ارشاد فرماتے ہیں!

"دسویں محرم ۹۵۵ھ کو قدم بوسی کا شرف حاصل ہوا" عزیز بھی حاضر خدمت تھے حضرت بابا فرید شکر گنج چشتی علیہ الرحمۃ نے اپنی زبان مبارک سے ارشاد فرمایا کہ عاشورے کے روز جنگل کی ہرنیاں رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے خاندان کی دوستی کے سبب اپنے بچوں کو دودھ نہیں پلاتی ہیں۔

(از کتاب راحت القلوب)

عاشورے کے دن چیونٹیوں کا روزہ!

اسی طرح کتاب "نزہۃ المجالس" جلد اوّل میں علامۂ زمان حضرت مولانا عبدالرحمٰن صفوری شافعی قدس سرّہٗ باب فضلِ صیام عاشورہ میں تحریر فرماتے ہیں! کہ

"ایک شخص کا قاعدہ تھا کہ ہر روز چیونٹیوں کو" روٹی توڑ کر ڈالا کرتا تھا لیکن جب عاشورے کا مبارک دن آتا تو چیونٹیاں اُسے سونگھتی تک نہ تھیں۔"

(از نزہۃ المجالس صفحہ ۱۲۳ جلد اول)

اہل بیت کے گھوڑوں کی محبّت کا واقعہ!

اور حضرت مولانا مخدوم شاہ محمد حسن صاحب قبلہ چشتی صابری قدّوسی رحمۃ اللہ علیہ اپنی تصنیف "تواریخ آئینۂ تصوّف" میں تحریر فرماتے ہیں۔ یہ تصنیف لطیف "رام پور کے مشہور بزرگ حضرت مولانا مخدوم

شاہ محمد حسن صاحب چشتی صابری قدوسی علیہ الرحمۃ کی اپنی کشفی اور روحانی ضخیم کتاب ہے حضرت مخدوم صاحب علیہ الرحمۃ سے ۱۲۳۰ھ میں ۳ ذیقعدہ کو "حضرت مولانا شاہ عبدالعزیز صاحب فاروقی محدث دہلوی علیہ الرحمۃ نے اجازتِ تلاوت قرآن مجید بقواعد مرعیہ و شرائط مقررہ حاصل کی تھی۔

"حضرت امام زین العابدین علیہ السلام اپنے مکتوب" خطاب" میں تحریر فرماتے ہیں کہ ایک روز سب گھوڑے یک لخت چلائے میدانِ کربلا میں، آپ نے حکم دیا کہ گھوڑوں کے آگے اور پیچھے سے رسّیاں کاٹ دو۔ اسی وقت گھوڑے مثل برق لشکرِ اشقیا میں کوندتے پھرتے تھے اور ہزاروں اشقیاؤں کو جہنم رسید کیا۔ لشکر اشقیا میں شور و غل برپا تھا۔ بعدہٗ جب گھوڑے تھک گئے تو تمام لشکر حسینی کے آس پاس جیسے شمع پر پروانے قربان ہوتے ہیں پھرتے تھے۔ اس سے معلوم ہوتا تھا کہ جنابِ امامِ دو جہاں کو جتاتے ہیں کہ یا ابن رسول اللہ! انسان صورت بہائم سیرت کلمہ گو مردود آپ سے ایسے منحرف ہیں دیکھئے ہم بظاہر بہائم صورت مگر بباطن آپ کے جاں نثار ہیں اور قربان ہونے کا ارمان رکھتے ہیں"

(از تواریخ آئینہ تصوف صفحہ ۲۴۸)

امام حسینؑ کے گھوڑے کا واقعہ

عناصر الشہادتین میں مولانا حاجی حکیم ناصرالدین صاحب مرحوم غیاث پوری لکھتے ہیں کہ

"بعد شہید ہونے راکب دوشِ نبی کے گھوڑا سواری کا آپ کے میدانِ کربلا میں اِدھر اُدھر اچھلنے لگا ٹاپوں سے زمین کھودتا سر کو پتھروں سے کچلنے لگا دُور دُور تک چکر مار آیا اور کفار کی طرف مثل شیر کے سر اُٹھا اُٹھا کے غم و غصے

ہیں ہنہناتا دم بھر کے بعد لاش سرور کے پاس آیا اور تڑپ تڑپ کے منہ اور پیشانی اور آنکھوں کو اپنے اس خون میں رنگا پھر وہاں سے باآواز مہیب پکارتا ہوا خاک اڑاتا ہوا خیمے میں آیا۔ الغرض بعد ازاں گھوڑا رو رو کے حضرت عابد بیمار کے قدم پر اپنا لہولہان منہ ملنے لگا اپنے سر اور پاؤں کو پٹی پر کچلنے لگا پھر زمین پر اس قدر سر دے مارا کہ سر اور منہ سے اس کے فوارہ خون کا جاری ہوا اور سرد ہو گیا سانس لینے سے عاری ہوا تو مرغ بسمل کی طرح لوٹتے لوٹتے اِدھر سے اُدھر جاتا اور اُدھر سے اِدھر آتا پھر ایک بار مدہوشانہ اٹھا اور ہنہناتا ہوا میدان رن سے نکل گیا۔ پھر کسی کو اس کا پتہ نہ چلا۔

(کتاب عناصر الشہادتین ۲۳۴)

اے عزیزو! غرض یہ کہ خاندان رسول وجگر گوشۂ بتول رض کے عشق ومحبت سے لبریز عجائب وغرائب واقعات بے شمار "کتب وسیر" میں لکھے ہوئے ہیں اس "تذکرۂ حسینی" میں اتنی گنجائش نہیں کہ یہ سب مفصل طور پر لکھے جائیں عشق ومحبت کی کرشمہ سازیاں حیوان تو درکنار پتھر کے پہاڑ کو بھی مست وبیخود کر کے ایک بار تو ضرور متحرک کر دیتی ہے۔ مولانا روم ارشاد فرماتے ہیں کہ

جسم خاک از عشق بر افلاک شد

کوہ در رقص آمد وچالاک شد

تو بھلا انسان اور حیوان کی کیا مجال ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اپنے فضل وکرم سے اپنے حبیب پاک واہل بیت سید لولاک کا پاکیزہ عشق ومحبت نصیب فرمائے اور ان کی مبارک سیرت حسنہ پر عمل کرنے کی توفیق عنایت فرمائے آمین بجاہ سید المرسلین۔

الٰہی بحق بنی فاطمہ — کہ بر قول ایمان کنی خاتمہ

اگر دعوتم رد کنی ور قبول — من ودست ودامان آل رسول

(شیخ سعدی رح)

عشق و محبّت کی دوسری علامت

دوسرا باب (۲)

"انعقادِ مجالس تذکرۂ شہادتِ حسینی رضی اللہ عنہ"

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

جائے کہ ہست ذکرِ حسین رض و کربلائے او
رحمت نزول می کند از کبریائے او

احادیثِ نبوی ؐ!

"مَنْ اَحَبَّ شَيْئًا فَاَكْثَرَ ذِكْرَهٗ" (رواہ ابو نعیم والدیلمی عن عائشہ رضی اللہ عنہا) ترجمہ:۔ جس چیز سے محبت ہوتی ہے اُس کا ذکر بھی اکثر کیا جاتا ہے۔

"عِنْدَ ذِكْرِ الصَّالِحِيْنَ تَنَزَّلُ الرَّحْمَةُ" (عن سفیان ابن عیینہ" رواہُ امام سخاوی) ترجمہ:۔ صالحین کرام کے ذکر میں خدا کی رحمت کا نزول ہوتا ہے۔

اے عزیزو! غور کیجئے کیا یہ عشق و محبّت کا تقاضا ہے کہ ہم "خاندانِ رسولؐ و جگر گوشۂ بتول رض" کے عشق و محبت کا دم بھریں اور اُن کی مقدس سیرت حسنہ سے بے خبر رہیں؟ نہیں ہرگز نہیں! بلکہ تقاضا عشق و محبت تو یہ ہے جو رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا؟ جو کسی کو دوست رکھتا ہے تو اکثر

اس کو یاد کرتا رہتا ہے۔ اور پھر یہ بھی اندازہ لگائیے کہ صالحین کے ذکر کے وقت اللہ تعالیٰ کی رحمت کا نزول ہو تو سیّد الصلحا و الانبیا علیہ التحیۃ والثنا کی عزت اہل بیت کے ذکر اذکار کے وقت باری تعالیٰ کی رحمت کا کس قدر جوش ہوتا ہوگا۔ اور حضور علیہ السلام کے خاص نور العین حضرت امام حسین علیہ السلام کا ذکر پاک جس کے بیسے اللہ کے مقدس رسول نے ارشاد فرمایا کہ "الْحُسَيْنُ مِنِّي وَاَنَا مِنَ الْحُسَيْنِ" یعنی حسین مجھ سے ہے اور میں حسین سے ہوں۔ حقیقت میں رسول اللہ کا ذکر ہوا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر خاص اللہ جل شانہ کا ذکر ہے۔ حق تعالیٰ نے خود اپنے حبیب مقدس کی شان میں فرمایا کہ "وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ"۔ یعنی بلند کیا ہم نے ذکر تمہارا۔ ؎

وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ کا ہے سایہ تجھ پر
بول بالا ہے ترا ذکر ہے اعلیٰ تیرا

(از اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی)

تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے رفعتِ ذکر کے ساتھ اُن کی آل و اولاد کا ذکر بھی بلند کیا گیا ہے یہی وجہ ہے کہ نماز میں التحیات کے ساتھ "اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ" بھی ہمیشہ پڑھا جاتا ہے اور خود حضور علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ کوئی تم میں ایماندار نہیں ہوتا ہے جب تک اُس کے دل میں میری محبت نہ ہو۔ اور میرے اہل بیت کی محبت میری اُمت پر واجب ہے۔ اشعار

دم بدم دم از برائے مصطفےٰ باید زدن
دست دِل بر دامنِ آل عبا باید زدن
ہر درختے کو نہ دارد میوۂ حُبِّ نبی!
اصل اورا سر بسر از تیشہا باید زدن

حصولِ محبّت کی کُنجی ذِکر ہے

چنانچہ کتاب "انوار احمدی" میں مولانا انوار اللہ صاحب سے مذکور ہے۔

حصولِ محبت کی مفتاح ذکر ہے۔ ابن قیمؒ نے حادیٔ الارواح
الیٰ بلاد الافراح میں لکھا ہے قَدْ جَعَلَ اللّٰہُ لِکُلِّ مَطْلُوْبٍ
مِفْتَاحٌ وَمِفْتَاحُ الولایۃ والمحبۃ الذِّکْر یعنی اللہ تعالیٰ نے ہر ایک
مطلب کے لیے ایک کنجی مقرر کی ہے اور کنجی قرب و محبت
کی ذکر ہے" (انوارِ احمدی)

اس سے معلوم ہوا کہ صحیح معنوں میں قولاً و فعلاً عشق و محبت۔ پیروی و اطاعت کرنا ہو تو ذکر مطلب یعنی خاندانِ رسول و جگر گوشۂ بتولؓ" کثرت کے ساتھ کرنا چاہیے تاکہ فی الحقیقت بمقتضائے حدیث مَنْ اَحَبَّ شَیْئًا فَاَکْثَرَ ذِکْرَہٗ روحانیت کو تقرب و محبت کثرت ذکر سے اُن کی مقدس سیرت حسنہ کا رنگ چڑھ جائے۔ کیونکہ جب تک خاندانِ رسول و جگر گوشۂ بتولؓ کے ذکر شہادت عظمیٰ سے (جو احیائے اسلام اور خاص دین محمدی کے ناموس کی حفاظت کے لیے رزمگاہِ کربلا میں واقع ہوئی) آگہی حاصل نہ کریں تو اُس وقت تک ہم سمجھ نہیں سکتے کہ خالص الٰہی شجاعت و سماحت۔ سیادت و نیابت امامت و وراثت، عدالت و سیاست۔ اطاعت و عبادت۔ صبر و قناعت۔ استقامت فوق الکرامت کیسی ہوتی ہے۔ کیونکہ سانحۂ کربلا ہماری نظروں کے سامنے تو واقع نہیں ہوا جس کا ہم کو کما حقہٗ صحیح اور مفصّل حال معلوم ہو اس کے علاوہ ابنائے زمانہ کا یہ دستور رہا ہے کہ اپنے اسلاف صالحین و بزرگانِ ملت و دین کی زندۂ جاوید یادگار کو صفحۂ ہستی پر برقرار رکھنے کے لیے ان کے مبارک آثار کو جن سے قابل قدر فوائد بہم پہنچتے ہوں ہر ممکن طریقوں سے ہمیشہ قائم رکھتے آئے ہیں آخر زمانۂ حال کی قوموں نے زمانۂ ماضی کے نصیحت آمیز اور عبرت خیز کارناموں کو دنیا کے کتب خانوں میں کیوں قلمبند کر کے محفوظ رکھا ہے! اس کے مقصد صرف دو ہی ہیں "قرآت" اور "سماعت" پڑھنا (مطالعہ) اور سننا۔ جب تک کوئی شخص اپنی قوم کے گذرے ہوئے بزرگ کے کارناموں کو جو مستند اور معتبر ذرائع سے تصنیف) ہو چکے ہیں پڑھے گا۔ اور سنے گا نہیں تو اُس کو کس طرح معلوم ہو سکتا ہے۔ کہ ہمارے بزرگوں نے ہماری تعلیم و رشد و ہدایت کے لیے کونسا کارنامہ کر گئے ہیں۔ عرب کے ایک ادیب فاضل کا شعر ہے کہ

وَمَن یَّترُکِ الآثارَ قَدْ ضَلَّ سَعْیُہٗ وَھَلْ یَتْرُکُ الآثارَ مَن کَانَ مُسْلِمًا

جس نے اپنے سلف کے نیک کارناموں کی قدر نہ کی اس کی تمام کوششیں نکمی ہیں اور کیا مسلمانوں میں یہ معیوب بات پائی جاتی ہے کہ وہ اپنے بزرگان دین کے آثار کی قدر نہ کریں گے ؟ نہیں ہرگز نہیں۔ بلکہ عرب کے دوسرے ادیب فاضل کے اس شعر کے مصداق کہ

اُحِبُّ الصّٰلِحِیْنَ وَلَسْتُ مِنْھُمْ لَعَلَّ اللہَ یَرْزُقُنِیْ صَلَاحًا

گو سلف صالحین کی گرامی قدر فہرست میں ہمیں شمولیت کا شرف حاصل نہیں مگر اُن کی محبت اور مکارم اخلاق کی دلچسپیوں نے ہمارے دلوں تک رسائی حاصل کر لی ہے ہمیں امید ہے کہ اللہ تعالیٰ اُن کے مبارک آثار کی قدردانی کے طفیل ہمیں بھی حصہ بخشے گا اور دین و دنیا کے مقاصد میں کامیابیاں عنایت فرمائے گا لیکن مولا حسین علیہ السلام کی مقدس اسوۂ حسنہ نے تو دنیائے اسلام کے ہر متنفس کو اپنا فدائی و شیدائی بنا لیا ہے۔ اور ہم سب حلقہ بگوشان اہل بیت رسالت حضرات اہل بیت پاک کی "صحابہ کرام کی طرح" مدح و توصیف کرنا بہترین اطاعات و افضل ترین عبادات سمجھتے ہیں۔ اور کیوں نہ سمجھنا چاہئے جن کی یاد اور مبارک اذکار سے ہمارے دل روشن اور آنکھیں ٹھنڈی ہوتی ہیں جن کے دم قدم کی برکت سے ہم ایک زندہ قوم کہلائے جاتے ہیں جن کے مسلکِ حقہ کی ضیا نے دنیا کو ایک سرے سے لے کر دوسرے سرے تک جگمگا دیا ان خدا والی ہستیوں کے اذکار مبارکہ اور آثار طیبہ سے عالم دنیا کے باشندوں کا سبق دہرایا جائے اور بانی اسلام کے جگر پاروں اور فاطمہ زہرا کے دُلاروں کے مصائب جو درخت اسلام کے تناور کرنے کی خاطر گوارا کئے گئے اور جن کی مبارک و مقدس شہادتوں نے دنیائے اسلام کا نیا ورق الٹ دیا ہماری قدیمی مجالس یادگار شہادت حسینی میں عرس پاک حسینی رضؓ کی تقریب برحسب معمول بزرگان دین و اسلاف صالحین اہلِ سنت رحمہم اللہ علیہم اجمعین بیان کئے جائیں۔ امام عالی مقام کی محبت جب کہ جزو ایمان ہے تو اظہار محبت و احساس اپنے صحیح مفہوم و معانی میں بطریق شرع ادا کئے جائیں۔ بدعاتِ ممنوعہ سے اپنے کو بچائیں۔ یادِ خدا و یادِ شہدا سے دل لگائیں۔ قرآن شریف اور ہدیہ درود و سلام۔ خیرات و حسنات کا اجر و ثواب اُن کی ارواح طیبہ کو پہنچائیں۔ نوافل و اذکار سے

ان کے ارواحِ پاک کی خوشنودی حاصل کریں۔ "تذکرۂ حسینی" کا پڑھنا یا سننا ان کے عشق و محبت کی علامت ہے۔ بعض علمائے اہلِ سنن نے تو محبت کی تفسیر ہی یہ کی ہے کہ ہمیشہ ہر وقت اپنے محبوب و مطلوب کا ذکر کیا جاوے کیونکہ کثرت ذکر لوازم محبت سے ہے۔ صحیح بخاری کی حدیث میں موجود ہے۔ کہ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے "پہاڑ" کو مخاطب فرما کر خلفائے شہید بن حضرت عمر ابن خطاب و حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ علیہم کی شہادت کا تذکرہ سنایا۔ اگر رسولِ خدا کی امت کو خاندان رسول کی شہادت کا تذکرہ سنایا جائے تو کونسی نازیبا بات ہے۔ باقی رہی یہ بات کہ تذکرۂ شہادت حسینی کے انعقاد سے کسی "غیر فرقے" کو تقویت پہنچتی ہے تو پھر حضرات موسیٰ و عیسیٰ علیٰ نبینا علیہم السلام پر نازل شدہ کتابوں پر ایمان لانے اور حضرات موسیٰ و عیسیٰ علیہم السلام کے نصیحت آموز ارشادات و روایات بیان کرنے سے کیا "یہود و نصاریٰ" کو تقویت حاصل ہوتی ہے؟ کیا ان پیغمبروں اور ان کی کتابوں پر ایمان لانا اور ان کی نصیحت آموز روایات کو بیان کرنا اور سننا نہیں چاہئے؟ تو پھر قرآن مجید کی یہ آیۃ شریفہ "وَالَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِمَآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ وَمَآ اُنْزِلَ مِنْ قَبْلِكَ" کا مفہوم و معنی کیا ہوں گے؟ عزیزو! یہ سب اعتراضات تنگ نظری اور تعصبانہ ذہنیت کے ناخوشگوار تاثرات کا نتیجہ ہے یہ سب باتیں "عشق و محبت" کے دل میں نہ ہونے کی دلیل ہے۔ صحیح بخاری شریف چودھواں پارہ کتاب المناقب میں "تذکرہ حسینی" موجود ہے اس سے تو یہ معلوم ہوتا ہے کہ "انس بن مالک صحابی رسولؐ سے مندرجہ ذیل حدیث" ذکر شہادت حسینی" کی روایت کا سلسلہ "پڑھنے" اور "سننے" کے ذریعہ سے ہی محمد ابن حسین ابن ابراہیم تک پہنچ کر امام بخاریؒ نے قلمبند فرمایا۔ ملاحظہ ہو؟

انس بن مالک صحابی رسولؐ کا تذکرۂ شہادت حسینی بیان فرمانا

"ہم سے محمد بن حسین ابن ابراہیم نے بیان کیا کہا ہم سے"
حسین بن محمد نے کہا ہم سے جریر نے انہوں نے محمد بن سیرین
سے انہوں نے انس بن مالک صحابی رسول سے کہ کہا انہوں

نے عبداللہ بن زیاد کے پاس امام حسین کا سر مبارک لایا گیا جو
ایک طشت میں رکھا گیا۔ مردود (ابن زیاد) ایک چھڑی سے
(امام کی آنکھ اور ناک پر) مارنے لگا اور آپ کے حسن کی نسبت
کچھ کہنے لگا (یعنے میں نے تو ایسا خوبصورت آدمی نہیں دیکھا) انس
نے کہا (اپنی چھڑی سرکا) امام حسین علیہ السلام سب لوگوں میں
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بہت مشابہ تھے (طبرانی کی روایت
میں ہے کہ آنحضرت اس مقام پر بوسہ دیا کرتے تھے" (منہ) اُن کی
داڑھی اور سر کے بالوں پر وسمے کا خضاب تھا (یہ خضاب سیاہ ہوتا
ہے یا مائل بہ سیاہی امام حسنؓ بھی ایسا ہی خضاب کیا کرتے تھے۔
منہ شارح بخاری)

(از صحیح بخاری باب المناقب حسن والحسین چودھواں پارہ)

اس کے علاوہ سرورِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو حیات ہی میں جبریل امین علیہ السلام نے "تذکرۂ شہادت حسینی" سنا دیا تھا۔ پھر حضور علیہ السلام کا اُمِ سلمہ کو تذکرۂ شہادت حسینی سنانا مقتل کی مٹی کا شیشے میں رکھنے کی وصیت کرنا اور اس مٹی کے سُرخ ہو جانے پر علاماتِ شہادت بیان کرنا وغیرہ یہ سب کتب و سیر میں مشہور و معتبر روایات سے ثابت ہے اور "مجالس تذکرۂ شہادت حسینی" کے انعقاد پر حضرت مولانا علامہ شاہ رفیع الدین صاحب مفسر القرآن دہلوی علیہ الرحمتہ نے "جائز اور درست" ہونے کا فتویٰ صادر فرمایا ہے۔ یہ فتویٰ علامہ شاہ عبدالحق محدث مہاجر مکی الہ آبادی علیہ الرحمتہ کی معرکتہ الآراء تصنیف "الدر المنظم" مطبوعہ مجتبائی دہلی صفحہ ۱۱ پر تحریر ہے۔ حضرت علامہ شاہ عبدالحق صاحب علیہ الرحمتہ شاہ عبدالغنی صاحب محدث مجددی دہلوی کے خلیفۂ اعظم تھے۔ آپ سے مکہ معظمہ میں حضرت "والد ماجد قبلہ حافظ صاحب مدظلہ العالی" نے شرف صحبت حاصل فرمایا ہے۔

فتویٰ

نقل فتویٰ

برائے انعقاد مجالس ذکر شہادت امام حسین علیہ السلام
در ماہِ محرم و روزِ عاشورہ یا غیر آں وشنیدن "سلام" و مرثیہ
مشروع و "گریہ و بکا" بر حال شہدائے کربلا جائز و درست است

شاہ رفیع الدین

(از کتاب اللہ المنظم صفحہ ۱۴۷ مطبوعہ مجتبائی دہلی)

اسی طرح ہندوستان کے دوسرے مشہور و معروف بزرگ مفسر و محدث حضرت علامہ شاہ عبدالعزیز صاحب فاروقی دہلوی علیہ الرحمۃ اپنے فتاویٰ عزیزیہ میں مندرجہ ذیل فتویٰ تحریر فرماتے ہیں:۔

نقل فتویٰ

در تمام سال دو مجلس در خانہ فقیر منعقد میشود۔ مجلس ذکر وفات شریف۔ مجلس ذکر شہادت حسینی۔ دراں ضمن بعضے مرثیہ ہا کہ از مردم غیر یعنی جن و پری حضرت اُم سلمہؓ و دیگر صحابہؓ شنیدہ اند۔ نیز مذکور میشود و احوال الملائے متوحش دیگر صحابہؓ دیدہ اند و دلالت بر فرط حزن داندہ روح مبارک جناب رسالتماب صلی اللہ علیہ وسلم مذکور می گردد۔ بعد ازاں ختمِ قرآن مجید و پنج آیۃ خواندہ بر ما حضر فاتحہ نمودہ می آید و دریں بین اگر شخصے خوش الحان سلام می خواند یا مرثیہ مشروع ایں اتفاق می شود ظاہر است کہ دریں بین اکثر حضار مجلس را و ایں فقیر را ہم رقت و بکا لاحق می شود۔ این است قدرے کہ بہ عمل می آید پس ایں چیز ہا نزد فقیر بہ ہمیں وضع کہ مذکور شد جائز نمی بود اقدام بر آں اصلا نمی کرد۔

شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی (از فتاویٰ عزیزیہ جلد اول صفحہ ۱۱۰)

مولا علیؓ کی زبانی خاتونِ جنت کی قصہ خوانی

حقیقت یہ ہے کہ اگر خاتونِ جنت کی کنیزوں ایماندار عورتوں میں دین کا شوق اور نیک اعمال کا جذبہ پیدا ہو جائے تو اُن کی اولاد پر بھی اُس کا اثر ضروری ہو گا۔ صحابۂ کرام کی ازواجِ مطہرات سب کی سب ولیات تھیں اور خاندانِ نبوت کی ازواجِ مطہرات سب کی سب صاحباتِ رشد و ہدایات و اہلِ کرامات تھیں یہ سب ہمارے نبی کریم علیہ التحیہ والتسلیم کی صحبت فیض رحمت کا صدقہ اور اثر تھا۔ لیکن آج تو مسلمان مردوں ہی میں یہ جذبات نہیں پائے جاتے ہیں بلکہ ایسی مقدس پاکیزہ ہستیوں کے متبرک حالات اور تذکرۂ حیات کا سننا بھی انہیں ناگوار معلوم ہوتا ہے۔ مندرجہ ذیل بیان سے مولا علی مشکل کشا کرم اللہ وجہہ کا اپنے شاگرد سے خاتونِ جنت کا قصہ بیان کرنا ثابت ہوتا ہے بلکہ انہوں نے اپنا بھی تذکرہ اُس سے بیان فرمایا۔ یہ ذیل کا بیان کتاب "حکایات الصحابہ" باب دہم مؤلفہ حضرت مولانا الحاج حافظ الحدیث محمد ذکریا صاحب شیخ الحدیث مظاہر العلوم سہارن پور سے اخذ کیا گیا ہے ملاحظہ ہو!

"حضرت علیؓ نے اپنے ایک شاگرد سے فرمایا کہ میں تمہیں اپنا اور فاطمہؓ کا جو حضور علیہ السلام کی سب سے زیادہ لاڈلی بیٹی تھیں قصہ سناؤں! شاگرد نے کہا ضرور! فرمایا کہ وہ اپنے ہاتھ سے چکی پیستی تھیں۔ جس کی وجہ سے ہاتھ میں نشان پڑ گئے تھے اور خود پانی کی مشک بھر کر لاتی تھیں جس کی وجہ سے سینہ پر مشک کی رسی کے نشان پڑ گئے تھے اور گھر کی جھاڑو وغیرہ بھی خود ہی دیتی تھیں جس کی وجہ سے تمام کپڑے میلے کچیلے رہتے تھے۔ ایک مرتبہ حضور علیہ السلام کے پاس کچھ غلام باندیاں آئیں۔ میں نے فاطمہؓ سے کہا کہ تم بھی جا کر حضور علیہ السلام سے ایک خدمت گار مانگ لو تاکہ تم کو کچھ مدد مل جائے وہ حضور کی خدمت میں حاضر ہوئیں وہاں مجمع تھا اور شرم مزاج میں بہت تھی اس لیے

سب کے سامنے باپ سے بھی مانگتے ہوئے شرم آئی واپس آگئیں۔ دوسرے دن حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم خود تشریف لائے۔ ارشاد فرمایا کہ کل تم کس کام کے لیے گئی تھیں؟ فاطمہؓ پھر شرم کی وجہ سے چپ ہوگئیں تو میں نے عرض کیا کہ یارسول اللہ! ان کی یہ حالت ہے کہ چکی پیسنے کی وجہ سے ہاتھوں میں گٹے پڑگئے اور مشک اٹھانے کی وجہ سے سینے پر رسی کے نشان ہوگئے۔ ہر وقت کے کاروبار کی وجہ سے کپڑے بھی میلے رہتے ہیں۔ میں نے ان سے کل کہا تھا کہ آپ کے پاس خادم آئے ہوئے ہیں ایک یہ بھی مانگ لیں اس لیے گئی تھیں۔ بعض روایات میں آیا ہے کہ حضرت فاطمہؓ نے عرض کیا کہ یارسول اللہ! میرے اور علیؓ کے پاس ایک ہی بستر ہے اور وہ بھی مینڈھے کی ایک کھال رات کو اس کو بچھا کر سو جاتے ہیں صبح کو اسی پر گھاس دانہ ڈال کر اونٹ کو کھلاتے ہیں۔ حضور علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ بیٹی! صبر کر! حضرت موسیٰؑ اور ان کی بیوی کے پاس بھی دس برس تک ایک ہی بچھونا (بستر) تھا وہ بھی حضرت موسیٰؑ کا چوغہ تھا رات کو اسی کو بچھا کر سو جاتے تھے۔ تو تقویٰ حاصل کر، ڈر اور اپنے پروردگار کا فریضہ ادا کرتی رہ اور گھر کے کاروبار کو انجام دیتی رہ اور جب سونے کے لیے لیٹا کرے تو "سبحان اللہ" ۳۳ بار "الحمد للہ" ۳۳ بار "اللہ اکبر" ۳۴ بار پڑھ لیا کر یہ خادم سے زیادہ اچھی چیز ہے۔ حضرت فاطمہؓ نے عرض کیا کہ میں اللہ اور اس کے رسول سے راضی ہوں۔ (ابو داؤد) ماخوذ از حکایات الصحابہ ص ۹۹)

اللہ عزوجل ہم سب کو صحابہ کرام اور اولیائے عظام کی طرح "اہل بیت اطہار" سے محبت رکھنے اور ان کے مقدس حالات سن کر اپنی سیرت کو سنوارنے کا موقع عنایت فرمائے آمین بحق طٰہٰ و یٰسین۔

عزیزو! یہ مجالس ذکر شہادت حسینی مولا علی مشکل کشا کرم اللہ تعالیٰ وجہہ کے لخت جگر اور حضور سید نا محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے نورِ نظر کے بیانِ شہادت عظمیٰ کا ذکر اس قدر دردانگیز اور رقت خیز

---

*) کی اجر و ثواب کے لیے مستحبات سے ہیں۔ حضرت امام حسن علیہ السلام نے توجمعۃ المبارک کے خطبہ میں جو واجبات سے ہے۔ اپنے والد مکرم مولا علی کی شہادت۔

طریقہ پر فرمایا کہ ساری مسجد کے حضار دھاڑیں مار مار کر رونے لگے۔ اس وقت مسجد شریف میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ بھی بیٹھے ہوئے تھے۔ اس روایت کو حضرت علامہ عبدالرحمٰن صفوری شافعی قدس سرہٗ نے اپنی تصنیف "نزہتہ المجالس" میں لکھا ہے۔

امام حسن علیہ السلام کا خطبہ میں تذکرۂ شہادت علیؓ بیان فرمانا

فصول المہمہ میں لکھا ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کا انتقال ہوا تو امام حسنؑ نے منبر پر چڑھ کر خطبہ پڑھا پہلے تو خدا کی حمد و ثنا کی۔ اور بزرگوار اپنے نانا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھا۔ پھر فرمایا آج کی رات خدا نے ایک ایسے شخص کو اپنے پاس بلا لیا جس سے نہ گذشتہ لوگ آگے بڑھ سکے نہ آئندہ کے لوگ اس کا مرتبہ پا سکتے ہیں۔ وہ جناب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جہاد کرتا اور اپنے پیارے خون کو اسلام کا بول بالا کرنے میں پانی کی طرح بہاتا تھا۔ اور پیغمبر صاحب کو اپنی جان اور مال خرچ کر کے کفار کی ایذا سے بچاتا تھا۔ آج وہ شخص دنیا سے اٹھا لیا گیا۔ جسے رسولِ خدا نے اپنا جھنڈا دے کر غنیم کے مقابلے میں بھیجا اور جبریل اس کے دائیں اور میکائیل بائیں طرف سے اس کی حفاظت کیا کرتے تھے۔ (اس خطبہ کا بقیہ حصہ تیسرے باب میں بیان کیا جائے گا ۱۲ محمد علی القادری، (از نزہتہ المجالس جلد دوم صفحہ ۳۸۹)

غوث پاک رضی اللہ عنہ کا تذکرۂ شہادت حسینی بیان کرنا

ہمارے روحانی پیشوا سلسلۂ عالیہ قادریہ کے بانی مبانی جن کی ذاتِ ستودہ صفات سے ہزاروں اعجاز نما خوارقِ عادات ظاہر ہوئیں ایک ایک ادنیٰ کرامت کے صادر ہونے پر صدہا کفاروں نے دین اسلام قبول کیا۔ اور جن کا قدم مبارک تمام اولیاء اللہ کے گردنوں پر ہے۔ جن کی سیرت مقدسہ کا ایک ایک زرّین

دق بندگان خدا کے لیے خضرِ راہ ثابت ہوا ہے۔ اگر سلسلۂ نبوت حضور علیہ السلام پر ختم نہ ہوتا تو بہ ارشادِ حضور علیہ السلام صحابہ میں فاروق اعظمؓ نبی ہوتے اور اولیائے متقدمین میں حضور غوث پاکؓ کو بھی یہ مرتبہ حاصل ہوتا۔ آپ ذاتاً و صفاتاً قولاً و فعلاً فنا فی الرسول تھے۔ جیسے کسی عاشق نے کہا ہے کہ ؎

مصرعہ :-

ہمدردئ امت میں سرگرم ہدایت ہیں!
یہ جوش یہ دل سوزی خاصہ ہے محمدؐ کا
اللہ سے محبت کر دلواتے ہیں عقیدت کو
محبوبِ الٰہی میں جذبہ ہے محمدؐ کا

یہی وجہ ہے کہ عالمِ دُنیا کے مسلمان سلسلۂ عالیہ قادریہ میں منسلک ہونا اپنے لئے ذریعہ وصول الی اللہ باعث سرفرازئ دارین تصور کرتے ہیں اور غیر مسلم بھی والہانہ عقیدت و محبت کے طور پر بارگاہ غوثیت پناہی میں بطریقہ "نذر و نیاز" اپنا خراجِ عقیدت پیش کرتے ہیں۔ دوسرے کسی بزرگ کا شعر ہے کہ ؎

عشقِ جیلانی نشاتے دیگر است
عاشقانش را مکانے دیگر است
ہر دلے نبود سزائے عشقِ اُو
ایں ہما را آشیانے دیگر است

لہٰذا سرکار تاجدار بغداد سرورِ بخش دِلِ ناشاد سلطان الاولیا محی الملت والدین سیدنا الشیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ حسنی الحسینی اپنی مبارک تصنیف "غنیۃ الطالبین" میں "تذکرۂ شہادت حسینی" کے متعلق حسب ذیل عبارات ارقام فرماتے ہیں۔

"حضرت حسین رضؓ بن علی کی وفات عاشورے کے روز ہی میں
واقع ہوئی ہے یعنی اسی روز آپ کو شہادت کا مرتبہ ملا ہے
حمزہ بن زیات کہتے ہیں کہ میں نے رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم

اور حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا کہ
آپ حسین رضؓ ابن ابی طالب کی قبر شریف پر درود پڑھ رہے تھے
(از غنیۃ الطالبین صفحہ ۳۵)

حضرت خواجہ غریب نوازؒ کا تذکرہ اہل بیت بیان فرمانا

سلسلۂ عالیہ چشتیہ کے مشہور و معروف بزرگ عطائے رسولؐ حضور خواجۂ خواجگان خواجہ معین الدین حسن سجزی چشتی اجمیری سلطان الہند غریب نواز رضی اللہ تعالیٰ عنہ "مبلغ اعظم" مسلم الثبوت حنفی المذہب تھے۔ سرزمین ہندوستان پر آپ کے قدم رنجہ فرمانے کی بدولت "دین اسلام" کی جو تبلیغ و اشاعت ہوئی وہ اظہر من الشمس ہے۔ اجمیر قدس کے قدیمی کھنڈرات یا درِفتگان میں زبان حال سے اب بھی کہہ رہے ہیں کہ:

پھیلا جو یہاں دین رسولِ مدنی کا!
صدقہ ہے یہ بس آپ کے سایۂ لگنی کا

کیا کوئی بھی مسلمان حال تو کجا قال ہی میں ہمارے خواجہ صاحب علیہ الرحمۃ کی ہمسری کر سکتا ہے؟ نہیں ہرگز نہیں! تو پھر مندرجہ ذیل مضمون سے خواجہ صاحب علیہ الرحمۃ کا "تذکرۂ اہل بیت" فرمانا اس بات کی دلیل ہے کہ کوئی شخص حنفی المذہب کو اہل بیت اطہار رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے تذکرۂ پاک بیان کرنے یا سننے میں کسی قسم کی سوءِ ظنی نہ کرنا چاہیے۔ جناب محمد ابراہیم خاں صاحب کشمی وکیل مؤلف کتب قانونی اپنی تالیف "سوانح عمری کامل خواجہ غریب نواز" میں لکھتے ہیں۔

"کہ ایک مرتبہ حضرت خواجہ غریب نواز سفر کرتے ہوئے شہر سبزہ وار میں پہنچے، "سبزہ وار کا حاکم نہایت تند خو، بدمزاج ظالم فاسق و فاجر ہونے کے علاوہ "رافضی" بھی تھا۔ حضرات صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے عداوت دلی رکھتا تھا۔ اور جس کسی کا حضرات صحابہ کرام کے ناموں پر نام ہوتا تو اُسے

تکلیف پہنچاتا تھا۔ اس کا ایک پُر فضا باغ اُسی شہر کے گرد میں تھا۔
حضرت خواجہ صاحب علیہ الرحمتہ اُس باغ میں تشریف لے گئے حوض پر
غسل فرمانے کے بعد تلاوتِ قرآن میں مشغول ہوئے۔ اتفاقاً اسی وقت یادگار
محمد کی سواری بھی باغ میں آئی حضرت خواجہ صاحب کے ہم سفر درادیش
یہ خبر سُن کر مضطرب ہوئے اور حضرت سے اس حاکم کے بڑے عقائد و
بے ادبی اور ظلم کے واقعات بیان کئے اور باہر تشریف لے چلنے کی عرض
گذاری۔ حضرت خواجہ صاحبؒ نے متبسم ہو کر فرمایا کہ اگر خدا کی قدرت کا تماشہ
دیکھنا چاہتے ہو تو ایک طرف درخت کے سایہ میں بیٹھ جاؤ وہ درادیش
خدامست بیٹھ گئے یادگار محمد کے خادموں نے فرش وغیرہ بچھایا مگر حضرت
خواجہ صاحب کو وہاں بیٹھا ہوا دیکھ کر اُن کی عظمت و رُعب کی وجہ سے کچھ
کہہ نہ سکے اتنے میں یادگار محمد بھی آگیا۔ خواجہ صاحبؒ کو وہاں بیٹھا ہوا دیکھ
کر خدام پر ناراض ہوا۔ حضرت خواجہ صاحبؒ نے جونہی اس کی طرف دیکھا فوراً
اُس کے بدن میں رعشہ پیدا ہوا اور بے ہوش ہو کر گر پڑا اُس کے
مصاحبوں نے جب یہ واقعہ دیکھا تو خواجہ صاحب کے قدموں پر گر پڑے
آپ نے اپنے درادیش کو بلا کر حوض سے پانی منگوایا اور کہا کہ اس پر
بسم اللہ پڑھ کر پھونک دو۔ اور اس کے منہ پر چھڑک دو۔ اُسے ہوش آیا
تو حضور خواجہ صاحبؒ کے قدموں پر سر رکھ اور جملہ منہیات سے توبہ کی
حضرت خواجہ صاحبؒ نے اپنا دستِ شفقت اُس کے سر پر پھیر کر فرمایا

"کہ خاندان عظیم الشان اہل بیتؓ رسالت کی"

محبت کا دعویٰ کرنا ؟ اور پھر ایسے گندے عقائد رکھنا ۱۲ منہ)

پھر خواجہ صاحبؒ نے سچے مناقب اہل بیت رسالت ایسی وضاحت سے

سنائے کہ یادگار محمد اور اُس کے خدام سب رونے لگے اور اپنے
مذہب باطلہ سے توبہ کی۔

پھر حضرت خواجہ صاحبؒ نے فرمایا کہ جو مال تم نے جبر و تعدی سے
حاصل کیا ہے وہ اُن کو واپس کر دو۔ الغرض یادگار محمد حضرت خواجہ صاحبؒ
کی نظر فیض اثر سے واصلان حق کے زمرے میں ہو گیا۔ آپ نے اسے
اس حدود کا شاہ ولایت مقرر فرما کر بلخ کی طرف روانہ ہوئے۔

(سوانح عمری کامل خواجہ غریب نواز صفحہ ۲۲)

بابا فرید شکر گنج کا تذکرۂ شہادت حسینی بیان کرنا

کتاب غم حسین (مصنفہ مولانا شاہ حسن میاں صاحب قادری چشتی پھلواری نور اللہ مرقدہ) میں
لکھا ہوا ہے۔

"کہ آپ تھوڑا سا بیان "ذکر شہادت حسینی" کا فرماتے اور ہائے
ہائے کا نعرہ مارتے ہوئے بیہوش ہو جاتے اور سادات کرام کی تعزیت و
ماتم پرسی بھی کرتے تھے اس کے علاوہ علمائے کرام و مشائخین عظام کی
خدمات میں بھی تعزیت کے لیے تشریف لے جاتے تھے۔ (از "غم حسین")

خواجہ نظام الدینؒ اولیا کا تذکرۂ شہادت حسینی بیان کرنا

حضرت خواجہ امیر خسرو نظامی دہلوی قدس سرہٗ "افضل الفوائد" میں تحریر فرماتے ہیں کہ پانچویں
محرم ۶۹۱ھ کو عاشورے کے دن حضرت خواجہ نظام الدین اولیا محبوب الٰہی قدس سرہٗ کی قدم بوسی
کا شرف حاصل ہوا۔

"دوران ارشادات میں حضرت خواجہ نے آبدیدہ ہو کر تذکرہ شہادت حسینی"

فرمایا کہ فاطمہ زہرہؓ کے جگر گوشوں کا حال سب کو معلوم ہے کہ ظالموں نے آپ کو دشتِ کربلا میں کس طرح بھوکا پیاسا شہید کیا۔ پھر فرمایا کہ امام حسین علیہ السلام کی شہادت کے دن سارا جہان تیرہ و تار ہو گیا بجلی چمکنے لگی، آسمان اور زمین جنبش کرنے لگے فرشتے عقب میں تھے۔ اور بار بار حق تعالیٰ سے اجازت چاہتے تھے کہ حکم ہو تو تمام ایذا دہندوں کو ملیا میٹ کر دیں حکم ہوا (باری تعالیٰ کا) کہ تمہیں اس سے کچھ واسطہ نہیں ہے۔ تقدیر یونہی ہے میں جانوں اور میرے دوست تمہارا اس میں کیا دخل ہے

میانِ عاشق و معشوق رمزیست
کراماً کاتبین را ہم خبر نیست

میں قیامت کے دن ان ظالموں کے بارے میں انہیں (امام) سے انصاف کراؤں گا جو کچھ امام حسین علیہ السلام فرمائیں گے ویسا ہی ہوگا۔ (از کتاب افضل الفوائد صفحہ ۷۵)

علاوہ ازیں کتاب "اخبار الاخیار" میں حضرت مولانا شاہ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمتہ "تذکرہ شہادت حسینی" کے متعلق حضرت خواجہ سید محمد بندہ نواز گیسو دراز قدس سرہٗ کی حسب ذیل عبارات نقل فرماتے ہیں۔

خواجہ محمد بندہ نواز گیسودراز کا تذکرۂ شہادت حسینیؓ بیان کرنا

"کہ (حضرت خواجہ محمد نواز نے فرمایا) خاصہ بدعت اُمتِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آنکہ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ گو بندہ و آنانرا کہ اولا ازجان عزیز تر بودند ایشاں را بکشند و پرکالہ سازند و زناں را فرزندان ایشاں را اسیر سازند و رسوا کنند و تب سازند و ایمانی باقی شد زہے ایمان و زہے دین!

ترجمہ: خواجہ صاحب نے فرمایا (تذکرہ شہادت حسینی) کے متعلق کہ بری بدعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد امت میں یہ ظاہر ہوئی کہ وہ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ کہیں اور اُن کو (خاندانِ رسول و جگر گوشۂ بتولؑ) کو کہ انہیں

حضور علیہ السّلام جان سے عزیز رکھتے تھے قتل کریں اور ان کی بیویوں کو اور فرزندوں کو قیدی بنا کر رسوا کریں اور لوٹیں۔ اتنا ستم کرتے ہوئے بھی اُن (اشقیاؤں) کا ایمان باقی رہے؟ اچھا ایمان اور اچھا دین ہے۔"

(از کتاب اخبار الاخیار صفحہ ۵)

کتاب "لطائف اشرفی"، حضرت سلطان سید اشرف جہانگیر سمنانی چشتی قدس سرہٗ کے حالاتِ طیبات میں لکھا ہے۔

سید اشرف جہانگیر سمنانی کا ذکرِ مقتل آہ و فغاں سے کرنا!

"کہ آپ محرم شریف میں محرم کا چاند دیکھتے ہی بے قرار ہو جاتے اور گریہ و زاری میں مصروف رہتے اور رسمِ عاشورہ بپا کرتے تھے نیز فرماتے تھے کہ تمام اکابر سادات کا یہ طریقہ ہے اس کے علاوہ آپ "ذکر مقتل" آہ و فغاں سے کرتے تھے اور فرماتے کہ "رونے" میں ثواب ہے۔"

(از لطائف اشرفی)

اور حضرت مولانا شاہ حسن میاں صاحب قادری چشتی پھلواری مرحوم فرزندِ اکبر حضرت علامہ الحاج مولانا قاری شاہ محمد سلیمان صاحب قبلہ قادری چشتی علیہ الرحمتہ والغفران اپنی تصنیف "غمِ حسین" میں خاص اپنے متعلق حسب ذیل بیان سپردِ قلم فرمایا ہے۔

شاہ سلیمان صاحب پھلواری کا معمولِ حسنہ

"اور عشرۂ محرم میں "اہل بیت رضی اللہ عنہم" کے ذکر کے سوا دوسرا کوئی ذکر میں کرتا نہیں ہوں۔ جس طرح ہمارے والد مرحوم حضرت علامہ شاہ سلیمان صاحب نور اللہ مرقدہٗ کا دستورِ عمل تھا اللہ تعالیٰ میری خدمت قبول کرے اور اہل بیت رضی اللہ عنہم

پاک کے زمرے میں مجھے قبول فرمائے آمین ۔ (از "نم حبین")

تذکرۂ عزیزیہ ملفوظات و حالات حضرت مولانا شاہ عبدالعزیز صاحب فاروقی محدث دہلوی علیہ الرحمۃ (مولفہ قاضی بشیر الدین صاحب میرٹھی مطبوعہ مجتبائی میرٹھ صفحہ ۱۸) میں بھی مذکورہ بالا معمولات لکھے ہوئے ہیں

شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی کا دستورِ عمل

"عشرہ محرم الحرام کو حضرت مولانا شاہ عبدالعزیز صاحب محدث دہلوی علیہ الرحمۃ بذاتِ خود وعظ فرمایا کرتے تھے۔ ہزار ہا اشخاص جمع ہوتے تھے۔ اس وقت اہل تشیع کے ہاں بھی "کتاب اور مرثیہ" بند ہو جاتا تھا۔ ایک مرتبہ ایک شخص نے آپ سے سوال کیا کہ جب حضرت امام حسین علیہ السلام اور یزید پلید کا مقابلہ تھا تو حق تعالیٰ کس طرف تھا۔ آپ نے جواب دیا کہ میزانِ عدل پر تولتا تھا کہ صبر حضرت امام حسین علیہ السلام کا اس مردود کے ظلم پر غالب آیا۔

(از تذکرہ عزیزیہ صفحہ ۱۸)

خراسان کے بادشاہ کا واقعہ!

حضرت قاری ملا مبین صاحب اپنی کتاب "وسیلۃ النجات" میں مندرجہ ذیل روایت نقل فرماتے ہیں۔

"کہ عمر ولیث (یا ایسا کوئی دوسرا) جو خراسان کے بادشاہوں میں سے تھا وہ بذاتِ خود بہت دولتمند اور مشہور پہلوان ہونے کے علاوہ بہت زبردست فوجی سپاہ بھی رکھتا تھا جب اس کا انتقال ہوا تو لوگوں نے اس کو خواب میں بڑا خوش حال دیکھ کر اس کا سبب دریافت کیا کہ تجھے یہ نجات اور یہ مرتبہ بادشاہی

کس وجہ سے حاصل ہوئی؟ اس نے جواب دیا کہ ایک مرتبہ میں پہاڑ پر
کھڑے اپنی فوج کا معائنہ کر رہا تھا اور اپنے اس عظیم الشان لشکر کو دیکھ کر
بہت خوش ہوا اُس وقت مجھے ایک ارمان ہوا وہ یہ کہ اگر میرا یہ زبردست
لشکر سید الشہدا امام حسین علیہ السلام کی خدمت میں ہوتا تو امام علیہ السلام
کے دشمنوں سے خوب مقابلہ کرتا اور ان کی خوب خدمات بجالاتا
فقط اس حسرت کی بدولت اللہ تعالیٰ نے مجھے بخش دیا اور جنت میں
بہتر درجہ عنایت فرمایا۔

(کتاب وسیلۃ النجات)

عزیزو! غور کیجئے کہ یہ ہمارے مذکورہ اسلاف صالحین و بزرگانِ دین متین "تذکرۂ شہادت حسینی" کے انعقاد کو کس قدر اہمیت دیتے تھے۔ یہ تمام بزرگ اپنے عشق و محبت کے امتحان میں جان و تن کی بازی لگا کر حق سبحانہ و تعالیٰ کی مقدس بارگاہ سے خاص مشاہدہ نور الیقین اور امور تکوین کی سند لے کر مسندِ رشد و ہدایت پر فائز ہوئے تھے۔ صرف ظاہری علوم پر قناعت نہیں کی تھی بلکہ باطنی علوم میں بھی وہ کمال حاصل فرمایا تھا جن کی نورانی ضیا پاشیاں موجودہ تیرہ و تاریک دَور کے دشوار گذار گھاٹیوں میں روشنی سحر کا پیغام پہنچاتی ہوئی آنے والی نسلوں کے لیے للہی و رسول للہی اخلاق و کردار کا آفتاب بن کر خضرِ راہ ثابت ہونگی علاوہ ازیں ان پاک طینت و محمدی سیرت و بزرگانِ ملت کے براہین و شواہدات اور ارشادات صحیح معنوں میں اخوت و رواداری امن و راستی کے معمولات ہیں۔ شہید اعظم کی مقدس روحانیت اور اُن کے رفقائے عظام کی پاک روحوں سے ہمارے ان بزرگوں نے عشق و محبت کے روابطہ قائم کر کے اپنی گراں قدر قربانیوں کا ہدیہ پیش کیا ہے اور صہبائے حیات لافانی سے سرشار ہو کر عمر جاودانی کی نعمت سے سرفراز ہوئے ہیں یہی وجہ ہے کہ ہر زمانے میں عجائب و غرائب طریقوں سے اپنے سچے عاشقوں اور محبوبوں کو "دیدار پُر انوار" سے مشرف فرماتے ہوئے بشارات جلیلہ سے سرفراز فرماتے ہیں تاکہ فانی دنیا کے ان باشندوں کو جو "شہدائے کرام" کے احسانات عظیم کو فراموش کر کے ان کی مقدس

اسوۂ حسنہ اور اذکارِ شہادتِ حقہ کے سُننے سے دل برداشتہ ہوئے پھرتے ہیں۔ اور اپنے ظنی وخود ساختہ تخیلات واعتقادات کی بنا پر طرح طرح کے نامعقول اعتراضات کرتے ہیں۔ اُن کو شہدائے کرام کے سچے عاشقوں کے یقینی براہین وشواہدات پیش کر کے صحیح رہنمائی کریں ؎

تو گھٹائے سے کسی کے نہ گھٹا ہے نہ گھٹے
جب بڑھائے تجھے اللہ تعالیٰ تیرا
فرش والے تیری شوکت کا علو کیا جانیں
خسروا عرش پہ اڑتا ہے پھریرا تیرا
وَرَفَعْنَا لَکَ ذِکْرَکَ کا ہے سایہ تجھ پر
بول بالا ہے ترا ذکر ہے اعلا تیرا

(از امام اہل سنن اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی قدس سرہٗ)

قرآن کریم خود شہدائے کرام کی حیات لافانی اور بقائے عمرجاودانی پر گواہی دے رہا ہے۔
آیہ شریفہ:۔ وَلَا تَقُوْلُوْا لِمَنْ یُّقْتَلُ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ اَمْوَاتٌ بَلْ اَحْیَآءٌ وَّلٰکِنْ لَّا تَشْعُرُوْنَ۔
اے ایمان والو! خدا کے راستے میں شہید ہونے والوں کو مُردہ مت سمجھو بلکہ وہ زندہ ہیں۔ مگر تمہیں ان کی عمرجاودانی وحیات لافانی کے راز کو سمجھنے کا شعور نہیں ہے۔

حیاتِ شہدا کی عمدہ تفسیر "توسل بالنبی والولی" مصنفہ مولانا سید ظہورالدین احمد صاحب صابری انبیٹھوی کا تھوڑا سا اقتباس ذیل میں درج کرتا ہوں ملاحظہ کیجئے!

حیاتِ شہداء کی عُمدہ تفسیر

"بَلْ اَحْیَاءٌ" بلکہ وہ زندہ ہیں۔

"شہدا کے زندہ ہونے کا یہ مطلب ہے کہ اللہ تعالیٰ اُن کی ارواحؓ کو جسم کی سی قوت عطا کرتا ہے۔ اُس کے ذریعے سے وہ زمین و

آسمان اور جنت میں سب جگہ سیر کرتے ہیں۔ اپنے دوستوں کی مدد کرتے ہیں اور اپنے دشمنوں کو ہلاک کرتے ہیں۔ اسی حیات کی وجہ سے زمین اُن کے بدن کو نہیں کھاتی۔ عرش کے نیچے قیامت تک سجدہ کرتی رہیں گی اور یہ حیات صرف شہدا ہی کو عطا نہیں ہوئی، بلکہ آثارات سے ثابت ہے کہ انبیا میں یہ حیات سب سے زیادہ ہے اور پھر صدیقین، پھر شہدا اور صالحین اولیاء اللہ میں علی قدرِ مراتب اسی حیات اولیاء اللہ کے ثبوت میں مفسرین صاحب نے احادیث اور روایاتِ کثیرہ نقل کی ہیں۔ دیکھو تفسیر مظہری مصنفہ حضرت قاضی ثناء اللہ صاحب پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ۔

(افاداتِ توسل بالنبی والولی)

شہدائے کرام کی مذکورہ بالا بشارتِ جلیلہ اور ربانی ضیافت کے چشم دید واقعات تیرہ سو سال گذرنے کے بعد اب بھی دیکھنے میں آتے ہیں کم و بیش سو سال کا عرصہ گذرا ہوگا کہ ناچیز مولف (علمی القادری) کے نانائے بزرگوار (صوفی سائیں عبدالغنی صاحب قبلہ قریشی قادری)، کے دادا مرشد سیدی و مولائی اعلیحضرت مولانا الحاج سید غوث علی شاہ صاحب قبلہ قادری قلندری پانی پتی قدس سرہٗ کی عین حیات میں حضرات شہدائے کرام کی ضیافت میں شمولیت فرمانے والے ایک بزرگ کے چشم دید حالات اور حضرت قلندر صاحب علیہ الرحمۃ کی اس بزرگ سے ملاقات کی مفصل کیفیت حسب ذیل حکایات سے معلوم ہوگی۔ نانائے بزرگوار علیہ الرحمۃ کے مرشد گرامی حضرت مولانا الحاج سید گل حسن شاہ صاحب قبلہ قادری پانی پتی قدس سرہٗ کی تصنیف لطیف "تذکرہ غوثیہ" میں یہ روایت موجود ہے

شہدا کے باغ میں ایک بزرگ کا تیرہ مہینے قیام

"حضرت قبلہ و کعبہ سیدنا و مرشدنا غوث علی شاہ قلندری قادری نے ارشاد فرمایا کہ"

جب ہم بریلی سے کاکوری کو چلے گئے تھے تو سُنا تھا کہ وہاں کے جنگل میں ایک درویش رہتے ہیں۔ جنہیں رات دن گریۂ وزاری سے کام ہے۔ بڑی تلاش کے بعد وہ ملے رفتہ رفتہ باہم محبت ہوگئی۔ ہم نے حال دریافت کیا تو کہنے لگے کہ میں ہندوستان سے بہ ارادۂ حج چلا بمبئی سے جہاز پر سوار ہوا قضا را جہاز تباہی میں آن کر پاش پاش ہوگیا۔ ایک تختے کے سہارے میں تیسرے دن ایک پہاڑ کے قریب کنارے سے جا لگا۔ خدا خدا کر کے تختے سے اتر پہاڑ پر چڑھ گیا بہت فاصلہ پر ایک دیوار نظر آئی۔ قریب جا کر دیکھا تو اُس میں کوئی دروازہ نہ تھا مگر ایک بلند درخت دیوار کے قریب تھا اُس پر چڑھ کر دیوار سے اندر گیا۔ وہاں کی کیفیت کیا بیان کروں ایک باغ دلکشا دیکھا جس کا مثل نہ آنکھوں نے دیکھا نہ کانوں سے سُنا۔ روشیں مصفا۔ نہریں جاری۔ رنگ بہ رنگ کے طائر چہچہاتے اور قسم قسم کے میوے درختوں پر لگے ہوئے ہیں۔ لیکن انسان کا کہیں پتہ نہیں۔ میں حیرت میں رہ گیا کہ بارِ خدا یہ کیا مقام ہے غرض کچھ میوے کھا کر ایک بارہ دری میں سو رہا۔ عصر کے وقت آنکھ کھلی باغ کی سیر کرنے لگا شام کے وقت اس خیال سے کہ مبادا یہ باغ جنات کا ہو۔ ایک گوشے میں جا چھپا وہاں سے دیکھا کہ آسمان سے ایک گروہ سواروں کا اترا اور چمن میں ایک تخت اور فرش تکلف بچھایا گیا خدمت گار قرینہ بہ قرینہ کھڑے ہوگئے اور دو صاحب نہایت حسین اس تخت پر آ کر بیٹھے کھانا تقسیم ہونا شروع ہوا میں دور سے یہ سب کیفیت دیکھ رہا تھا اُن دونوں سرداروں میں سے ایک نے فرمایا فلاں ابن فلاں ہمارے یہاں آج مہمان ہے اُس کو بھی کھانا پہنچاؤ۔ میں یہ بات سن کر متحیر ہوا اور دل میں کہنے لگا کہ الٰہی یہ کون بزرگ ہیں۔ تھوڑی دیر میں ایک شخص میرے پاس کھانا لایا میں نے کہا تم کون ہو اور یہ بزرگ

کون ہیں۔ میرا جی چاہتا ہے کہ ان کی قدم بوسی حاصل کروں۔ اس نے کہا کہ میں بے اجازت کچھ جواب نہیں دے سکتا تم کھانا کھاؤ۔ میں اجازت طلب کر کے آتا ہوں۔ میں ہنوز کھانا ہی کھا رہا تھا کہ وہ شخص مژدہ لایا کہ تمہاری درخواست منظور ہوئی چلو قدم بوسی حاصل کرو۔ ہم لوگ شہید ہیں اور یہ باغ... روضتہ الشہدا ہے ہمارے رہنے کا مقام ہے اور یہ دونوں شہزادے "امام حسن" اور "امام حسین" علیہم السلام ہیں۔ میں خوشی کے مارے جامے میں پھولا نہ سمایا جھٹ پٹ جا کر قدم بوس ہوا اور اپنا سارا حال عرض کیا حکم ہوا اچھا تم اس باغ میں رہو۔ جب حج کا وقت قریب آئے گا تو تم کو بیت اللہ پہنچا دیں گے خاطر جمع رکھو۔ اس کے بعد مجلس برخاست ہوئی میں بارہ دری میں جا کر سو رہا۔ اس دن سے مجھ کو دونوں وقت "حضرات امامین ہمامین رض" کی زیارت ہوتی اچھے سے اچھا کھانا ملتا (نو مہینے اس باغ میں رہا) پھر نو مہینے کے بعد حج کا زمانہ آگیا میں نے عرض کیا کہ بعد حج حضور مجھے اسی جگہ واپس بلا لیں فرمایا کہ اچھا۔ اور ایک شخص کی طرف اشارہ کیا کہ اس کو پہنچا دو اس نے کہا کہ آنکھیں بند کرو میں نے آنکھیں بند کر لیں۔ پھر کہا کھول دو۔ میں نے کھول دیں دیکھا کہ بیت اللہ شریف میں کھڑا ہوں۔ میں نے حج کیا پھر مدینہ منورہ کی زیارت کو گیا اور وہاں سے مکہ معظمہ واپس چلا آیا اب مجھ کو ہر وقت یہ خیال رہنے لگا کہ حضرت نے وعدہ فرمایا تھا اب تک بلایا نہیں آخر ایک دن اسی غم والم میں آنکھ لگ گئی آنکھ کھلی تو دیکھا کہ میں اسی باغ میں ہوں بہت خوش ہوا اور سجدۂ شکر بجا لایا پھر وہی زیارت وہی کھانا نصیب ہوا۔ اسی طرح عیش و خوشی کے ساتھ چار مہینے اور گذر گئے ایک دن جو میری شامت آئی تو عرض کیا کہ حضرت گھر جانے کو جی چاہتا ہے مگر

اس وقت یہ کہنا بھول گیا کہ مجھ کو پھر بلا لیجئے گا ایک شخص کو اشارہ ہوا کہ اچھا
اس کو پہنچا دو اس نے میری آنکھیں بند کروا کے گھر پہنچا دیا۔ دو چار دن تو کچھ
خیال نہ آیا مگر پھر جو وہاں کی یاد نے زور مارا تو مجھ کو جنون ہو گیا اب تک اسی
فراق میں مبتلا ہوں۔ (از تذکرہ غوثیہ صفحہ ۶۹)

یادِ حسین رضؓ اور عالمِ جنّات

ذیل کا مضمون بھی اخی معظم صاحبزادہ محمد بشیر احمد قادری علیمی مخفی کے کاوشِ قلم کا نتیجہ ہے جو قارئین کے مزید استفادے کے لیے بجنسہٖ درج کرتا ہوں۔ قرآن و احادیث صحیحہ اور بزرگانِ دین کی صدہا کتابوں سے "قوم اجنّہ" کے عجائب و غرائب واقعات کا ثبوت ملتا ہے۔ دنیا میں "ملائکہ" اور "جنّات" کے وجود کے بھی منکر پائے جاتے ہیں جو فرشتگانِ عرش کے نوری وجود اور "جنات" کی ناری خلقت کے قائل نہیں ہیں فرشتے اور جنّات تو خداوند تعالیٰ کی مخلوق سے ہیں لیکن دنیا میں تو ایسے بھی انسانیت کے دعویدار موجود ہیں جو سرے سے "خدا" ہی کے وجود کے قائل نہیں۔ بھلا ایسے انسانوں سے جو خداوندِ کُل کی ذات کے منکر ہیں دنیا میں امن و سلامتی کی امید رکھنا ایسا ہی ہے۔ جیسے کورچشم کے سامنے رونا اور گیہوں کی فصل کے لیے کانٹوں کا بونا۔ کرۂ ارض پر ملکِ خدا میں ایسی بھی سلطنت ہے جسے بعض اہلِ علم "تفسیرِ لَا اِلٰہ" کی کھلی حکومت تصور کرتے ہیں جہاں "سرمایہ داری" لعنت اور "خود پرستی" رحمت قرار دی جاتی ہے۔ شمشیرِ لَا اِلٰہ سے زن و زر اور زمین کے جھگڑے کا تو صفایا کر دیا مگر اپنی نفس پرستی کو "اِلَّا اللہُ" کی تشریح سمجھ کر خدا کے ملک میں اپنی فرمانروائی اور اطاعت کا سکّہ جاری کر دیا گیا۔ خدا کا ملک تصور کر دیا نہیں لیکن ایک قطرۂ ناپاک حوّرانِ جیض کے منجمد لوتھڑے کو جو کسی بے مثل ہستی کی لاجواب صنعت کا حسین شاہکار بن کر صورتِ انسانی میں کتمِ عدم سے منصّۂ شہود پر جلوہ افروز ہوا۔ خدائے وحدہٗ لاشریک کے سب اختیارات سونپ

کہ اس کی بندگی قبول کر لینا بڑی دانشمندی اور آزادی وارتقائے انسانیت کا بہترین عمل سمجھا جاتا ہے۔ فَاعْتَبِرُوا یَا اُولِی الْاَبْصَارِ۔ ع

ز شرفِ عقل و خرد جہل ایں چہ بوالعجبی است ۱۲ منہ

(املی القادری عفی عنہ)

قولہ تعالیٰ "وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِیَعْبُدُوْنَ" اور نہیں پیدا کیا جن و انس کو مگر عبادت کے لیے۔

"عالمِ جنات کے متعلق جو حقائق نصوص شرعیہ سے ثابت ہیں وہ اہل علم و فضل پر روشن ہیں۔ موجودہ دورِ مادیت میں یورپ کے بعض روحانیت پسند حلقوں نے بدلائل و مشاہدہ "اسپرٹ ازم" کو تسلیم کیا ہے ان کے اقسام اور تفصیلی حالات کے متعلق احادیث کثیرہ سے بھی روشنی پڑتی ہے اور خود سرورِ دو عالم روحی فداہ کے احکام تبلیغ سے فرقۂ جنات کا اسلام لانا ثابت ہے حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلویؒ نے "سورۃ الجن" کی تفسیر اور مولانا عبدالحق دہلویؒ نے "تفسیر حقانی" میں اس پر تفصیلاً بحث کی ہے اور موجودہ دور کے "مشککین" کا بخوبی ازالہ کر دیا گیا ہے تیم العلوم فقیہ اعظم علامہ نواب فضیلت جنگ مولانا الحاج شاہ انوار اللہ خاں صاحب مرحوم حیدرآبادی استاد اعلیٰحضرت حضور نظام دکن نے فلسفہ یورپ اور ڈاکٹر مسمر وغیرہ کے استدلالات سے عالمِ ارواح و جنات وغیرہ کو ثابت کیا ہے حضرت مولانا مفتی عنایت احمد صاحب کاکورویؒ نے اپنی بلند پایہ تصنیف "الکلام المبین فی آیات رحمۃ للعالمین" میں ایک باب "معجزات عالمِ جنات میں" احادیث صحیحہ کا منتخب کیا ہے حضرت علامہ محمد فرید وجدی المصری نے کنز العلوم واللغۃ" میں محققین یورپ اور امریکہ کی ایک خاص انجمن کی تحقیقات و مشاہدات سے "اسپرٹ ازم" اور

"عالمِ جنات وارواح کی حقیقت واضح کی ہے عصرِ حاضر میں بہت سے علمائے باطن نے اپنے معمولات کے ذریعے" عالمِ جنات" کا مشاہدہ کرنے کے لیے مختلف عملیات مرتب کئے ہیں۔ اس طرح کا یہ چشم دید واقعہ جو خاص کرامت حسینی رض کی بدولت میرے ہاتھ آیا ہے محبان حسین رض کے لیے پیش کیا جاتا ہے۔ ہمارے خاندان کے مورثِ اعلیٰ "حضرت مولانا الحاج منشی محمد بشیر صاحب قبلہ صدیقی قریشی دانا پوری علیہ الرحمۃ" عالم کامل ہونے کے ساتھ بہت بڑے عامل بھی تھے "عملیات تسخیرِ جنات" میں کافی ماہر تھے۔ حضرت مولانا مخدوم محمد حسن صاحب چشتی صابری رام پوری علیہ الرحمۃ نے اپنی ضخیم تصنیف "تواریخ آئینہ تصوف" میں آنحضرت و صحابہ کرام و اہل بیت عظام اور جملہ اولیائے اُمت کے عقیدت مند جنات کا اسماء و حالات کے ساتھ تفصیلاً تذکرہ کیا ہے۔ اور جنات کی زبان بھی تحریر فرمائی ہے اب جو واقعہ عالمِ جنات بیان کیا جاتا ہے۔

"ہندوستان کے مشہور بزرگ ادیب و شاعر حضرت حکیم خواجہ سید ناصر نذیر فراقؔ دہلوی مرحوم جانشین حضرت خواجہ میر دردؔ دہلوی نقشبندی کے تبرکات میں سے ہے۔ ہندوستان کا علمی حلقہ اور دنیائے اردو حضرت خواجہ میر دردؔ دہلوی کی ذاتِ گرامی سے بخوبی تعارف رکھتی ہے۔ اردو شاعری میں تصوّف کی چاشنی روحانیت کا مذاق میر دردؔ علیہ الرحمۃ کے ارشاداتِ عالیہ کا نتیجہ ہے دہلی کے بزرگوں میں نقشبندیہ سلسلہ کی مشہور خانقاہ خواجہ میر دردؔ دہلوی کی تھی میر صاحب علم و فضل اور روحانیت کے کمالات سے مالا مال تھے۔ بارہویں صدی کے مجدد حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی علیہ الرحمۃ کے نامور فرزند حضرت شاہ عبدالقادر مفسر القرآن و محدث دہلوی اردو زبان دانی میں حضرت خواجہ میر دردؔ دہلوی کے خاص شاگرد[1] ہیں۔ جناب مولوی سید نواب حسین صاحب ایم اے

---

[1] ازلال قلعہ کی ایک جھلک مصنفہ فراقؔ دہلوی

پروفیسر اردو کرائسٹ چرچ کالج کان پور "معراج ادب" میں لکھتے ہیں کہ "خواجہ صاحب زبان اردو کے چار رکنوں میں سے ایک رکن ہیں۔ خواجہ محمد ناصر تخلص عندلیب ان کے باپ تھے۔ اور شاہ گلشن صاحب سے نسبت ارادت رکھتے تھے ان کا خاندان دہلی میں بہ سبب پیری و مریدی کے نہایت معزز تھا وہ علوم رسمی سے خوب آگاہ تھے۔ سلطنت کی تباہی سے اکثر امراء و شرفا شہر اور گھر چھوڑ چھوڑ کر نکل گئے مگر ان کے استقلال کو جنبش نہ ہوئی اپنے اللہ پر توکل رکھا اور جو سجادہ بزرگوں نے بچھایا تھا اُس پر بیٹھے رہے جیسی نیت ویسی برکت خدا نے بنا دی۔ توکل جیسا آپ نے کیا آج تک کسی نے نہ کیا"

آپ ہی کے جانشین خواجہ فراقؔ دہلوی ما شاء اللہ صفت موصوف تھے یادگار دردؔ نے اردو زبان علم و ادب تصوف اور روحانیت کی موروثی طور پر دل کھول کر خدمت کی اور آج بھی دہلی کا بچہ بچہ آپ کے علمی احسانات کا گرویدہ ہے۔ آپ ہی کے خاندان کے برگزیدہ افراد میں" حضرت مولانا تسلی مرحوم بھی تھے۔ جن کا درد انگیز خطبہ "معجزاتِ حسینی" ہماری جامع قادریہ میں حضرت قبلہ والد ماجد مدظلہ، خطیب اعظم کراچی ہمیشہ ایام محرم الحرام کے جمعوں میں پڑھا کرتے ہیں مجھے ایک عرصے سے اشتیاق تھا کہ مولانا تسلی صاحب کے حالات کا کہیں سے پتہ مل جائے۔ حسن اتفاق سے "مضامین فراق" کا مجموعہ میری نظر سے گذرا جس میں اسی خطبہ کے متعلق مولانا کا ایک چشم دید واقعہ "عالم حیات" کا "یاد حسین" کے سلسلے میں دیکھا گیا اسے ارباب محبت و اہل عقیدت حضرات کے لیے بجنسہٖ رقم کیا جاتا ہے حضرت مولانا تسلی صاحب مرحوم کا یہ معجزۂ کرامات حسینی کئی مرتبہ حضرت قبلہ والد مدظلہ طبع کروا چکے ہیں یقیناً اُردو در د اور محبت و اخلاص

کے جذبات سے معمور ہے آپ نے کیا خوب فرمایا ہے

معجزہ پر اور راحت پر تو کرے اعتقاد — اہلسنت کا عقیدہ ہے یہی رکھاس کو یاد

وہ بیاں کرتا ہوں میں تم سے کرتا ہوں شکر — ہم کرامت ہم شجاعت اور رشوں کا گذار

یہ حقیقت تم سنو ابن رسول اللہ کی — کیا کرامت ہے ہوئی بعد شہادت شاہ کی

آخری مقطع کا شعر مولانا تسلی مرحوم کی دلی عقیدت اور سرکار حسین رضؓ سے سچی ارادت کا اظہار کرتا ہے ؎

اے تسلی کیوں نہیں دل کو ترے آرام و چین
تیرا حامی حشر میں ہوگا وہ شاہ مشرقین

سبحان اللہ! وبارک اللہ انا آمنا وصدقنا یقیناً! مجھ ننگ اسلاف کی جانب سے عقیدتمندانِ سرکارِ حسینی کے لیے یہی کچھ "برگ سبز است تحفۂ درویش" نذرِ حقیر سمجھئے۔

ع۔ چہ کند بے نوا ہمیں دارد ..... دُعا کا محتاج (فقیر حقیر بشیر مجتبیٰ القادری علی عفی عنہ)

مولوی تسلی صاحب کا واقعہ!

"مضامین فراق" میں لکھا ہے کہ مولوی تسلی صاحب مرحوم غدر ۱۸۵۷ء سے پہلے ایک بزرگ دہلی میں گذرے ہیں۔ قوم کے سید تھے۔ چشتیہ نظامیہ طریقہ اچھی طرح حاصل کیا تھا۔ دوسرا کمال اُن کا شاعری تھا حمد و نعت اور منقبت کہتے تھے اور ایسی خوب کہتے تھے جسے سن کر جاہل اور قابل عورت اور مرد بڑے اور بچے وجد کرتے تھے اور یہ قبولیت صرف شاہجہان آباد اور اس کی فصیل کے اندر نہ تھی، بلکہ تمام ہندوستان میں پھیل گئی تھی ہرنی کا معجزہ اور بہت سی مناجاتیں جو بمبئی اور کلکتہ میں فقیر سڑکوں پر اور دوکان دوکان پڑھتے پھرتے ہیں اس کا مقطع بتا دیتا ہے اور تسلی تخلص جتا دیتا ہے کہ یہ مولانا تسلی صاحب دہلوی کا تبرک ہے۔ ان کے عہد میں قلعہ آباد تھا

ا؎ درمنثور میں علامہ جلال الدین سیوطی علیہ الرحمۃ ابن عباس کی روایت لکھتے ہیں کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ آدمؑ نے مجھے اور علیؓ فاطمہؓ حسن وحسین رضی اللہ عنہم کو وسیلہ کرکے بخشش چاہی اور اللہ نے آدم کی دعا قبول فرمائی ۱۲ منہ

حضرت ابوظفر بہادر شاہ بادشاہ دہلی حمد و نعت میں خوب شعر کہتے تھے۔ شیخ ابراہیم ذوق۔ حکیم مومن خاں صاحب مومن مرزا اسداللہ خاں غالب شاعری کے استاد موجود تھے۔ دہلی اہل ہنر سے بھری پڑی کنڈرے کی طرح پڑی چھلک رہی تھی۔ مگر جب ان کی تصنیف کسی میلاد کی محفل یا محرم کی مجلس میں یا کہیں آپ کا کلام پڑھا جاتا تھا تو یہ حضرات محو ہو جاتے تھے اور اشارے سے کہتے تھے کہ خدا کے لیے چپ ہو جائیے اور مولانا کی نظم سن لینے دیجئے۔ ایک بار کسی مجلس عزا میں مرثیہ خواں اور حدیث خواں لوگوں نے امام حسین علیہ السلام کی شہادت خوب بیان کی سننے والوں کو رقت بھی ہوئی واہ واہ بھی بہت ہوئی۔ مجلس کے خاتمہ پر ایک لڑکے نے جس کی عمر بارہ برس کی تھی۔ صف میں سے منہ نکال کر تسلی صاحب کا یہ شعر پڑھا۔

؎

اب یہاں کہتا ہے جوش دل کہ لکھ ذکر حسینؓ
کربلا میں کیونکر آیا فاطمہؓ کا نور عین

شعر سنتے ہی محفل میں قیامت برپا ہو گئی ٹیس سی مچ گئی۔ حاضرین چیخ اٹھے پھر مولانا مناجاتیں کسی کو یاد بھی نہ کروانے تھے اور اپنی نام و نمود بھی نہیں چاہتے تھے۔ بلکہ نوجوان اور لڑکے جن کے گلے میں ذرا سا کھٹکا ہوتا تھا۔ بے بلائے مولانا کی خدمت میں آتے تھے۔ اور آپ کا کلام سر اور آنکھوں پر رکھ لے جاتے تھے اور یاد کر کے لوگوں کو سناتے تھے۔ اور اپنے پڑھنے کی داد پاتے تھے۔ مولوی تسلی صاحب میری (فراق دہلوی کہتے ہیں) خوش دامن صاحبہ کے بڑے چچا تھے اور وہ انہیں بڑے ابا کہا کرتی تھیں مزماتی تھیں بڑے ابا نے بیاہ نہیں کیا ساری عمر اکیلے بن میں کاٹی کپڑا سفید پہنتے تھے۔ مگر ایک کالی کملی ضرور بغل میں رکھتے تھے ساون کی اندھیری جھکی ہوئی تھی۔ ہاتھ کو ہاتھ دکھائی نہ دیتا تھا۔ مینہ پڑتا ہوتا تھا۔ بجلی چمکتی۔ بادل گرجتا ہوتا گھر میں بیٹھنے والوں کے دل کانپتے ہوتے تھے۔ اور یہ ایکا ایکی اپنے پلنگ پر سے اٹھتے اور کہتے گھر والو" دروازے کی کنڈی اندر سے لگا ئیو میں "قطب صاحب رحمتہ اللہ علیہ" کو جاتا ہوں۔ گھر والے کہتے بھلا حضرت یہ کون وقت قطب صاحب جانے کا ہے! مینہ کہتا ہے آج برس کر پھر نہ برسوں گا۔ اندھیر اگھپ ہے۔ خواجہ صاحب کی درگاہ یہاں سے گیارہ میل ہے۔ سڑک پر پانی ہی پانی ہوگا۔ مگر یہ کس کی سنتے کملی سر پر ڈال یہ جا وہ جا

اور قطب صاحبؒ کے آستانے کو جا سلام کرتے "خواجہ صاحبؒ" اور "سلطان جی صاحبؒ" اور "روشن چراغ دہلی" کی درگاہ کے صاحبزادے ان کی خُو بُو سے خوب واقف ہو گئے تھے۔ انہیں ولی اللہ جانتے تھے۔ جب یہ بے وقت کسی درگاہ میں حاضر ہوتے تو وہاں کے صاحبزادے ہاتھوں ہاتھ لیتے اور انہیں آنکھوں پر بٹھاتے کھانا کھلاتے پانی پلاتے سردی میں پہنچتے تو انگیٹھی میں آگ لا کر اُن کے سامنے رکھتے۔ حضرت مولانا تسلی صاحب نے اپنی زندگانی انہیں ہیروں پھیروں میں اور "خواجگانِ چشت" پر قربان ہونے میں پوری کر دی۔

جنات کی بزم فاتحہ حسینی رضؓ

"ایک بار مولانا تسلی صاحب محرم کی عشرے کی رات کو شاہجہان آباد سے سرِ شام ہی "حضرت نظام الدین اولیاؒ" کی درگاہ کی طرف چل دیئے مگر اس سڑک سے نہیں جو دلی دروازے سے سلطان جیؒ کی طرف گئی ہے بلکہ بیٹا کے غیر معمولی رستے سے جو "شاہ عبدالعزیزؒ" صاحب کی مہندیوں سے کھنڈروں اور ویرانوں میں سے اونچی نیچی ہوتی ہوئی گئی ہے۔ یہ کبھی کھنڈروں کا ایسا حصہ تھا جس میں سے دن کے وقت گذرنا اکّے دُکّے کو ہلا دیتا تھا۔ اور اب کا کہنا ہی کیا ہے یہ ویرانی نئی دلی میں داخل ہو کر دولہن بن گئی ہے اور انجینرنگ کے صیغہ کی مشاطہ نے اسے بنا سنوار کر گلستانِ ارم کا نمونہ کر دیا ہے۔ الغرض مولانا تسلی صاحب چلتے چلتے اگرسین کی باؤلی تک پہنچ گئے یہ باؤلی غدر سے پہلے کر اب تک اس بات میں بدنام ہے کہ یہاں جن اور پریاں رہتی ہیں۔ اور شہر کے رہنے والے اور بہت لوگوں نے یہاں "جن اور پریوں" کے کرشمے دیکھے ہیں۔ وہ سینکڑوں اور ہزاروں ہیں مگر میں نے انہیں کان دھر کر نہیں سُنا اور اُن کا باور نہیں کیا۔ مگر مولانا

تسلی صاحب کے ارشاد کو تسلیم کرنا ضروری ہے کیونکہ ایسے باخدا لوگ جو کچھ کہتے ہیں بجا کہتے ہیں۔ مولوی تسلی صاحب اگر سین کی ہاؤلی کے پاس پہنچے تو اپنے تئیں چاندنی چوک میں پایا دوکانیں ہر قسم کی چیزوں سے اور سامانوں سے آراستہ تھیں آدمیوں کی ہجوم سے گہما گہمی چہل پہل ہو رہی تھی سقہ پانی پلا رہے تھے آواز لگا رہے تھے کہ ؎

پیا سو سبیل ہے حسین رضؓ کے نام کی

مولانا ہکا بکا چلے جاتے تھے جو دو چوبداروں نے آگے بڑھ کر مولانا کو سلام کیا اور ہاتھ باندھ کر کہا کہ حضور والا نے آپ کو یاد کیا ہے۔ اور فرمایا ہے کہ "امام حسین علیہ السلام کی فاتحہ دینے جائیے" مولوی صاحب نے کہا: کہاں؟ چوبداروں نے کہا دیکھیے یہ سامنے بادشاہی محل سرائے ہے۔ اس کے اندر تشریف لے چلیے۔ مولانا نے چوبداروں کے کہنے سے نظر اٹھائی تو واقعی ایک دروازہ دکھائی دیا جو شاہجہان کے لال قلعہ کے دروازے سے زیادہ اونچا اور عمدہ بنا ہوا تھا۔ مولانا نے چوبداروں سے کہا میں فقیر آدمی ... ہوں مجھے بادشاہوں کے ہاں آنے سے کیا سروکار مگر امام حسین علیہ السلام کے نام پر میں قربان ہوں جہاں لے چلو گے چلوں گا چوبدار خوش ہو گئے آگے ہو لئے اور مولانا کو محلسرائے میں لے پہنچے۔ ڈیوڑھی طے کر کے جب محلسرائے میں پہنچے تو محلسرائے کی تیاری دیکھ کر حیران ہو گئے صحن باغ۔ باغ کے چمن اور ان کی بہار دلفریب تھی۔ پھولوں کی خوشبو نے دماغ معطر کر دیا صحن چبوترے پر پہنچے تو دیکھا صدر دالان میں ہزار آدمی سے زیادہ چپ بیٹھے ہیں اور سب سیاہ پوش ہیں ایک شخص تاج پہنے بیچ دالان میں بیٹھا تھا۔ مولانا کو دیکھ کر وہ اٹھا اور لب فرش آ کر مولانا کے ہاتھ کو بوسہ دے کر آپ کو لے گیا اور اپنے برابر مسند پر بٹھایا اور نوکروں سے

کہا مٹھائی جلد حاضر کرو۔ اور نوکروں نے سینکڑوں سینیاں اور کشتیاں مٹھائی کی جن پر تودہ پوش پڑے تھے لاکر رکھ دیں۔ تاجدار نے کہا مولانا! "شہدائے کربلا اور آلِ مصطفےٰ کی فاتحہ اس شیرینی پر دے دیجئے"؟ اگرچہ فاتحہ درود ہم لوگ بھی پڑھتے ہیں۔ مگر میرے ہاں کا دستور ہے کہ آج شب کو جو نیاز ہوتی ہے اُس پر آپ جیسے بزرگ انسان سے ہی فاتحہ پڑھواتے ہیں۔ مولوی تسلی صاحب نے کہا! کیا مضائقہ یہ کہہ کر فاتحہ کو ہاتھ اٹھائے اور فاتحہ پڑھ کر اپنی کملی سنبھال کر اُٹھ کھڑے ہوئے اور بادشاہ بھی تعظیم کو کھڑا ہو گیا اور کہنے لگا مولانا! تبرک تو لیتے جایئے۔ مولانا نے کہا نہ اس تبرک کی ضرورت ہے نہ ہیں گھٹڑ تبرک کا اٹھا کر لے جا سکوں گا۔ بادشاہ نے کہا یہ لڑکا لے جائے گا۔ اور فوراً ہی ایک لڑکے نے جس کی عمر دس برس کی تھی وہ گھٹڑ بغل میں مارا اور مولانا کے آگے آگے چلنے لگا۔ چلتے چلتے جب مولانا حضرت کے آستانے کی سڑک پر پہنچے تو چونکہ شبِ شہادت تھی بستی کے تعزیئے گشت کے لیے اُٹھے تھے مشعلیں ساتھ تھیں تاشے بج رہے تھے۔ جو مولوی صاحب کے ساتھی لڑکے نے دو من کی گھٹڑی مولانا کے ہاتھ پر رکھ کر کہا۔ بس! مجھے یہیں تک حکم تھا اب میں آگے نہ جاؤں گا۔ اپنا تبرک سنبھالئے یہ کہہ کر لڑکا غائب ہو گیا۔ مولانا اس بوجھ کو کیا تھام سکتے تھے تعزیوں کے ساتھ صاحبزادوں کو دیکھ کر مولانا نے کہا دوڑو یا دوڑو! نہیں تبرک کی بے ادبی ہو گی۔ صاحبزادے لوگ مولوی تسلی صاحب کی آواز پہچان کر بھاگے۔ مولانا دو قدم پر تو تھے ہی جا پہنچے۔ کہا خیر ہے؟ مولانا صاحب نے فرمایا ہاں خیر ہے! آج جنوں کے پھندے میں جا پھنسے تھے یہ انہوں نے دیا ہے۔ درگاہ شریف کے صاحبزادے فرماتے تھے شیرینی بہت نفیس اور لطیف بنی ہوئی تھی۔ خدا مولانا کو جنّت

نصیب کرے۔ اب بھی آپ کی نظم میں یہ اثر ہے کہ جس محفل میں پڑھی جاتی ہے
سن کر مسرور ہوتے ہیں اور سناٹا چھا جاتا ہے۔ مولانا تسلی صاحب کا دیوان
قلمی شہر میں موجود ہے۔ (از مضامین فراق صفحہ ۵۵)

جنوں کے شہزادے طرغوفون کا بیان جنی زبان میں!

قارئین کرام کی تفنن طبع کے لیے جنوں کے بادشا ہزادے "شہزادہ طرغوفون" کا بیان جو خاص
ان کی مادری جنی زبان میں ہے۔ تواریخ آئینہ تصوف سے نقل کر کے زیب تذکرہ حبیبی رہ کرتا ہوں
جس کا مطالعہ دلچسپی اور نئی معلومات سے خالی نہ ہوگا اور جو غالباً پہلی مرتبہ آپ کے زیر نظر ہوا ہو گا
ملاحظہ کیجئے!

"دُوغرَ شَفَا بُقُجِشٌ اَبُوالجَقشَقَا غُجِشٌ قُرقُقی شِفِیّ عَنْ ضِغْ"
عُجَنْشٌ شَفرَاج غَرشِرّا اِعی یَقضُوَا شعقفوہ قیغُوزَا مَغْ۔
عن ضع غنغفر قَقفنتْ حُقَّا یَغَا قِتَغْ وغَشَاءِ لغَشَنْ
زغفشَا یَخُفُشَا غِجِشْ ۔

ترجمہ: حضرت آدم علیہ السلام کی دعا سے ابو اجان کی قوم جو ناری تھی اسلام
قبول کیا تو ہوائی ہو گئے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نور خاص کی
خدمت کے لیے۔ یہ بیان جنوں کے بادشاہ کے بیٹے طرغوفون کا ہے۔)
(از تواریخ آئینہ تصوف صفحہ ۳۱۲)

جنیہ کا نوحہ عربی میں!

حضرت امام عالی مقام حضرت والا حسین علیہ السلام کی شہادت کے بعد جنوں کی عورتوں نے جو
نعش مبارک پر درد سوز کے ساتھ نوحہ کیا ہے اُس کا مصرعہ ذیل میں درج کیا ہے جو عربی میں ہے

نِسَآءَ الْجِنِّ یَسْعِدْنَ نِسَاءَ الْهَاشِمِیَّاتِ — بنات المصطفیٰ احمد امام البریّات

ترجمہ: جنوں کی عورتیں نوحہ گری میں بنی ہاشم کی عورتوں کا ساتھ دیتی ہیں جو زنانِ برگزیدہ احمدِ مختار و سیدِ ابرار ہیں

(از سانحۂ کربلا صفحہ ۳۱۳)

اے عزیز! دوسرا باب "تذکرۂ حسینی" بھی بفضلہ تعالیٰ معتبر و مستند دلائل و براہین کے ساتھ ختم ہوا اس سے زیادہ کی گنجائش اس کتاب میں نہیں اور نہ ہی مزید تفصیل سے بیان کرنے کی ضرورت ہے سچے عاشق ایماندار بندوں کے لیے یہی کچھ کافی ہے۔ اللہ تعالیٰ بتصدیق سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عشق و محبت اہل بیت رسولؐ سے ہمارے دلوں کو مثل صحابۂ عظام معمور فرمائے اور مدحت و ثنائے اہل بیت پاک سے ہماری زبانیں ہمیشہ تر رہیں ؎

ذکرِ حبیب کم نہیں وصلِ حبیب سے

اور بقول شاعرِ مشرق علامہ سیماب اکبر آبادی مدظلہ ؎

یاد اُن کی سبب حیات کا بنتی ہے — اس یاد سے قوموں کی فضا بنتی ہے
ہر سال مناتا ہے جہاں یومِ حسینؓ — دُنیا ہر سال کربلا بنتی ہے

عشق و محبّت کی تیسری علامت

تیسرا باب (۳)

گریۂ اظہارِ ہمدردی

خاندانِ رسولؐ و جگر گوشۂ بتول!

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

بیادِ حسینؓ علیؓ گریہ کن ... کزیں گریہ پیدا شود آبروئے
ہر آں نامہ کز خطا شد سیاہ ... بدیں گریہ کردن تواں شست روئے

ارشادِ حسینؓ

رَبِّ شَفِّعْنِیْ فِیْمَنْ بَکٰی عَلٰی مُصِیْبَتِیْ ۔ (از عناصر الشہادتین)

ترجمہ: خداوندا جو کوئی میری مصیبت پر روئے تو میری شفاعت اس کے حق میں قبول فرما۔

اے عزیزو! عشق و محبت اور دردِ انسانیت کے مدِ نظر گریہ و اظہار ہمدردی خاندانِ رسول وجگر گوشۂ بتول رض کا فتویٰ اپنے دل سے پوچھنا ضروری ہے۔ درد و سوز سے بھرا ہوا ایک انسان کا دل پاس وفاداری و ہمدردی سے اس قابل ہوتا ہے کہ وہ اپنے ہم جنس محبوب کی ہر خوشی اور غم کو اپنا غم اور اپنی خوشی سمجھے رنج و راحت میں اس کا شریکِ کار رہے۔ حضرت شیخ سعدی شیرازی علیہ الرحمتہ کا نظریۂ ہمدردی تمام بنی نوع انسان کے لیے "دگر عضو ہا را نماند قرار" کا ہے آپ فرماتے ہیں کہ ؎

بنی آدم اعضائے یک دیگرند | کہ در آفرینش ز یک جوہرند
چو عضوے بدرد آورد روزگار | دگر عضو ہا را نماند قرار

علاوہ ازیں ہر فرد و بشر کا اپنے اعضائے جسمانی اور تکالیفِ نفسانی کے درد و صعوبات کو محسوس کرتے ہوئے گریۂ و بکا کرنا تو آپ روزہی ہر جگہ ملاحظہ کرتے ہوں گے۔ سفر اور حضر میں اپنے اور بیگانوں کے بے شمار ایسے واقعات کا رونا اپنے کانوں سے سنتے ہوں گے۔ اور ہر انسان عہدِ طفلی میں فطرتی طور پر اپنے رنج و راحت کا اظہار گریہ و بکا۔ ہنسی اور تبسّم کے ذریعوں سے ہی کرتا ہے۔ لڑکپن میں شاہ گدا غلام و آقا وغیرہ سبھی ریں ریں اور ٹیں ٹیں کرتے آئے ہیں حتیٰ کہ صغرسنی میں والدین کے لیے بچّے کے دُکھ سُکھ کی شناخت کا ذریعہ ہی اس کے رونے اور ہنسنے پر موقوف تھا۔ مذہبی کتابوں میں لکھا ہے کہ معصوم بچوں کے رونے سے والدین کو کبیدہ خاطر نہ ہونا چاہئے۔ بچّہ جب تین ماہ کے سن میں روتا ہے تو وہ خدا کی تسبیح و تہلیل کرتا ہے۔ چھ ماہ کے سن میں اُس کا گریہ والدین کی بخشش و مغفرت کے لیے ہوتا ہے۔

انبیاؤں کا گریہ!

تو یہ رونا اور ہنسنا قدرتی زاویۂ نظر سے اپنے اندر ایک عجائب کیفیات رکھتا ہے کتب و سیر سے پتہ چلتا ہے کہ ابوالبشر آدم علیہ السلام نے محض اپنی خطا کی پاداش میں تین سو سال تک گریہ و زاری

کیا یعقوب علیہ السلام نے حضرت یوسف علیہ السلام کے فراق میں رو رو کر اپنی بینائی تک کھو دی داؤد علیہ السلام نے ایک مجاہد شہید کی بیوی عجیب طرح سے اپنی مناکحت میں لانے پر انتہاءِ عتاب الٰہی سے اس قدر روئے کہ زیر سجادہ سبز گھاس اُگ آئی۔ نوح علیہ السلام کسی مکروہ مردہ جانور پر نظرِ کراہیت کرنے کے باعث عتاب باری تعالیٰ سے متنبہ کئے گئے جس کی پاداش میں آپ اس قدر پھوٹ پھوٹ کر روئے اور اتنا نوحہ کیا کہ آپ کا نام ہی "نوح" پڑ گیا (۱۲منہ منقول از نزہۃ المجالس ربانیؒ)

حضرت یحییٰ علیہ السلام کی گریہ وزاری اس قدر حد سے تجاوز کر جاتی تھی کہ آپ کے رخساروں کا گوشت آنسوؤں کے زیادہ بہنے کی وجہ سے گل جاتا تھا اور دانتوں کے جبڑے نظر آتے تھے جس پر آپ کی والدہ ماجدہ بارہا نمدے کا ٹکڑا پیوست کیا کرتی تھیں یہ سب حضرات خداوند تعالیٰ کے برگزیدہ پیغامبر تھے۔

صبر و شکر کا رونا

رونے کے بھی کئی اقسام ہیں کسی ماں کا اکلوتا بیٹا دفعتاً گم ہو جائے تو اس کے فراق میں کمال استقلال سے صرف آنسو بہا کر رونا گریۂ صبر ہے اور مدت دراز کے بعد دفعتاً اس کا ماں کی آنکھوں کے سامنے آ جانا اور ماں کا اس کو سینہ سے لگا کر رونا گریۂ شکر ہے۔ گویا پہلے رونا رنج کا تھا اور بعد ازاں راحت کا رونا ہے۔ عزیزو! کیا آپ نے اس قسم کا واقعہ اپنی آنکھوں سے نہیں دیکھا ہے؟ ضرور دیکھا اور کئی بار دیکھا ہوگا۔ کیمیائے سعادت میں امام غزالیؒ لکھتے ہیں کہ ایک پیغمبر علیہ السلام کا ایک پتھر کی طرف گذر ہوا تو اس میں سے بہت پانی بہتا ہوا دیکھ کر پیغمبر صاحب کو تعجب ہوا حق تعالیٰ نے پتھر کو اپنی قدرت کاملہ سے گویا کیا تو وہ کہنے لگا کہ جب سے میں نے یہ خبر سنی ہے وَقُوْدُهَا النَّاسُ وَالْحِجَارَةُ یعنی آدمی اور پتھر دوزخ کا ایندھن ہوں گے تب سے میں اسی طرح رو رہا ہوں۔ پیغمبر صاحب نے اس کے لیے دُعا کی کہ یا اللہ اس کو بے خوف کر دے دُعا قبول ہو گئی۔ بعد ازاں پھر جو اس طرف گذرے تو اس پتھر کو اسی طرح سے پانی بہاتا ہوا پایا پوچھا

اب کیوں روتا ہے؟ اُس نے کہا کہ وہ خوف کا رونا تھا۔ یہ شکر کا رونا ہے۔ حضرت امام غزالیؒ یہ روایت فرمانے کے بعد فرماتے ہیں کہ انسان کے دل کی مثال بھی یہی ہے کیونکہ وہ پتھر سے بھی زیادہ سخت ہے اس میں کیا شک ہے جو لوگ خاندانِ رسول وجگر گوشۂ بتول کی مصیبت پر روتے نہیں ان کا دل واقعی جوہر سلک کی آمیزش سے بالکل پتھر بنا ہوا ہے۔ ۱۲ منہ علی القادری)

انسان کو چاہئے کہ روتا رہے کبھی تو رنج کے مارے کبھی خوشی کے سبب سے تاکہ اُس کا دل نرم ہو جائے۔ (از کیمیائے سعادت صفحہ ۴۷۵) تو مسلمانوں کا رونا بھی جو خاندانِ رسول وجگر گوشۂ بتولؓ کے ذکر کے وقت ہوتا ہے اُس کی بھی یہی مثال سمجھنا چاہئے ان کے مصائب میں شریکِ غم ہو کر صبر کا رونا اور اُن کے مرتبہ شہادتِ علیہ کے مدِ نظر تمنائے شہادت میں شریکِ نعم ہو کر شکر کا رونا غرض کہ دونوں طرح رونا اچھا اور بہترین عمل ہے۔

سرورِ عالم کا اپنے فرزند ابراہیم کی وفات پر رونا

امام غزالیؒ کیمیائے سعادت میں لکھتے ہیں کہ جب فرزندِ ارجمند ابراہیمؑ (رسول اللہ کے فرزند کا نام) نے انتقال فرمایا تو آپ رونے لگے صحابہؓ نے عرض کیا کہ آپ نے تو رونے کو منع فرمایا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ نہیں یہ رونا تو رحمت ہے جو رحیم ہوتا ہے اُسی پر حق تعالیٰ رحمت فرماتا ہے (کیمیائے سعادت صفحہ ۴۶۳)

عزیزو! دنیا میں بھی والدین اپنے فرزند کی وفات پر روتے ہیں یا نہیں؟ کس سے پوچھیں؟ ہاں والدین کے دلوں سے! شقی القلب سے نہیں... افسوس صد افسوس دیکھئے؛ سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے دردِ انسانیت کا تو یہ حال تھا بقول امیر مینائی مرحوم ؎

خنجر چلے کسی پہ تڑپتے ہیں ہم امیر
سارے جہاں کا درد ہمارے جگر میں ہے

جہاں کسی بچے یا بوڑھے کے دردِ مصیبت سے کراہنے کی آواز سنی تو فوراً اس کے دردِ غم میں شریک

ہو کر قولاً فعلاً ہمدردی و روا داری تسلی و تشفی کا برتاؤ فرماتے تھے جب تو خداوند تعالیٰ نے رحمۃ اللعالمین کے خطاب سے سرفراز فرمایا۔ مگر آہ! آج اُن کے مقدس خاندان کی عظیم الشان قربانیوں اور بے پناہ مصائب و آلام کا درد و احساس رکھتے ہوئے ان کی یاد و غم میں بہرصورت آنسو بہاتے کی چنداں اہمیت نہیں سمجھی جاتی۔ ہاں پیاسے کو یہ کہنے کی ضرورت ہی نہیں کہ تم سیر ہو کر یا دو چار گھونٹ پانی پیو۔ اُس کی تشنگی خود بخود "سراب" کو بھی بہتا ہوا پانی تصور کر کے اُسے اس طرف چلنے کے لیے مجبور کر دے گی خواہ وہاں ایک قطرہ بھی نصیب نہ ہو۔ درد انسانیت کا احساس، عشق و محبت کا تقاضہ، عمل ترک، علم کے احساس سے بھی بے خبر کر رہا ہے ہماری اس قدر سنگدلی! کاش کہ ہم انسان نہ ہوتے تو نام نہاد بدنام کنندۂ مومن و مسلمان نہ ہوتے۔ مقام غور ہے کہ فرشتگان ملاءِ اعلیٰ جن کے متعلق سنا جاتا ہے کہ وہ درد کی دولت سے محروم ہیں۔ ؎

تدسیاں راعشق ہست و درد نیست

وہ بھی خاندانِ رسولؐ و جگر گوشۂ بتولؓ کے مصائب و آلام کی یاد و غم میں شب و روز گریہ و بکا میں مصروف ہیں۔ مگر انسان اشرف الخلق کو اتنا احساس بھی نہیں۔ واللہ کہ ؎

دردِ دل کے واسطے پیدا کیا انسان کو
ورنہ طاعت کے لیے کچھ کم نہ تھے کرّوبیاں

ہماری فلسفیانہ ذہنیت!

تھوڑی دیر کے لیے یہ سوچیے کہ اگر خدانخواستہ مسلمان خاندانِ رسولؐ و جگر گوشۂ بتولؓ کی سیرت طیبہ کے درد آگین واقعات کو سن کر بغیر عمل کے صرف آنسو بہا کر گریہ و بُکا کرتا ہے تو اُس کا یہ فعل بھی مذموم تو نہیں۔ اس فعل میں وہ سُنت نبوی اور صحابہ کبار کی تقلید کر رہا ہے۔ جس کا ثواب اُسے بہرحال ضرور ملے گا۔ اس نے مولا حسین کے جد بزرگوار کی پیروی صرف گریۂ و بکا میں کی تو اُس کو مولا حسین کی شفاعت سے محروم نہ رہنے کا مژدہ مل گیا اگر وہ گریۂ و بُکا کے ساتھ ہی اُن کے اخلاق و کردار

کی پیروی اور تقلید کرے گا تو خود ہی دوسروں کی شفاعت کا بفضلہ الرحمٰن و بتصدق عشق و محبت خاندانِ رسولؐ کا اہل ہو جائے گا جس طرح شہداء و صالحین ہو گئے۔ مگر اس کا رونا مذہباً حرام اور تقلیداً ناجائز تو نہیں ہو سکتا۔ ہماری موجودہ علمی و عملی ترقی اور فلسفیانہ ذہنیت کے عروج کی تو یہ حالت ہے۔ کہ ملّتِ اسلامیہ کے بچّوں بچیّوں مردوں عورتوں بوڑھوں اور جوانوں کے جسمانی و نفسانی احساسات کو ابھارنے کے لیے کئی ایک طریقوں سے جن میں سے ایک "ہنسنے" کی ضرورت کو اتنی اہمیت دی کہ اکثر رسائل و جرائد کے صفحات ہنسی اور قہقہوں کے مَن گھڑت لطیفوں سے مزیّن کئے گئے مگر آہ! گلشن ملّت اسلامیہ کے ان نو خیز کلیوں اور خزاں دیدہ مثمر الثمرات ٹہنیوں کو تناور کرنے کے لیے شہیدِ اعظم اور اہلِ بیت رسولؐ کی جلیل القدر قربانیوں کے درسِ انسانیت آموز حالات و رقت انگیز واقعات کو گوش از جان سن کر جس سے خود بخود ہی آنکھوں سے آنسو بہنے لگتے ہیں اور یزید پلید کے کشتِ انسانیت سوز مظالم و بہیمانہ حرکات کے عبرت خیز نتائج سے روشناس کرنے کی ضرورت کو طرح طرح کے اعتراضات و تبلیغ بدعات کر کے نظر انداز کرنے کی کوشش کی جاتی ہے۔ مگر عزیزو!

خوب سمجھ لیجئے!

یہ خوب سمجھ لیجئے کہ خدا کے مقدّس حبیب کے نواسے تین دن کے بھوکے پیاسے کی مقدّس تکمیلِ شہادتِ عبدیت جو صرف مسلمانوں ہی کے لیے نہیں بلکہ اقوامِ عالم کو آزادی و حرّیت اور درسِ عبودیت سے صحیح معنوں میں روشناس کروانے کے لیے سرزمین کربلا میں واقع ہوئی تا قیامِ قیامت اس کی شہرت خداوند تعالیٰ خود قدرتی عجائب و غرائب ذرائع سے کرواتا رہے گا محبت و دردِ عشق والے انسان اس مقدس شہادت عظمٰی کے رقت انگیز حالات کو سُن کر صبر و تحمل کے ساتھ جزع و فزع کی آتش کو اپنی آنکھوں کے بہتے ہوئے آنسوؤں سے فرو کر کے مقصودِ دلی حصول کرتے رہیں گے اور دردِ عشق سے ناآشنائے مطلق انسان اپنی اس حرمان نصیبی پر بھی آنسو نہ بہائیں گے۔

سہ ہرگز نہ میرد آنکہ دلش زندہ شد بعشق ثبت است بر جریدۂ عالم دوامِ ما (حافظ شیرازی)

آنسو کی حقیقت

عزیزو! یاد رکھیے! مصورِ فطرت کا قول ہے کہ آنسو دل سے اُٹھتے اور آنکھوں میں جمع ہوتے ہیں۔ آپ آنکھوں سے آنسو پونچھ سکتے ہیں مگر دل کی چشمانِ پُرنم کو صاف نہیں کر سکتے۔ یہ ننھی ننھی بوندیں "روح" کا جوہر ہیں۔ اگر آہِ سرد ایک فرشتے کی تلوار ہے تو آنسو اُس کی کاٹ ہیں آنسو مثلِ خاموش مقرر کے ہیں وہ الفاظ کا سا بوجھ رکھتے ہیں جہاں آنسو بے تاثیر ہوں وہاں کوئی چیز اثر نہیں کر سکتی۔ بارگاہِ صمدیت میں شکستہ دلی چشم پُرنم کی صرف خاموشی دریائے رحمت کو جوش میں لا سکتی ہے۔ جب تک سوزِ قلب اور اضطرابِ روح کی تڑپ اور بے چینی نہ ہو اُس وقت تک "جوہرِ روح" کا آبگینۂ چشم میں نمایاں ہونا ناممکن ہے۔ سہ

تو بچا بچا کے نہ رکھ اسے ترا آئینہ ہے وہ آئینہ
جو شکستہ ہو تو عزیز تر ہے نگاہِ آئینہ ساز میں
(اقبالؒ)

سرورِ عالم کے آنسو!

کتب احادیث وسیر میں لکھا ہے کہ سرورِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم ساری عمر اس امت عاصی کے غم میں مغفرت کے لیے پہاڑوں اور گورستانوں میں سربسجود ہو کر اپنی مقدس روحانیت کے جواہر دانکس کو بارگاہِ صمدیت میں بہ پاسِ خاطر اُمت ہدیۃً پیش فرما کر دُعا مانگتے تھے۔ یہاں تک کہ بوقت نزع بھی اس امت عاصی کے گناہوں کے مصائب کو یاد کر کے روتے اور گریہ وزاری فرما کر اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لِاُمَّتِی کے الفاظ اپنی زبان مبارک پر لا کر اس اُمت عاصی کے لیے بخشش کی دعا مانگتے تھے۔ مگر آج اُمتِ عاصی کی سنگدل طبیعتوں کی نظر میں محسنِ اعظم کے لختِ جگر اور اہل بیت رسولؐ کے سخت ترین مصائب و آلام (جو احیائے دین اور اُمتِ عاصی کے لیے برداشت کیئے گئے) کی یاد

ہمارے اپنے نفسانی تکالیف و صعوبات اور مصائب کے احساسات سے کم تر درجہ حاصل کی ہوئی ہے افسوس! ؎

حسینؓ کے غم میں جو نہ رویا یارو! عمر اپنی وہ مفت میں کھویا یارو
جو غم میں حسین کے نہ شب بھر جاگا ۔ وہ قبر میں چین سے نہ سویا یارو

حسینؓ کے غم میں رسولِ خدا کا رونا

حضرت مولانا شاہ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمتہ اپنی تصنیف "جذب القلوب الی دیار المحبوب" میں غم حسین میں رسولِ خدا کی گریہ وزاری کے متعلق حسب ذیل روایت تحریر فرماتے ہیں۔

"کہ حضرت امیر المومنین علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک روز آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام ہمارے گھر تشریف لائے۔ ہم نے آپ کے واسطے کھانا تیار کیا اور اُمّ ایمن نے ہمارے واسطے جو تھوڑا سا دودھ بھیجا تھا وہ بھی حاضر تھا۔ آپ نے طعام نوش فرمایا اور دودھ پیا۔ میں نے آپ کے دست مبارک کو چہرے مبارک اور محاسن شریفہ پر پھیرا اور دُعا کی اس کے بعد سجدے میں چلے گئے اور رونا شروع کیا ہم لوگ ہیبت سے کچھ دریافت نہ کر سکے اتنے میں حسین علیہ السلام آپ کی پشت پر گر کر رونے لگے آپ ان کا رونا ملاحظہ فرما کر اپنا رونا بھول گئے اور ان کی طرف متوجہ ہو کر فرمانے لگے "بِاَبِیْ اَنْتَ وَاُمِّیْ یَاحُسَیْن"، تو کیوں روتا ہے اے حسینؓ؟ حسین علیہ السلام نے کہا کہ بابا جان ہم نے ایسا روتے آپ کو کبھی نہیں دیکھا آج آپ ایسا کیوں روتے ہو؟

حضور علیہ السلام نے فرمایا ... !اے فرزند من آج تمہارے جمال

مسرت ماں کو دیکھ کر ایسا مسرور ہوا تھا کہ کبھی نہیں ہوا۔ اتنے میں جبرئیل نے اللہ تعالیٰ کی طرف سے مجھے یہ خبر پہنچائی کہ میری اُمت تم کو غربت اور کربت کی حالت میں شہید کرے گی۔ یہ خبر سن کر میں نے دُعا کی کہ الٰہی دنیا میں یہ رنج و مصیبت اُن پر ہے تو بارے آخرت ان پر بخیر کرنا۔

(از جذب القلوب الی دیار المحبوب صفحہ ۹۹)

۵
گریہ و نالاں ہیں سجدے میں حبیبؐ کبریا — اُن کے گریہ غم سے اُمت آج کیوں محروم ہے
رو دیگا وہ ان کے غم میں مثلِ احمدؐ مجتبےٰ — جس کے حق میں خلد کا محضر کیا مرقوم ہے

حسینؓ کے غم میں صحابۂ کرام کا گریہ!

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم خاندانِ رسولؐ و جگر گوشۂ بتولؓ کے عشق و محبت میں ایسے فنا تھے کہ جب ان کی موہنی صورتیں دیکھتے تو فرطِ محبت سے ان کی آنکھوں سے آنسو رواں ہو جاتے تھے۔ یہ کیا تھا؟ . . . . یہ سب آقائے نامدار سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مقدس تعلیم اور صحبتِ فیض اثر و معیتِ حجی کا نتیجہ تھا۔ حضرت والدِ ماجد قبلہ مدظلہم الاقدس نے حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کی شانِ والا شان میں ایک رسالہ "مجموعہ فسانہ قوم" بعنوان "اسلافِ عظام" ۱۹۲۳ء میں منظوم تحریر فرمایا تھا جو مطبع محمدی تیغ بہادر بہ اہتمام جناب نور احمد مالک صاحب چھپ کر ہاتھوں ہاتھ فروخت ہو چکا ہے۔ اس رسالہ سے مرقع حضرات صحابۂ کرام کے چند اشعار ذیل میں درج کرتا ہوں ملاحظہ کیجئے!

"اُسلافِ عظام"

صحابہ کا یہ حال تھا دوستو — کہ راحم بھی تھے اور عادل بھی ::
عدالت پہ آتے جو وہ نیک خو — تو جلاد تھے اپنے نفسوں پہ وہ

جو بروجہ حق رحم کرتے کبھی — تو تھے چھوڑ دیتے وہ دشمن کو بھی
غرض صحبتِ مصطفےٰ نے کیا — گروہِ صحابہؓ کو کندن سا تھا
جو اللہ والوں کا ہے مرتبہ — ہر اک فرد تھا اُس کو پہنچا ہوا
ولایت سے خالی نہ تھا کوئی بھی — تھا اک اک صحابی خدا کا ولی
کرامت کو پہنچا ہوا تھا ہر اک — شجاعت میں مردِ خدا تھا ہر اک
یہ فرماتے تھے سیّدا لا نبیا — صحابہ ہیں میرے نجوم الھدیٰ
مجھے دل سے پیارے ہیں اصحاب سب — ہدایت کے تارے ہیں اصحاب سب
نہ تھا اُن کے کاموں میں کچھ شائبہ — کسی خواہش نفس کا اک ذرہ
وہ جس حال پر اور جس راہ تھے — مع اللہ للّٰہ فی اللہ تھے
مروّت اخوّت کی تفسیر تھے — سراپا وہ پُرنور تنویر تھے
یہ ہم کو بھی لازم ہے اے مؤمنین — کہ نقشِ قدم پر انہیں کے چلیں
انہیں کا سا اخلاق پیدا کریں — انہیں کا سا اخلاص پیدا کریں

کریں اُن کی ہر کام میں پیروی
کہ حاصل ہو ہم کو ہر اک بہتری

لہٰذا صحابہ کرام کے اخلاص و اخلاق اور عشق و محبت کی ذراسی جھلک ذیل کے مضمون میں بھی ملاحظہ کیجئے۔ حضرت علامہ عبدالرحمٰن صفوری شافعی قدس سرہٗ اپنی تصنیف "نزہتہ المجالس" میں لکھتے ہیں۔

"کہ حضرت ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ صحابی رسولؐ فرماتے ہیں جس وقت میری نظریں حسنینؓ پر پڑیں فوراً میری آنکھیں آنسو بہانے لگیں اور اُس کی وجہ یہ ہے کہ ایک دن حضرات حسنینؓ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی گودی میں بیٹھے آپ کی داڑھی مبارک کو الٹ پلٹ کر رہے تھے اور حضرت تھے کہ

اپنا منہ مبارک حسینؑ کے منہ میں دے کر فرما رہے تھے کہ الٰہی میں اسے دوست رکھتا ہوں تو تُو اسے دوست رکھ اور اس کے دوستدار کو دوست رکھ تین مرتبہ آپ نے یہی فرمایا۔ (از نزہتہ المجالس صفحہ ۱۹۳)

غمِ حسینؑ میں زمین و آسمان کا رونا!

اس کے علاوہ حضرت مولانا مفتی عنایت احمد صاحب کاکوری رحمتہ اللہ علیہ اپنی تصنیف "الکلام المبین" میں شہادت حسینی رضؓ پر زمین و آسمان کی گریہ وزاری کے متعلق مولا علی کرم اللہ تعالیٰ کی روایت معتبر طریق پر حسب ذیل عبارات میں سپردِ قلم فرماتے ہیں۔

"ذکر اخبارِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم واقعہ کربلا و شہادت امام حسینؑ بطریق صحیحہ معتبرہ وارد ہے۔ حتیٰ کہ جناب شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی علیہ الرحمتہ نے "رسالہ سر الشہادتین" میں اس کی خبر کو مشہور و متواتر لکھا ہے اور بتفصیل تمام جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی خبر دی تھی اور حضرت علیؑ و دیگر "صحابہؓ اور اہل بیتؓ" کو یہ خبر معلوم تھی چنانچہ ابونعیم نے یحییٰ حضرمی سے روایت کی ہے کہ میں سفر "صفین" میں جناب امیرالمومنین علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھا۔ جب حضرت قصبہ "نینوا" کے پاس (مقابل) پہنچے تو حضرت امام حسینؑ کو پکار کر آپ نے فرمایا! کہ صبر کرنا اے ابا عبداللہ کنارے فرات پر! میں نے پوچھا کہ یہ کیا ماجرا ہے؟ آپ نے فرمایا کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ جبرئیلؑ نے مجھے خبر دی ہے کہ حسینؑ کنارہ فرات پر قتل ہوں گے۔ اور مجھے ایک مٹھی وہاں کی مٹی دکھا دی ہے۔ اور اس کے علاوہ ابونعیم نے "اصبغ بن بنانہ" سے روایت کی ہے کہ حضرت علیؓ نے موضع قبر امام حسینؑ پر پہنچ کر فرمایا کہ یہاں اُن کے

اونٹ بیٹھے ہوں گے۔ اور یہاں اُن کے اسباب کی جگہ ہوگی اور یہاں اُن کے خون بہنے کا مکان ہوگا۔ ایک جماعت آلِ محمد کی اس میدان میں ماری جائے گی۔ اور اُن پر زمین و آسمان روئے گا۔

(از کلام المبین صفحہ ۲۲)

ابراہیم علیہ السّلام کی گریہ وزاری!

مندرجہ ذیل معتبر روایت کا نصف حصّہ اوّل اسی کتاب کے باب اول میں بیان کر دیا ہے بقیہ نصف حصّہ جس میں شہادت حسینی پر ابراہیم علیہ السلام کی گریہ وزاری کا ثبوت ملتا ہے حسب ذیل ہے۔

" پھر حق تعالیٰ نے وحی بھیجی اجب حضرت ابراہیم علیہ السلام اپنی اور اپنے فرزندں کی محبت پر حضور نبی کریم اور اُن کے فرزندوں کی محبت کو ترجیح دے چکے) کہ اے خلیل ایک فرزند کو فرزندانِ بزرگوار سے اُن کے (یعنی نبی کریم کے) بڑے جور و ایذا اور نہایت ظلم و جفا سے غریب و تنہا بھوکا پیاسا دشتِ کربلا میں شربتِ شہادت کا پلائیں گے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام شمہ اس واقعہ جانکاہ کا اور حادثہ ہوش رُبا کا سن کر کے حالتِ رقت میں آئے اور قطرات حسراتِ اشک کے چشمانِ غم دیدہ سے بہائے تو خطاب آیا کہ اے ابراہیم ثواب رونے کا تمہارے امام حسینؑ پر اور جو تم اُن کی مصیبت کو یاد کر کے دل میں کڑھے برابر اس ثواب کے ہے کہ اپنے ہاتھ سے تم اپنے فرزندِ ارجمند اسماعیل کو میری راہ میں قربان کرتے۔ یارو مقامِ غور ہے۔ کہ مصیبت میں سید نا امام حسینؑ کے اشک ریزی کا کس قدر ثواب ہوتا ہے۔ اور کتنا فضلِ رب الارباب ہوتا ہے"!

(از عناصر الشہادتین)

مولا علیؓ کی گریہ وزاری!

حضرت خواجہ نظام الدین اولیا محبوب الٰہی دہلوی علیہ الرحمۃ ارشاد فرماتے ہیں کہ دسویں محرم ۶۵۵ھ کو حضرت بابا فرید الدین شکر گنج چشتی قدس سرہٗ کی قدم بوسی کا شرف حاصل ہوا۔ فضیلتِ عاشورہ کے بارے میں گفتگو شروع ہوئی (بعد ازاں) آپ نے ارشاد فرمایا۔

"ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ کرام کے ساتھ بیٹھے تھے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ یزید پلید کو کندھے پر سوار کر کے جا رہے تھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مسکرا کر فرمایا سبحان اللہ! دوزخی بہشتی کے کندھے پر سوار ہے یہ بات امیر المؤمنین حضرت علی رضی اللہ عنہ نے سنی تو پوچھا کہ یا رسول اللہ! (صلی اللہ علیہ وسلم) یہ تو معاویہؓ کا بیٹا ہے دوزخی کس طرح ہے؟ حضور علیہ السلام نے فرمایا اے علیؓ یہ یزید وہ بدبخت شخص ہے جو حسنؓ اور حسینؓ اور میری تمام آلؓ کو شہید کرے گا حضرت علیؓ نے یہ سن کر اٹھ کر میان سے تلوار نکالی تاکہ اُسے قتل کر دیں لیکن رسولِ خدا نے منع فرمایا کہ ایسا نہ کرو کیونکہ تقدیر الٰہی ایسی ہے (اس پر) "حضرت علیؓ رو دیئے"! (از راحت القلوب صفحہ ۱۰)

امام حسن علیہ السّلام کی گریہ وزاری

حضرت علامہ عبد الرحمٰن صفوری شافعی قدس سرہٗ اپنی تصنیف "نزہتہ المجالس" میں "کتاب فصول المہمہ" سے حضرت امام حسن علیہ السلام کا وہ خطبہ نقل فرماتے ہیں جو امام حسن علیہ السلام نے "حضرت علی کرم اللہ وجہہ" کی شہادت کے بعد برسرِ منبر مسجد میں جمعتہ المبارک کے روز ارشاد فرمایا مندرجہ ذیل خطبہ سے دو باتیں ثابت ہوں گی ایک تو "ذکر شہادت بیان کرنا"، دوسرا "ذکر شہادت پر آپ کا اور

سب حاضرین کا جس میں صحابہؓ بھی موجود تھے۔ گریہ وزاری کرنا۔ ذیل کے خطبہ کا نصف حصّہ اوّل دوسرے باب میں لکھ آیا ہوں۔ بقیہ نصف ثانی ذیل میں درج ہے۔ ملاحظہ کیجئے!

"جب (حضرت امام حسن علیہ السلام) دورانِ خطبہ میں اس عبارت پر آئے۔ کہ جبرئیل اُس کے (مولا علی کے) دائیں اور میکائیل بائیں طرف سے حفاظت کیا کرتے تھے تو یہاں پہنچ کر آپ (فرطِ محبت پدری سے) اور تمام لوگ (فرطِ محبت عشق ومحبت سے) زار وقطار رونے لگے پھر آپ نے فرمایا۔ لوگو! میں بشیر ونذیر کا بیٹا ہوں۔ میں روشن چراغ کا فرزند ہوں۔ میں اس شخص کا فرزند ہوں جو خدا کے حکم سے مخلوق کو برحق راہ کی طرف بلاتے تھے۔ میں اُن لوگوں کا بیٹا ہوں جن سے خدا نے گندگی دُور کر کے خوب ہی پاک اور ستھرا کر دیا۔ میں ان اہلِ بیت میں سے ہوں جن کی دوستی خدا تعالیٰ نے اپنی کتاب میں واجب ٹھہرادی ہے۔ چنانچہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے۔ "قُل لَّا اَسْئَلُکُمْ عَلَیْہِ اَجْرًا اِلَّا الْمَوَدَّۃَ فِی الْقُرْبٰی" یہ سن کر حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ جھٹ کھڑے ہوگئے اور فرمانے لگے لوگو! یہ تمہارے نبی کے صاحبزادے ہیں ان سے بیعت کرو اور ان کے حکم پر تسلیم کی گردنیں خم کر دو۔ (یہ سن کر) لوگ تمام اٹھ اٹھ کر آپ سے بیعت کرنے لگے۔ (از نزہتہ المجالس حصہ دوم صفحہ ۳۸۹)

امام زین العابدین کا گریہ!

رام پور کے مشہور بزرگ حضرت مولانا مخدوم[1] شاہ محمد حسن صاحب قبلہ چشتی صابری قدوسی علیہ الرحمتہ اپنی کشفی اور روحانی ضخیم تصنیف "تواریخ آئینہ تصوف" میں لکھتے ہیں کہ حضرت امام زین العابدین علیہ السلام

---

[1] حضرت مخدوم صاحب قبلہ علیہ الرحمتہ (مولانا شاہ عبد العزیز محدث دہلوی علیہ الرحمتہ کے ہم عصر اور "تفسیر فتح العزیز" کے مترجم بھی ہیں آپ کی یہ تصنیف اس وقت سندھ میں بالکل نایاب ہے ۱۲ منہ

اپنے مکتوب نطاب" صبر القیام میں تحریر فرماتے ہیں۔

"کہ تاریخ ۱۲ محرم بروز یک شنبہ بوقت بعد نماز فجر شامیانِ بے وفانے براہ کوفہ دمشق کو سرِ مبارک جناب امام علیہ السلام مع دیگر سر شہیدانِ کربلا اور مجھ کو و دیگر حرمِ محترم کو اسیر کر کے روانہ کیا۔ منزل بہ منزل دمشق کو پہنچے۔ ہر منزل پر طرح طرح کے خوارق جناب امام حسین علیہ السلام کے سرِ مبارک سے صادر ہوا کرتے تھے اور میرا کوئی وقت بھی "گریہ وزاری" سے خالی نہ تھا حضرت خضر علیہ السلام میرے ہمراہ تھے جب میں مدینہ شریف میں پہنچا تو والدِ ماجد قبلہ علیہ السلام کے سرِ اقدس کو دیکھ کر مدینے کا بچہ بچہ گریہ و بکا" میں مشغول تھا ازواج النبی صلعم میں سے صرف اُم المومنین حضرت اُم سلمہؓ باقی رہی تھیں، اُن کو سخت اضطراب ہوا۔ اوّل میں روضۂ مطہرہ حضرت رسولِ کریم علیہ التحیہ والتسلیم میں گیا۔ آستانہ بوس ہوا۔ بعدہٗ سرِ مبارک جنت البقیع میں دفن کیا۔ ایک روز روضۂ اقدس حضرت شہنشاہِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم پر حاضر تھا کہ والدِ ماجد (علیہ السلام) کی یاد میں بے اختیار روتا تھا۔ اسی حالت میں سو گیا خواب میں دیکھا کہ حضرت سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ کو آغوشِ مبارک میں لے کر ایک عرصے تک اپنے سینۂ مبارک سے مس فرمایا اور ارشاد فرمایا کہ ابن حسینؓ صبر کر! صبر کو اپنے ہاتھ سے مت علٰحدہ کر" قیامت تک تیرے باپ کے لیے ایمان والے روتے رہیں گے" اللہ تعالیٰ اس کی جزا روزِ حشر کو عطا فرمائے گا۔ بعدہٗ حضرت رسولِ خدا نے گیارہ مرتبہ "وَاللّٰہُ مَعَ الصّٰبِرِیْنَ" تلاوت فرما کر میرے قلب پر دَم کیا میں خواب سے بیدار ہو گیا اور روضۂ اقدس سے اپنے حجرے میں چلا آیا۔"

(از تواریخ آئینہ تصوف صفحہ ۴۸)

حضرت حسن مثنیٰؓ کا گریہ

اے محبانِ اہل بیتؓ مذکورہ بالا آپ کا بیان لاجواب ہے ہزار ہا عارف باللہ آپ (امام زین العابدین) سے ہو گئے اور تا قیامت ہوتے رہیں گے۔ حضرت مولانا سیدؒ امام الدین صاحب قادری گلشن آبادی اپنی کتاب "تاریخ الاولیاء" میں تحریر فرماتے ہیں۔

"کہ حضرت حسن مثنیٰ بن امام حسن المجتبےٰ رضی اللہ عنہ عالم جلیل القدر اور صاحب کرامات تھے حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کی دختر فاطمہ صغرا سے آپ کی شادی ہوئی تھی۔ واقعہ کربلا کے روز آپ مدینے شریف میں تھے جس دن کہ خبر شہادت اپنے چچا اور بھائیوں کی سُنی اسی روز سے "ہنسنا موقوف کر دیا"، اور "رونے سے کام تھا" یہاں تک کہ طشت آپ کے "آنسو کے" پانی سے بھر جاتا تھا۔ حضرت "غوث اعظم رضی اللہ عنہ"، آپ ہی کی اولاد میں سے ہوئے ہیں۔ (از تاریخ الاولیا صفحہ ۳۱)

فرشتوں کا گریہ غوث پاکؓ کا بیان!

ہمارے اقلیم روحانیت کے شہنشاہ "تاجدارِ بغداد سرورِ بخش دلِ ناشاد سلطان الاولیاء حضور سراپا نور پیران پیر دستگیر سیدنا الشیخ عبد القادر جیلانی قدس اللہ تعالیٰ سرہ نورانی اپنی تصنیف عفیف "غنیۃ الطالبین" میں ارشاد فرماتے ہیں۔

"کہ حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ سے منقول ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ نے ستر ہزار فرشتوں کو مقرر کیا ہے کہ جو ضریح مبارک امام حسین علیہ السلام پر آپ کی مظلومی اور زار حالت پر قیامت تک روتے رہیں گے"۔ (از غنیۃ الطالبین)

---

[1] مصنف تاریخ الاولیا حضرت علامہ مفتی پیر عبد الفتاح قادری گلشن آبادی سابق پروفیسر عربی و فارسی الفنسٹن کالج بمبئی کے فرزند ہیں۔

امام غزالیؒ کیا فرماتے ہیں؟

حجۃ الاسلام حضرت امام محمد غزالی رحمۃ اللہ علیہ اپنی مشہور تصنیف "کیمیائے سعادت" کے چوتھے رکن دوسری فصل صبر و شکر کے بیان میں صفحہ ۱۶۱؍۴ پر مندرجہ ذیل مختصر سی چند عبارات تحریر فرما کر اس کی تائید و دلیل میں حضرت رسول کریم علیہ التحیۃ والتسلیم کے فرزند ابراہیمؑ کی وفات پر حضور علیہ السلام کا رونا اور آنسو بہانے کا واقعہ لکھتے ہیں۔

"اے عزیز! جان تو کہ لوگ روتے اور اندوہ گین جو ہوتے ہیں اس کے سبب سے "صبر" کی فضیلت نہیں جاتی بلکہ چیخیں مارنے کپڑے پھاڑنے بہت شکایت کرنے سے البتہ صبر کا ثواب جاتا رہتا ہے۔

(از کیمیائے سعادت صفحہ ۱۶۱؍۴)

علمائے اہل سنت کا بیان!

علمائے اہل سنت کے نزدیک عشق و محبت کی تیسری علامت یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ذکر پاک کے وقت آپ کی تعظیم کی جائے۔ اور آپ کا نام مبارک سننے پر خشوع و خضوع کا اظہار کیا جائے۔ سرور کائنات علیہ الصلوٰۃ والتحیات کی وفات کے بعد جب اصحاب کرامؓ کے سامنے حضور علیہ السلام کا ذکر ہوتا تو اُن کے وجود کا ہر بال آقائے نامدار صلی اللہ علیہ وسلم کی ہیبت و جلال اور غایت تعظیم کے باعث کھڑا ہو جاتا تھا اور فرقت کی وجہ سے آنکھوں سے آنسوؤں کا سیلاب امڈ آتا۔ یہی حال تابعین و من بعدہم کا تھا۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خاندان اہل بیت اطہار کی محبت نصوص قرآنیہ و احادیث صحیحہ سے ہر مسلمان کا جزو ایمان ہے اگر محبین و عاشقین خاندانِ رسول و جگر گوشۂ بتولؓ کے ذکر کے وقت فرط محبت اور یادِ مفارقت دیدارِ پُرانوار سے گریہ وزاری کریں تو کیا مضائقہ بلکہ خشوع و خضوع کا اظہار لازمی ہے۔ دیکھئے! ابو قتادہؓ و عبداللہ بن زبیرؓ کا یہ حال تھا کہ حضور علیہ السلام کے ذکر شریف کے وقت نہایت خشوع و خضوع

سے اس قدر گریہ فرمایا کرتے کہ آپ کی آنکھوں میں پانی باقی نہ رہتا۔ زہری رحمۃ اللہ علیہ کا، ذکر شریف کے وقت یہ حال ہوتا تھا کہ گویا وہ اہل مجلس کو نہیں پہچانتے اور نہ وہ اُن کو پہچانتے ہیں صفوان بن سلیم جو کہ ایک بہت بڑے عابد و زاہد تھے حضور علیہ السلام کے ذکر شریف کے وقت اس قدر گریہ فرماتے کہ لوگ انہیں تنگ آکر وہیں چھوڑ جایا کرتے تھے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ روؤ اگر نہ رو سکو تو تکلف سے اپنے تئیں گریہ کرو۔ محمد ابن المنکدر رحمۃ اللہ علیہ جب روتے تو آنسو منہ پر مل لیتے اور کہتے کہ میں نے سُنا ہے کہ جس مقام پر آنسو پہنچتا ہے وہ مقام آتشِ دوزخ میں نہیں جلتا۔ حضرت کعب الاحبار رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں اتنا روؤں کہ "آنسو" میرے چہرے پر آ جائیں۔ اس امر کو میں ہزار دینار صدقہ دینے سے زیادہ دوست رکھتا ہوں۔ غرضیکہ ان جملہ بزرگوں کا رونا اور آنسو بہانا سوائے عشق و محبت۔ خوف و خشیت۔ خشوع و خضوع۔ اور دردِ انسانیت کے نہیں تھا اور یہ جملہ صفاتِ حسنہ "سیرتِ محمدیہ" کی بدولت اُن کو حاصل ہوئے تھے تو "سیرتِ حسینیہ رض" میں بھی سراپا سیرت و صورت محمدیہ کی جھلک موجود ہے۔ حدیث الحُسَینُ مِنِّی وَ اَنَا مِنَ الحُسَینِ اس بات پر شاہد ہے۔ میرے کہنے کا مقصد یہ ہے کہ جب صحابہ کرام و ائمہ دین و اسلاف صالحین رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے ذکر شریف پر بے ساختہ گریہ و زاری فرمایا کرتے تھے تو خاندانِ رسولؐ و جگر گوشۂ بتولؓ جن کا تذکرۂ شہادت سراپا درد و سوز۔ عشق و محبت۔ خوف و خشیت۔ خضوع و خشوع کے رقت انگیز حالات سے لبریز ہے سُن کر سنتِ نبویؐ اور بزرگانِ دین و اسلاف صالحین کے معمولات کے مدنظر، گریہ و زاری کرنے میں کونسی قباحت لازم آتی ہے۔ ؎

دردِ دل کے واسطے پیدا کیا انسان کو!
ورنہ طاعت کے لیے کچھ کم نہ تھے کرّوبیاں!

کیا آنسو بہانے سے دل پژمردہ اور قربانی کا جذبہ خوابیدہ ہو جاتا ہے؟

عزیزو! یہ خیال ہرگز دل میں نہ لانا کہ خاندانِ رسولؐ و جگر گوشۂ بتولؓ کے گذرے ہوئے مظالم و مصائب پر سنتِ نبوی و سنتِ صحابۂ کرام اور بزرگانِ دین و ملت علیہم الرحمۃ کے معمولات کے مدنظر گریہ کرنے اور آنسو بہانے سے ہمارے دل خدانخواستہ پژمردہ اور روحانیت میں اثرِ جمودیت کی آمیزش ہو جاتی ہے؟ نہیں ہرگز نہیں۔ اگر ایسا ہوتا تو ہمارے دو جہان کے سردار رسولِ انامؐ و صحابہ کرام اور اسلافِ عظام کبھی بھی گریہ و بکا نہ فرماتے اور اپنے آنسو نہ بہاتے بلکہ طائرِ ملکوتی (روح) کا رزق (تسبیح و تحمید) اور طاقتِ پرواز (سوز و غم درد و عشق ہے) یہی غم حسینیؓ کو اپنا غم سمجھنے اور ان کی سیرت حسنہ کو اپنا دستورالعمل بنانے کا حق ہر مسلمان پر عاید ہوتا ہے اور اس سوزِ غم حسینیؓ کا تعلق روح کے ساتھ ایسا ہی ہے جیسا نفس امارہ کے ساتھ حرص اور شہوت کا۔ نفس امارہ بہائم ناسوتی کے مثل ہے۔ تسبیح و تحمید اس کا رزق اور سوز و غم اس کی طاقت پرواز نہیں بن سکتی کیونکہ وہ ملکوتی پرواز جانتا ہی نہیں۔ عیش و عشرت کے قہقہے اس کی راحت اور بدمستی اس کا رزق تو پھر ع "چہ نسبت خاک را با عالمِ پاک"! نگاہِ حقیقت بین اس کی اس کوتاہ فہمی پر پکار کر اُسے جتلا رہی ہے کہ

اے طائرِ لاہوتی اُس رزق سے موت اچھی
جس رزق سے آتی ہو پرواز میں کوتاہی

(اقبالؒ)

خاندانِ رسولؐ و جگر گوشۂ بتولؓ کا سوز و غم طائرِ دل کے لیے شہپر پرواز ہے۔ درد و سوزِ عشق و محبت کا خزانہ حریم دل ہی میں پوشیدہ ہے۔ مگر اس کا انکشاف سوز و غم گریہ و بکا ہی سے ہو سکتا ہے۔ خواہشات نفسانی کی فانی لذات عیش و عشرت کا دفینہ نفسِ امارہ کے اصطبل ہی میں مدفون ہے جس کا انکشاف بیجا ہنسی اور قہقہے سے بخوبی ہو سکتا ہے۔

داؤد علیہ السّلام کا نوحہ کرنا اور نوحہ سُننے کے لیے لوگوں کو بلوانا!

عزیزو! ذیل کی روایت پر غور کیجیئے کہ حضرت داؤد علیہ السلام اپنے گناہوں پر بذات خود اکیلے نادم ہو کر نوحہ نہیں کیا کرتے تھے۔ بلکہ اپنی امت کے لوگوں کو بھی اپنا نوحہ سننے کی دعوت دے کر بلوایا کرتے تھے جنت و دوزخ کے غم اور خوشی ثواب و عذاب کی زندگی کی نوعیت بتلا کر اپنے گناہوں کا نوحہ شروع کر دیتے تاکہ لوگ عبرت حاصل کر کے روئیں اور اپنے گناہوں پر نادم ہوں۔ بھلا سوچئے تو سہی! جنت و دوزخ کے عذاب و ثواب اور اپنے گناہوں کی ندامت پر نوحہ کرنے آنسو بہانے کے لیے حضرت داؤد علیہ السلام لوگوں کو دعوت دے کر بلواتے تھے۔ مگر آہ! افسوس! سید الشباب اہل الجنۃ (حسین) کے ثواب آگین حالات اور اہل دوزخ (یزید پلید) کے عذاب آفریں واقعات کو سن کر اور اپنے گناہوں کے احساس پر ندامت کرنے اور آنسو بہانے کے لیے چون وچرا کرنے کی گنجائش باقی رہتی ہے۔ زہے دین و زہے ایمان!

"یحیٰ ابن ابی کثیر رحمتہ اللہ تعالیٰ کہتے ہیں کہ حضرت داؤد علیہ السلام جب اپنے گناہ پر نوحہ کیا چاہتے تو سات دن تک کچھ نہ کھاتے اور اپنی بیبیوں کے پاس نہ جاتے پھر صحرا میں تشریف لاتے اور حضرت سلیمان علیہ السلام سے فرماتے کہ منادی کر، وہ منادی کرتے کہ بندگانِ خدا جو داؤد کا نوحہ سننا چاہیں وہ آئیں۔ بستیوں سے آدمی اور آشیانوں سے پرند اور بیابانوں اور پہاڑوں سے وحوش و درندے یہاں آتے حضرت داؤد علیہ السلام پہلے حق تعالیٰ کی ثنا فرماتے تمام خلق آہ و فریاد کرتی پھر جنت اور دوزخ کا حال بیان کرتے پھر اپنے گناہوں پر نوحہ کرتے حتیٰ کہ بہت سی خلق خوف و ہراس سے مر جاتی تب حضرت سلیمانؑ داؤد علیہ السلام کے کان کے پاس آکر عرض کرتے کہ بابا جان! بس کیجئے بہت سی خلق ہلاک ہو گئی اور ندا کرتے کہ اپنے اپنے مُردے اٹھا لے جاؤ۔ لوگ اٹھالے جاتے۔ حتیٰ کہ ایک دن چالیس ہزار

خلق جو اُس مجلس میں جمع تھی اُس میں سے تیس ہزار مر گئے۔ حضرت داؤد علیہ السلام کی دو لونڈیاں تھیں اُن کا یہی حال تھا کہ خوف کے وقت داؤدؑ کو پکڑے رہتیں اور بچائے رکھتیں تاکہ آپ کے اعضا جو کانپتے تھے اُکھڑ نہ جائیں۔"

(از کیمیائے سعادت چوتھا رکن صفحہ ۴۹۵)

بابا فرید شکر گنجؒ کی گریۂ وزاری!

سلطان العارفین حضرت بابا فرید الدین گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ کے ارشادات میں لکھا ہوا ہے خواجہ نظام الدین اولیا محبوب الٰہی قدس سرہٗ فرماتے ہیں کہ

"ایک مرتبہ آپ نے ارشاد فرمایا کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم پر اس مشہد میں کیا گذری اور آنحضرت کے فرزند کس طرح بے رحمی سے شہید کئے گئے بعض پیاس کی حالت میں ہلاک ہوئے اور بے دینوں نے انہیں پانی کا ایک قطرہ بھی نہ دیا ... یہ فرما کر بابا صاحبؒ نعرہ مار کر بے ہوش گر پڑے جب ہوش میں آئے تو پھر تذکرہ شہادت حسینی بیان فرمانے لگے، تو فرمایا کہ کیسے سنگدل بے عاقبت اور بے سعادت نامہربان تھے۔ حالانکہ انہیں معلوم تھا کہ یہ خاندانِ رسولؐ و جگر گوشۂ بتولؓ، دین و دنیا اور آخرت کے بادشاہ کے فرزند ہیں پھر بھی انہیں بڑی بے رحمی سے شہید کیا اور یہ خیال بھی نہ آیا کہ قیامت کے دن اپنا منہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو کس طرح دکھائیں گے۔"

(از راحت القلوب صفحہ ۴۹)

خواجہ نظام الدین اولیا کی گریہ وزاری

حضرت خواجہ نظام الدین اولیا محبوب الٰہی قدس سرہ کے عاشقِ زار اور محبوب مرید حضرت خواجہ امیر خسرو

نظامی دہلوی علیہ الرحمۃ لکھتے ہیں کہ

"پانچویں محرم ۶۹۱ھ کو حضرت خواجہ کے پائے بوسی کا شرف حاصل ہوا۔"
"امام حسن وحسین علیہما السلام کی محبت وفضیلت اور تذکرۂ شہادت حسینی بیان کرکے یوم عاشورہ کا واقعہ بیان فرمانے لگے اور اس عبارت پر پہنچے کہا جو کچھ امام حسین علیہ السلام اُن (یزیدیوں) کے حق میں فرمائیں گے ویسا ہی ہوگا (اور) یہ فرماکر خواجہ صاحب "رونے لگے" اور کہا کہ خاندانِ نبوت کا خاصہ جوانمردی ہے کچھ عجب نہیں کہ شہزادے اُن ظالموں کی شفاعت کریں اور انہیں بخشوائیں اگرچہ ظاہر میں ان بدبختوں کا آتش دوزخ سے رہا ہونا ناممکن معلوم ہوتا ہے پھر فرمایا! کہ آج شیخ الشیوخ العالم کا عُرس ہے حلوا اور طعام موجود ہے فقرا اور مساکین کو تقسیم کرنا چاہئے یہ حکم ہوتے ہی حلوا اور طعام تقسیم کیا گیا۔ پھر سماع شروع ہوا
(از افضل الفوائد صفحہ ۱۵۷)

شیخ شرف الدین یحیٰ منیریؒ اور خواجہ محمد بندہ نواز گیسو درازؒ کی گریہ زاری!

حضرت سید محمد بندہ نواز خواجہ گیسو دراز چشتی علیہ الرحمۃ بھی محرم شریف میں گریہ وزاری اور آہ و بکا میں مصروف رہتے تھے اس کے علاوہ حضرت مخدوم شیخ شرف الدین یحیٰ منیریؒ کا وطیرہ تھا کہ عاشورے کے روز لوگوں کی جمعیت سے سادات کرام کے ہاں جاکر ہمدردی کرتے تھے۔ چنانچہ آپ فرماتے ہیں، کہ

"جس دن سید الشہدا (امام حسین علیہ السلام) کی شہادت ہوئی اُس دن ایک بزرگ نے خواب میں دیکھا کہ حضرت بی بی فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا انبیاؤں کی بیبیوں کے ہمراہ اپنے دامن پاک کو کمر سے باندھ کر کربلا کی زمین پر تشریف لائیں۔ جہاں حضرت امام حسین علیہ السلام شہید ہوئے تھے۔ بی بی صاحبہ ..

سلام اللہ علیہا نے اُس زمین کو صاف کیا تو اس بزرگ نے سوال کیا کہ یہ کونسی جگہ ہے؛ بی بی صاحبہؓ نے فرمایا! یہ زمین کربلا ہے اور یہاں میرا لال حسینؓ شہید ہوا ہے۔ "از مخ المعانی"

سید اشرف جہانگیر سمنانیؒ کا بیان!

حضرت سلطان سید اشرف جہانگیر سمنانی قدس سرہٗ "لطائف اشرفی میں فرماتے ہیں:۔

"رسم از بیا پیداشت چنانکہ لباس رعونت دریں ایام می پوشیدند و اسباب ایشاں شادی ترک می کنند۔ "از لطائف اشرفی"

امجد شیبانیؒ کی گریہ وزاری شاہ عبدالحقؒ محدث دہلوی کا بیان!

شیخ اللہ حضرت مولانا شاہ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمتہ "اخبار الاخیار" میں شیخ احمد امجد شیبانی قدس سرہٗ کے حالات میں لکھتے ہیں۔

"شیخ احمد امجد شیبانیؒ بزرگ بود جامع علوم شریعت وطریقت وورع و تقوی ذوق وحالت درامرِ معروف ونہی منکر جانباز بود مرید خواجہ حسین ناگوری است بغایت محبت خاندان نبوت علیہ التحیۃ موصوف بود در طریقہ پیر خود گویند کہ در عشرۂ عاشورہ دوازدہ روز از ربیع الاول جامہ خستہ پنو شیدی و در لیالی ایں ایام بر خاک بخفتے۔ و در مقام مقابر سادات متکلف شدے و ہر روز بقدر امکان بر روح حضرت رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم و بہ ارواح خاندان مطہر توسیع طعام میکرد۔ و چوں روز عاشورہ شدی کوزہائے شربت پُر کردی و بر سر خود نہادی و بخانہ سادات رفتی و یتیماں و فقیراں ایشاں راجو داینددے و دراں ایام چنداں

گریستی کہ گویا آں واقعہ درحضور او شدہ است " نیز شاہ عبدالحق محدث دہلویؒ اسی کتاب میں لکھتے کہ حضرت احمد شیبانی قدس سرہٗ اور دوسرے بزرگوں کا یہی دستور تھا کہ عاشورے کے دن یہ لوگ سادات کرام کے گھر کھانا لے کر جاتے تھے اور گریہ وزاری کرتے تھے اور ہمارے شہر دہلی کے آس پاس قدیم زمانہ سے یہ دستور چلا آیا ہے کہ سب لوگ عاشورے کے دن "غم و گریہ و آہ و بکا" کرتے ہیں۔

(از کتاب اخبار الاخیار)

شیخ سہل بن تستر کا گریۂ وزاری کرنا!

کتاب عناصر الشہادتین میں شیخ سہل بن تستر قدس سرہٗ کی گریہ وزاری کے متعلق حسب ذیل روایت لکھی ہوئی ہے۔

"کہ شیخ سہل بن تستر علیہ الرحمۃ کہتے ہیں کہ میں عاشورہ کو غم ہمارا امام حسینؓ سے اشکبار ہو رہا تھا اُن کے مصائب کو یاد کر کے بے قرار ہو رہا تھا اور جی میں کہتا تھا اگر میں اس دن اپنی بدنصیبی سے وہاں حاضر نہ تھا کہ شاہِ کربلا کے آگے کفارِ اشرار سے لڑ کر اپنا گلا کٹاتا حضرت پر قربان ہو جاتا تو بارے آج تو اس کی حسرت میں کچھ خونابہ اِزدیوں خونِ دل سے دامن بھگولوں پھر اُسی رات کو اپنی بختِ بیداری سے حضرت نبی کریم علیہ التحیۃ والتسلیم کو خواب میں دیکھا آپ نے فرمایا اے سہل قسم ہے ذاتِ کبریا کی کہ ایک قطرہ بھی تیرا آنسو جو یادِ مصیبت میں میرے دلبند نورِ عین حسینؓ کے بہایا بیکار نہ جائے گا اور اس رونے کے بدلے جو تو آج روتا ہے کل حق تعالیٰ تجھے اجرِ جزیل اور ثواب جمیل عنایت فرمائے گا کہ محاسبانِ تختہ خاک اس کے حساب سے گھبرائیں گے اور دبیرانِ خطۂ افلاک اس کے شمار سے

عاجز ہو جائیں گے"۔ (از عناصر الشہادتین صفحہ ۹۲)

گریۂ غم حسین میں "کتاب غم حسین" کا اقتباس

حضرت مولانا شاہ حسین میاں صاحب قادری چشتی پھلواری علیہ الرحمۃ اپنی مشہور تصنیف "غم حسین" میں لکھتے ہیں کہ اہل بیت کی محبت تو ہمارے خاندان کی گھٹی میں پڑی ہوئی ہے۔ اس پہ اپنے خاندان کے معاملات ظاہر کرنے کی ضرورت نہیں۔ لیکن ادنیٰ نمونہ "کتاب غم حسین" کی صورت میں داستانِ غم قوم کی خدمت میں پیش کرتا ہوں اور مظلوم کربلا کی یاد و غم میں روؤں اور رلاؤں اس میں ثوابِ عظیم جانتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ فاضلِ علام مرحوم کی قبر کو ریاض ارم کے پھولوں سے بھر دے اور اُن کی مقدس

رُوحانیت کو اپنے جوارِ رحمت میں قصر نورانی عنایت فرمائے بروز حشر مولا حسین سردارِ کونین کے دامن اقدس کے سایہ میں پناہ دے اور ان کی عشق و محبت اہل بیت آگین خدمات کو اپنی مقدس بارگاہ میں قبول فرماتے ہوئے مجھ ناچیز گنہگار کو بھی دین و دنیا میں سرخرو فرمائے آمین بجاہ سید المرسلین وآلہ مکرمین واصحاب المخلصین ۱۲ منہ علی القادری عفی عنہ)

چنانچہ فاضل مرحوم اپنی تصنیف "غم حسین" میں لکھتے ہیں۔

"حدیث میں ام سلمہ اور ابن عباس سے روایت ہے کہ خواب میں حضور نبی کریم علیہ التحیۃ والتسلیم کو گریہ وزاری میں اور پریشانی میں کھڑے ہوئے دیکھا۔ دوسری حدیث میں آیا ہے کہ جبریل آمین نے سرورِ عالم کی خدمت میں امام حسین علیہ السلام کی شہادت کی خبر سنائی تو آپ ... اپنے نواسے پر گذرنے والے مظالم و مصائب کی یاد کر کے رونے لگے اور خوب ہی روئے (پھر فاضل علام مرحوم فرماتے ہیں) دیکھئے اگر مذکورہ بالا احادیث کو جو مسند امام حنبل اور غنیۃ الطالبین میں آئی ہوئی ہیں، ضعیف یا موضوع کہنے میں آئے تو نہیں تھوڑی دیر کے لیے ایک

طرف رہنے دیجئے۔ لیکن امام مظلوم کی یاد میں رونا تو ضروری سنت ہے (سنت نبوی) اس بارے میں کسی سے انکار نہیں کیا جا سکتا (کیونکہ) مظلوم کربلا کے مصائب و آرام کی یاد ہمارے مضمحل دلوں پر کیوں نہ اثر کرے اور یہ بیان خود بخود ہمارے دلوں کو مغموم و محزون بنا دیتا ہے۔ یوم عاشورہ کے دن کربلا کی زمین پر بیکس و مظلوم پر گذرے ہوئے مظالم کی یاد قیامت کا نقشہ پیش کرتی ہے۔ دنیا کے دوسرے حصوں میں رہنے والے مسلمانوں پر اس دن کا کتنا گہرا اثر ہے یہ میں بتلا نہیں سکتا لیکن ہندوستان کے بزرگانِ دین اور اولیائے کرام رحمہم اللہ علیہم اجمعین کے احوال پر نظر کریں تو معلوم ہوتا ہے کہ یہ تمام حضرات ہمیشہ عاشورہ کے دن اظہار غم کرتے آئے ہیں (اس کے بعد فاضل علام مرحوم فرماتے ہیں) شیخ الاسلام حضرت مخدوم عبدالقدوس گنگوہی قدس سرہٗ کے احوال میں لکھا ہے کہ ماہِ محرّم شریف کے دس دن حضرت مخدوم صاحب علیہ الرحمۃ برابر گریہ وزاری کرتے اور فرماتے۔

"طرفہ دل باشد کہ بر ماتم خاندانِ رسول و جگر گوشۂ بتول رضؓ کہ گریہ وزاری از آئے آورانندو. سبحان اللہ چہ نیاز است کسے کہ درچنیں ماتم گرید دل آنکس مگر از سنگ باشد"۔

اور حضرت سید عبدالرزاق ہانسوی قدس سرہٗ پر ایام عشرہ میں بہت اثر ہوتا تھا مقصد یہ ہے کہ عشرۂ محرّم کا حزن والم صوفیائے کرام کا قدیمی دستور ہے اور اہل بیت رضؓ سے ان کی ہمیشہ محبت رہی ہے اور رہے گی ۔۔ (از کتاب "غم حسین")

"اظہارِ گریۂ ہمدردی و شہرت و تعزیت اہل بیت رضی اللہ عنہم"!

گر آب زنی بگریہ راہ شہدا ... بخشد گناہ تو بہ شاہِ شہدا

شہرت شہادت حسینیؓ واظہارِ گریۂ غم تعزیتِ اہلِ بیتؓ شاہ عبدالعزیزؒ محدث دہلویؒ کا بیان!

عمدۃ المفسرین حضرت مولانا شاہ عبدالعزیز صاحب فاروقی محدث دہلوی علیہ الرحمۃ اپنی مشہور و معروف تصنیف "سرالشہادتین"[1] میں شہرت شہادت حسینی اور گریۂ غم حسین کے متعلق عربی کی حسب ذیل عبارات رقم فرماتے ہیں۔

ثُمَّ لَمَّا وَقَعَتْ وَاقِعَةُ الشَّهَادَةِ اَشْهَرَ شَهْرُهَا بِانْقِلَابِ التُّرَابِ دَمًا وَ اِمْطَارِ الدَّمِ مِنَ السَّمَآءِ وَهَتْفِ الْهَوَاتِفِ بِالْمَرَاثِیْ وَنَوْحِ الْجِنِّ وَبُكَائِهِمْ وَطَوَافِ السِّبَاعِ حَافِظَاتٍ لِجُثَّتِهٖ وَدُخُوْلِ الْحَيَاتِ فِیْ مَنَاخِرِ قَاتِلِيْهِ اِلٰى غَيْرِ ذٰلِكَ مِنْ اَسْبَابِ الشُّهْرَةِ لِيَطَّلِعَ الْحَاضِرُوْنَ وَالْغَائِبُوْنَ عَلٰى وُقُوْعِهَا بَلْ بِاِبْقَاءِ الْبُكَاءِ وَالْحُزْنِ الْمُسَمّٰى وَتَذَكُّرِ تِلْكَ الْوَقَائِعِ الْهَائِلَةِ فِیْ اُمَّتِهٖ اِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ -

ترجمہ:- پھر جب واقعہ شہادت کا واقع ہوا تو اس کا شہرہ اس طرح پر ہوا کہ مٹی خون ہوگئی اور آسمان نے خون برسایا اور آوازِ غیبی سے مرثیے سُنے گئے اور جنوں کا نوحہ اور رونا اور آپ کی نعش مبارک کے گرد نگہبانی کے واسطے درندوں کا گھومنا اور سانپوں کا قاتلو

---

[1] برگزیدہ خاندان فاروقی حضرت مولانا شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی قدس سرہٗ مولائے طریقت شہنشاہ ولایت سیدنا مولا علی کرم اللہ وجہہ کے روحانی فیوض سے خاص طور پر استفادہ حاصل کر چکے تھے۔ چنانچہ آپ کے حالات میں لکھا ہے کہ مولانا در عالم رویا خاص از حضرت امیرالمومنین مولا علی کرم اللہ وجہہ مشرف بہ بیعت شدہ راز نکات و اسرار غریبہ بہرہ وافی برداشت اندؒ (افتادی عزیزیہ صفحہ۱۳) آپ کی مشہور تصنیف "سرالشہادتین" صحیح معنوں میں آپ ہی کے دست مبارک کی لکھی ہوئی ہے اسے کسی غیر مصنف کے نام پر منسوب کرنا سراسر غلطی اور حماقت ہے۔ حالانکہ آپ کی اس تصنیف کو مصنف "تواریخ حبیب الہ" مولانا مفتی محمد عنایت احمد صاحب "حضور علیہ السلام کی شہادت سریہ بسبب شہادت امام حسن و شہادت جہریہ کاملہ بہ سبب شہادت امام حسین کے واقعہ کو تسلیم کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ تقریر شاہ عبدالعزیز صاحب کی صحیح ہے ۱۲ منہ تواریخ حبیب الہ اور کتاب "الکلام المبین" میں بھی "سرالشہادتین" کی روایت کو شاہ صاحب علیہ الرحمۃ کی تصنیف قرار دے کر صحیح اور معتبر لکھا ہے۔ ۱۲ منہ علی القادری عفی عنہ

کے نتھنوں میں گھسنا علیٰ ہذالقیاس اور بھی شہرت کے اسباب تھے تاکہ سب حاضر و غائب اس واقعہ جانگداز سے آگاہ ہو جائیں۔ بلکہ بقائے دائمی اس رنج والم کا اور ان دردناک مصائب کا مذکور ہونا" رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت میں تاقیامت اس شہادت کا ثمرہ ہے"۔

(سر الشہادتین صفحہ ۵)

تعزیت اہل بیت رضی کے متعلق شیخ شرف الدین یحییٰ منیری کا بیان!

حضرت مخدوم شیخ شرف الدین یحییٰ منیری قدس سرہٗ "مخ المعانی" میں تحریر فرماتے ہیں۔

"کہ اس دن (عاشورے کے روز) خاندانِ سادات کرام سے ماتم پرسی کرنا واجب ہے حضرت رسالتمآب سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو جب جبریل امین نے اس شہادت کی خبر سنائی تو حضور علیہ السلام نے سوال کیا کہ اس وقت جب ہم میں سے کوئی بھی نہ ہوگا میرے پیارے حسینؓ کی تعزیت کس طرح ہوگی؟ جبریل امین نے کہا یا رسول اللہ! آپ کی امت قیامت تک آپ کے فرزندوں کی تعزیت کرتی رہے گی"۔

(از مخ المعانی)

تعزیت اہل بیت رضی کے متعلق بابا فرید شکر گنج رح کا بیان!

حضرت خواجہ نظام الدین اولیا محبوب الٰہی قدس سرہٗ ارشاد فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت خواجہ بابا فرید الدین گنج شکر علیہ الرحمۃ کی مجلس میں خاص ان کی زبانِ مبارک سے سُنا۔

"کہ جب حضرت علیؓ نے رو کر پوچھا یا رسول اللہ! کیا اس وقت شہادت حسینی کے وقت آپ باقی رہیں گے؟ حضور علیہ السلام نے فرمایا نہیں! عرض کی یا رسول اللہ کیا میں ہوں گا؟ فرمایا نہیں! پوچھا کیا فاطمہؓ ہوگی؟ فرمایا نہیں عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ

علیہ وسلم (ایسی بے کسی ہیں) میرے غریبوں کا ماتم کون کرے گا؟ فرمایا رسول اللہ نے "میری امت"! بعد ازاں حضرت علیؓ اور رسولِ خدا زار زار روئے اور شہزادوں کو گود میں لیا اور نعرہ مارا کہ اے غریبو! ہمیں معلوم نہیں کہ اس جنگل میں تمہارا حال کیا ہوگا۔ (از راحت القلوب صفحہ ۱۱)

امام حسینؑ رونے والے کی شفاعت فرمائیں گے

مولانا الحاج حکیم مولوی محمد ناصر علی صاحب غیاث پوری ثم الآروی اپنی تصنیف " عناصر الشہادتین " میں تحریر فرماتے ہیں۔

"کہ سلطانِ کونین حضرت امام حسین علیہ السلام قیامت کے دن عرصاتِ محشر میں ساتھ چہرہ خون آلودہ اور کفن رنگین کے تشریف لائیں گے اور جناب باری میں التجا فرمائیں گے "رَبِّ شَفِّعْنِي فِيمَنْ بَكَى عَلَى مُصِيبَتِي" خداوندا جو کوئی دنیا میں میری شہادت اور مصیبت و غریبی و محرومی و مظلومی بیکسی و بے لبسی بے برگی و گرسنگی اور تنہائی و یکتائی پر رویا اور میرے غم میں اپنے دامن کو بھگویا تو اسے میرے اس چہرۂ آغشتہ بخون اور پیراہن گلگون کے بہا میں بخش دے میری شفاعت اس کے حق میں قبول کر۔ پس حق تعالیٰ شفاعت کو اس جنابؑ کی قبول کرلے گا گناہ ان لوگوں کے جو غمِ امام میں آنسو بہاتے ہیں بخش دے گا۔ (از عناصر الشہادتین صفحہ ۵۱)

پیارے عزیزو! ناچیز نے نمونہ از خروار معتبر و مستند دلائل و براہین و شواہداتِ اسلافِ صالحین و بزرگان دین خاص بر مسئلہ گریۂ اظہار ہمدردی خاندانِ رسولؐ و جگر گوشۂ بتولؑ پیش کر دیا ہے۔ عاقل کو اشارہ کافی ہے اور درد و عشق کا احساس رکھنے والے کے لیے یہی کچھ وافی ہے زیادہ لکھنے کی نہ مجھ ضعیف البیان میں اہلیت ہے اور نہ ہی اس تذکرۂ حسینی " کے محدود و معدود صفحات میں گنجائش ہے۔ اللہ تبارک و تعالیٰ اپنے فضل و کرم

سے انسانی ہمدردی اور عشق و محبت کے صحیح ولولے کے احساس سے ہم سب کو سرفراز فرمائے۔ آمین بجاہ سید المرسلین۔ اب چوتھا باب فلسفۂ غم حسینی و فضائل یوم عاشورہ کا قلمبند کرتا ہوں۔ اس باب میں غیر مذاہب کے مشہور افراد کے پُر از معلومات مضامین میں "تذکرۂ شہادت حسینی" کے سلسلے میں نقل کروں گا۔ جس کے مطالعہ سے اپنے اور بیگانوں کے خیالات اور احساسات میں امتیاز کرنے کے بعد صحیح نتائج معلوم ہوں گے۔ فقط والسلام

ایسے مقبول زمانے میں کہاں ہوتے ہیں!
آج تک جن کے لیے اہل جہاں روتے ہیں

اللہ نے جب پیدا کیا رنج و بلا کو
تقسیم کیا سب وہ محبانِ خدا کو
پر سب سے سوا حصہ ملا آلِ عبا کو
تحریر کا فرمان ہوا کلک قضا کو

آغازِ مصیبت تو ہوا نامِ نبی پر
اور خاتمہ بالخیر حسینؑ ابن علیؓ پر

رسول پاک پہ بھیج اے خدا درود و سلام
علی و فاطمہ حسن و حسینؑ پر بھی مدام!!!

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّاَصْحَابِہٖ وَبَارِکْ وَسَلِّمْ عَلَیْہِ

چوتھا باب (۴)

فلسفۂ غمِ حسین رضی اللہ عنہ

اور

فضائلِ یومِ عاشورہ!

عقل و عشق کی کشمکش!

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ط

فلسفۂ غمِ حسین رضی اللہ عنہ

؎ غریب و سادہ و رنگیں ہے داستانِ حرم
نہایت اس کی حسین ابتدا ہے اسماعیل (اقبالؒ)

اے عزیزو! اس "تذکرۂ حسینی" کے ہر ورق کے مطالعہ سے ہم کس نتیجے پر پہنچے ہیں اس کا بیان کر دینا بھی ضروری ہے لیکن قبل ازیں غیر اقوام کے مؤرخین ۱۔ مسٹر جیمس کا کرن ۲۔ مسٹر گبن ۳۔ مسٹر

جان یونگ کی آرا بھی قارئین کرام کی مزید معلومات کے لیے لکھ دینا ضروری سمجھتا ہوں اور ساتھ ہی مصورِ فطرت حضرت خواجہ حسن نظامی صاحب قبلہ دہلوی مدظلہ العالی کا ایک فلسفیانہ مضمون بہ عنوان "شہادت خوشی کی چیز ہے یا غم کی" فلسفیانہ ذہنیت رکھنے والوں کے لیے جن کو یہ خیال گذرتا ہے کہ شہادت تو خوشی کی چیز ہے اس کے لیے گریۂ وغم کرنے کی کیا ضرورت ہے؟ اس فلسفیانہ نکتہ کو بالوضاحت اچھی طرح ظاہر کرنے کی غرض سے زیبِ اوراق "تذکرہ حسینی" کیئے دیتا ہوں۔ ورنہ یہ شہادت کا راز "حضرت عشق" ہی بخوبی سمجھ سکتے ہیں "بی عقل صاحبہ" کا حقہ اس راز کے سمجھنے میں قاصر ہے۔ حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کا عشق نمرود کی سلگائی ہوئی آگ میں اسرار حقیقت کو سمجھنے کے لیے بے خوف وخطر کود پڑا مگر نمرود کی عقل لب بام تماشہ دیکھنے ہی میں معروف تھی۔ اس کی سمجھ میں ازلی بدبختی کی گرہ لگی ہوئی تھی۔ اس کا کھلنا سوائے امر ربی کے ناممکن تھا۔ اسماعیل ذبیح اللہ علیہ السلام کو خلیل اللہ نے خلعت خلیل اللٰہی کی قدر کرنے کے لیے "عشق" کو رہنما بنا کر اپنے لختِ جگر کے دست وپا کو رسّی سے جکڑ کر اوندھا لٹا دیا مگر اپنی شفقت آگیں روحانیت کے جواہر کو اسماعیلؑ پر نچھاور کرنے میں کچھ دریغ نہیں فرمایا۔ چشم پُرنم کے دائیں چشمہ سے صبر وتسلیم کے آنسو اور بائیں چشمہ سے رضاؤ شکر کے آنسو بارگاہِ صمدیت میں لختِ جگر کی قربانی کی نذر ہو رہے تھے۔ اسماعیل علیہ السلام منہ کے بل زمین پر گرے ہوئے سجدۂ شکر میں نالاں اور ابراہیمؑ دست میں چھری لئے کمر خم کئے ہوئے رکوعِ صبر میں گریاں نہ سجدۂ شکر میں شکایت اور نہ رکوعِ صبر میں گلہ ؏

یار جس سے خوش رہے ہم کو وہ آئین چاہئے!

رسولؐ انام وصحابۂ کرام واہل بیتِ عظام رضوان اللہ علیہم اجمعین خاندانِ مصطفوی ودودمانِ مرتضوی کے بے مثال قربانیوں کے پیشِ نظر بہ روایاتِ رسولِ الٰہی وبشارت الٰہی سن کر گریہ صبر وتسلیم سے آتشِ آہ وشیون وجزع وفزع کو سرد کرتے رہے اور معرکۂ کربلا میں مولا حسین علیہ السلام نے آغشتۂ خون ہو کر سجدۂ شکر ورضا میں نالاں ہو کر خدا اور رسولؐ کی اپنی عقل سے معرفت حاصل کرنے والوں کو تدمقابل نداؤ عشق منزل مقصود کی جانب رہنمائی فرما رہے تھے۔ تدمقابل سے اگر آواز آتی کہ

مصرعہ عقل گوید دُنیا و عقبےٰ بجُو ا

تو مولا حسین کے لشکر کے جاں باز شہیدوں کی روحیں تلملا کے جواب دیتیں کہ

مصرعہ عشق می گوید بجز مولا مجو

یزیدیت کے حشم و خدم سے صدا گوش ہوتی کہ

مصرعہ عقل می گوید کہ خود را پیش کُن

حسینیت رضی کے سرِ تسلیم خم سے بہ نیاز تام آواز آتی کہ

مصرعہ عشق می گوید کہ ترکِ خویش کُن

غیر اقوام کے مؤرخین کی آراء

جناب محمد ابرار احمد صدیقی اپنے ترتیب کردہ رسالہ "شہید کربلا" جس میں خواجہ حسن نظامی اور مولانا ابوالکلام آزاد کے دردانگیز مضامین ہیں، کے صفحہ ۳۷ پر بعنوان "غیر مسلم بھی امام کا ماتم کرتے ہیں"۔ اس طرح ارقام فرماتے ہیں۔

مسٹر جیمس کاکرن

چین کی تاریخ میں لکھتے ہیں

"دُنیا میں رُستم کا نام مشہور ہے لیکن کئی شخص ایسے گذر گئے ہیں کہ رُستم کا نام لینا ان کے سامنے ٹھیک نہیں۔ چنانچہ بہادری میں حضرت امام حسینؑ کا نام تاریخ عالم میں جلی حروف سے لکھنے کی ضرورت ہے۔ جنہوں نے کربلا کی ریتلی زمین پر ایسا بے نظیر کام کیا حضرت امامؑ کے سامنے وہی بے وقوف رستم کا نام لے گا جو تاریخ سے واقف نہیں"۔

مسٹر گبن

رومن امپائر میں لکھتے ہیں کہ

"اگرچہ امام حسین علیہ الصلوٰۃ والسلام کا واقعہ شہادت دور دراز ملک میں ہُوا۔ لیکن وہ اس قدر با اثر ہے جو سخت سے سخت بے رحم دل کے ہلا دینے کے لیے کافی ہے"۔

مسٹر جان یوگ

نے چار سو شعروں میں حضرت کا مرثیہ لکھا جس کے اخیر میں لکھتا ہے کہ

"وہ شخص دین دار۔ خدا پرست۔ فروتن۔ خلیق اور بے مثل بہادر تھا وہ سلطنت اور حکومت کے واسطے نہیں لڑا تھا بلکہ خدا پرستی کے جوش میں وہ یزید سے اس واسطے لڑا تھا کہ اُس کے افعال دینِ محمدی کے خلاف تھے۔ (از شہید کربلا صفحہ ۳۷)

شہادت خوشی کی چیز ہے یا غم کی؟

مصورِ فطرت حضرت خواجہ حسن نظامی صاحب قبلہ دہلوی مدظلہ العالی لکھتے ہیں کہ

"ایک نہایت باریک سوال پیدا ہوتا ہے کہ جب شہادت کارخانہ عالم میں ایسی مفید اور ضروری شے ہے تو اس کے سبب ماتم کیوں کیا جاتا ہے؟ غمگینی اور افسوس کو اس سے کیا تعلق؟ آہ و بُکا کا اس سے کیا سروکار؟ مگر یہ کچھ ایسی بات نہیں جس کا جواب نہ ہو۔ جو چیز شہید ہو رہی ہے اُس کو تو اپنی موت کا کچھ افسوس اور غم نہیں ہوتا وہ بے پروائی اور

اطمینان سے اپنی ہستی مٹانے کو آمادہ ہوتی ہے مگر دوسروں کے دل پر اس کی چوٹ کا لگنا فطرتی امر ہے بشرطیکہ اُن دلوں میں آدمیت کا حس اور درد شناسی کا مادہ بھی ہو۔ پروانہ شمع کی شہادت کو اگر دیکھ نہ سکے اور بے چین ہو کر درو دیوار سے سر ٹکرائے تو شمع اور نفسِ شہادت پر کوئی الزام قائم نہیں ہو سکتا یہ بہت بڑی خود غرضی ہے کہ جس چیز نے ہمارے فائدے کے لیے اپنی جان دے دی اُس کا ہم رنج بھی نہ کریں۔ جو بتی پہلے جل چکی ہوتی ہے اس کا سرا آگ جلدی پکڑ لیتی ہے لیکن کوری اور نئی بتی کو جس نے پہلے شکل نہ دیکھی ہو مشکل سے روشن کیا جاتا ہے۔ اسی طرح جن دلوں میں اللہ تعالیٰ نے محبت کی آگ کا نشان لگا دیا وہ تو اثر پذیر ہوتے ہیں لیکن جو ازل سے سنگین سرشت پیدا ہوئے ہیں وہ اس کے بھید کو سمجھنا چاہتے ہی نہیں"۔ (از نظام المشائخ)

یادِ غمِ حسینؓ سے ہمارا مقصد

عزیزو! یہ ہرگز نہ سمجھنا کہ یادِ غمِ حسینؓ سے ہمارا مقصد صرف گریہ و بکا اور آہ و فغاں کرنا اور انعقاد مجالس ہے تذکرۂ شہادت حسینؓ کی غرض و غایت صرف ہر مشرب و ملت کے افراد کو ایک مرکز پر مجتمع کر کے مجلسِ عزا میں غیر معمولی اضافہ کرنا مقصود ہے؟ نہیں! رونا اور ہنسنا تو ایک فطرتی چیز ہے جو ہر فرد و بشر کی فطرت و جبلت میں داخل ہے۔ انبساط و خوشی رنج اور مصیبت کا اظہار قوانین کے مطابق انہی دو ذریعوں سے صاف ظاہر ہوتا ہے۔ لیکن بڑا مبارک ہے وہ رونا جو مولا حسینؓ کی یاد میں دائمی درسِ انسانیت و حقانیت سے روشناسی کے لیے ہو۔ ایسا رونا جس رونے کا ہر ایک قطرۂ اشک رونے والے کو یہ پیغام پہنچاتا ہے کہ زمین کربلا میں "خاندان رسولؐ و جگر گوشۂ بتول" کے خون کے قطروں کے سامنے جوشِ دریا لبِ نہر فرات بہائے گئے کیا حقیقت رکھتے ہیں؟ . . . اور

"تذکرۂ شہادت حسینی" کی سماعت پر گریہ وبکا کے وقت وہ رِقت جو رحمت خدا کو کھینچنے میں مقناطیس کا اثر رکھتی ہے۔ اس وقت ہمارے بدن کی رگ رگ میں سرایت کر جاتی ہے تو ہمارے قلوب اور ارواح کو کس طرف مائل کرتی ہے؟ . . . . . . حقانیت کی جانب یا نفسانیت کی طرف؟ ——— حق کی سمت یا باطل کی طرف؟ اور کشش جو فرشتہ غیبی کی طرح ہمیں کشاں کشاں بارگاہِ صمدیت میں لے جاتی ہے تو کس صورت سے؟ . . . . بصورتِ عبدیّت یا بہ صورتِ ربوبیت؟ ——— "تاثراتِ حسینیت رض کے ساتھ یا کیفیاتِ یزیدیّت کے ساتھ؟ ——— جامۂ انسانیت یا عریانی نفسانیت میں؟ اور اگر بصورتِ عبدیّت تاثراتِ حسینیّت رض کے ساتھ جامۂ انسانیت سے آراستہ کر کے بارگاہِ صمدیّت میں سر بسجود کرواتی ہے تو کیوں؟ ——— اور کس ذریعہ سے؟

اس لئے اور صرف اس ذریعے سے کہ مولا حسین علیہ السلام کی داستانِ مظلومیت ورقت انگیز حالات وشجاعتِ حقانیت آمیز واقعات کی مقدس اسوۂ حسنہ کو سُن کر جو محض ہمیں ہی نہیں بلکہ اقوام عالم کو درسِ حقانیت ومقامِ عبدیت سے روشناس کروانے کے لیے کربلا کی زمین پر واقع ہوئی۔ اظہر من الشمس بتلا رہی ہے کہ یہ رونا جو احساس دردِ انسانیت کے مقتضی مولا حسین علیہ السلام کی مظلومی وبیکسی۔ فاقہ کشی وتشنگی بے چارگی وغریب الوطنی پر ہو اور اس لیے ہو کہ یہ سب مصائب وآلام فقط "دین محمدی" کی ناموس ومقام عبدیت کی تکمیل کے لیے لِلّٰہ، فی اللہ، مع اللہ ودرس حق پرستی کی خاطر برداشت کئے گئے ہیں تو اس عظیم البرکت اور جلیل القدر قربانی کا احساس ہر ذی روح کو ہونا ضروری ہے۔ ؎

دل ہی تو ہے نہ سنگ وخشت درد سے بھر نہ آئے کیوں
روئیں گے ہم ہزار بار کوئی ہمیں ستائے کیوں

(غالبؔ)

احساس دائمی!

نو اِس عظیم المرتبت قربانی کا احساس " وقتی " نہیں بلکہ " دائمی " ہونا چاہیئے۔ لہذا اس " احساسِ دائمی "، کی بنا پر تین سو پینسٹھ ۳۶۵ دنوں کے پوشیدہ تاثرات و کیفیات کا اظہار ہر سال نو کی ابتدا ہی میں حسبِ معمول " بزرگانِ دین و اسلافِ صالحین سنت والجماعت "، عرسِ پاک حسینی کی تقریب پر ہماری قدیمی مجالس یادگار شہادت حسینی کا انعقاد پذیر ہونا سالہا سال سے چلا آرہا ہے۔ اور ہونا بھی اشد ضروری ہے تاکہ ہم سب کو معلوم ہو جائے کہ جب تک مولا حسین علیہ السلام کے المناک واقعات اور اُن کی رقت انگیز و دردگیں داستانِ غم اقوامِ عالم کی سماعت نواز رہے گی اُس وقت تک " یزید پلید " کے خونی آنسو رُلانے والے مظالم اور بہیمانہ حرکات بھی ہمارے لیے تازیانۂ عبرت رہیں گی۔ جہاں مولا حسین علیہ السلام کی مظلومیت کی یاد ہر انسان کو مغموم و محزون کر کے اُن کا ہمدرد و شریکِ غم بنا دیتی ہے۔ تو ساتھ ہی " یزید پلید " کے کشتِ انسانیت سوز کی یاد ہر متنفس کو جذبۂ انتقام پر آمادہ کرتی ہے "

مگر ہم نے یہ سوچنے کی بھی کوشش کی؟

مگر اے عزیز و! ہم نے یہ سوچنے کی بھی کوشش کی؟ کہ یزید پلید بھی بظاہر ہماری طرح شکل انسانی میں آدمیت کا دعویدار تھا۔ کیا یزید پلید کے خمیر ترتیب عناصر میں وہ اجزا جو ہر انسان میں اب بھی موجود ہیں نہ تھے؟ ضرور تھے! لیکن یزید پلید صورتِ انسانی میں " نفسانی خواہشات " کا ایک پتلا تھا۔ برعکس اس کے مولا حسین علیہ السلام بظاہر صورتِ انسانی میں قدسی صفات " روحانی و ربانی ہدایات " کا ایک نورانی مجسمہ تھے۔ یزید پلید نے کبھی بھی اپنے نفس کی ناشناسی پر " گریہ و زاری " نہیں کی۔ بلکہ وہ نفسانی خواہشات کا ایک دیوتا بنا ہوا تھا۔ نورِ یقین کی روشن آنکھیں اندھی ہو چکی تھیں اور دین مقدس کے دروازے اُس پر اسی لیے بند ہو چکے تھے۔ حضرت مولانا بو علی شاہ قلندر

پانی پتی قدس سرہٗ اپنی مثنوی شریف میں یزید پلید کی نفسانی خواہشات کی پیروی ہی کو اُس کی ذلت اور بربادی کا باعث قرار دیتے ہوئے فرماتے ہیں۔ ؎

بہرِ دُنیا آں یزیدِ ناخلف | دین خود کردہ برائے او تلف
حرص او دلقِ قناعت پارہ کرد | نفسِ امارہ اُورا آوارہ کرد
زالِ دُنیا چوں درآمد در نکاح | کرد بر خود خون آں سیّدؐ مباح

(مثنوی بوعلی شاہ قلندرؒ)

اس نالائق یزید ناخلف نے دنیا کے لیے اپنے دینِ مقدس کو بھی برباد کیا۔ حرص نے اُس کی قناعت کی گدڑی چاک کر دی اور نفسِ امارہ نے اُسے آوارہ کر دیا۔ مکّار دنیا کی بڑھیا جب اُس کے نکاح میں آئی تو اس نے خاندانِ رسولؐ و جگر گوشۂ بتولؓ کے خون کو اپنے پر روا کر دیا۔ یہ مکّارہ زن دنیا کی محبت جب جوہرِ قلب پر نظرِ بد کرتی ہے۔ تو جوہرِ دل میں اثر جمودیت کی آمیزش ہو جاتی ہے رفتہ رفتہ یہ دل پتھر کی طرح سخت اور سیاہ ہو جاتا ہے لٰہذا جب تک نفسِ امارہ کا تعلق "روح" کے ساتھ وابستہ ہے اس وقت تک یزیدیت کا خاتمہ ہونا غیر ممکن ہی سمجھئے کیونکہ روحِ انسانی جوہر کانِ امرِ ربّی اور جبینی تاثرات و کیفیات اور نورانی اخلاق و کردار کی آئینہ دار ہے اور برعکس اس کے نفسِ امارہ یزیدیت کے بہیمانہ و ظالمانہ واقعات کا علمبردار ہے۔ ؎

نفس کافر تا بود ہمراہِ تو | آتشِ دوزخ بود جانکاہِ تو

یہ نفسِ نافرمان جب تک روحِ انسانی کے ساتھ رہے گا تو ایسے ہی کشتِ انسانیت سوز مظالم برپا کرتا رہے گا اور دوزخ کی آگ جان گھٹاتی رہے گی۔ ؎

مرد باید تا نہد بر نفس پا | بگذرد از شہوتِ حرص و ہوا

انسان کو چاہیئے کہ اس یزیدی فتنہ کے پرکالہ کی گردن پر انسانیت کا قدم رکھے اور اسے اپنا تابع فرمان بنا کر شہوت حرص و ہوا کے جائز حقوق اس کی تحویل میں دے کر ناجائز خواہشات نفسانی کو ترک کر دے اور عزائیتِ نفس سے بہرہ ور ہو کر اپنے "مقامِ عبدیت" سے آشنائی حاصل کرے

تاکہ صحیح معنوں میں درد عشق حقیقی کا احساس پیدا ہو۔ ؎

اے خنک جانے کہ خود را ساختہ　　　سوختہ خود را وبا حق ساختہ

(وہ انسان کیسے خوش نصیب ہیں جنہوں نے اپنی جانیں عشق حق میں ہار دیں خود کو جلا کر محبوب حقیقی سے جا ملیں۔ لہٰذا ہر انسان میں حسینیؓ اور یزیدی تاثرات و کیفیات یعنی نفسانی و روحانی احساسات موجود ہیں غور و تفکر کرنا چاہئے۔ یزید پلید اپنے مقامِ عبدیت (منزل عبدہٗ) کے سلوک سے ناآشنا اور عرفانِ نفس سے نابلد تھا۔ محمدی نگاہ اور معرفت لَا اِلٰہ سے قطعی محروم تھا۔ مشیت ایزدی سے جو کچھ ہونا تھا سو ہوا۔ مگر اسبابِ ذلت یزید پلید اور اسبابِ عزت و عظمت مولا حسینؓ شہید کے ہر انسان کے لیے حق اور باطل۔ کفر و ظلمت شب تاریک (نفسانی زندگی) اور روزِ روشن (روحانی حیات) میں امتیاز کرنے کے لیے صحیح لائحہ عمل ہیں۔ ؎

تشبیہ روح و نفس پہ اپنے سمجھ لے تُو

علیؔ جو واقعہ ہے حسینؓ و یزید کا

(از صاحبزادہ علی القادری عفی عنہ

جامع قادریہ کراچی)

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ط

احکامات وفضائلِ یومِ عاشورہ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ شَرَّفَ عَلٰی بَعْضِ الْاَیَّامِ یَوْمِ عَاشُوْرَآءَ وَخَلَقَ فِیْھَا اَبِیْنَآءَ اٰدَمَ عَلَیْہِ السَّلَامُ وَاُمَّنَا حَوَّآ وَالْعَرْشَ وَالْکُرْسِیَّ وَاللَّوْحَ وَالْقَلَمَ وَالْجَنَّۃَ الْمَاوٰی وَالرَّحْمَۃَ وَالْاَرْوَاحَ وَالْاَرْضَ وَالسَّمَآءَ وَشَرَّفَ فِیْہِ بِالنُّبُوَّۃِ بَعْضَ الْاَنْبِیَآءِ وَالَّذِیْ اَعْطٰی بِفَضْلِہِ الْعَظِیْمِ وَکَرَمِہِ الْجَسِیْمِ بِصَوْمِ ذٰلِکَ الْیَوْمِ الْجَزَآءُ وَاللِّقَآءُ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ وَالتَّحِیَّۃُ وَالْاِکْرَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْاَنْبِیَآءِ وَقُدْوَۃِ الْاَصْفِیَآءِ مُحَمَّدِنِ الْمُصْطَفٰی الَّذِیْ قَالَ مَنْ اَرَادَ اَنْ یُّکَفِّرَ اللّٰہُ ذُنُوْبَہٗ فَعَلَیْہِ اَنْ یَّصُوْمَ یَوْمَ عَاشُوْرَآءَ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ بِعَدَدِ الرَّمْلِ وَالْحَصٰی۔

عزیزو!

سب تعریف اللہ تعالیٰ کے لیے ہے جس نے بعض دنوں پر عاشورے کے دن کو شرف دیا ہے۔ اور اس میں نبیوں کو پیدا کیا ہے۔ علاوہ ازیں ابوالبشر حضرت آدم علیہ السلام وامّ البشر حوا سلام اللہ علیہا۔ اور عرش وکرسی۔ لوح وقلم۔ جنت الماویٰ۔ اور رحمت وارواح اور زمین وآسمان کو پیدا کیا۔ اور بعض نبیوں کو بھی اس دن نبوت کے ساتھ شرف بخشا۔ اور جس اپنے فضل وبزرگ کرم سے اس دن کے روزہ کے ساتھ جزا اور لقا عنایت کیا اور درود وسلام اور تحیت واکرام نازل ہو نبیوں کے سردار برگزیدہ خلق "محمد مصطفےٰ" پر جس نے فرمایا کہ جو چاہے۔ کہ اللہ تعالیٰ اُس کے گناہوں کو دُور کرے تو اس پر لازم ہے کہ عاشورہ کا روزہ رکھے۔ درود ہو اللہ

کا ان پر اور سلام ہو اُن کی آل اور اُن کے اصحاب پر برابر کنکروں گے شمار کے ۔

(از انیس الواعظین صفحہ ۲۴۸)

عاشورے کے معنے اور اس کی حقیقت

مذہبی کتب و سیر میں عاشورے کے بے شمار فضائل لکھے ہوئے ہیں۔ اس "تذکرۂ حبیبی" میں مختصر طور پر یوم عاشورہ کے خصائل اور احکامات اسلافِ صالحین و بزرگان دین کے معتبر کتب و سیر سے اخذ کر کے بیان کروں گا۔ "عاشورہ" کے یہ ہیں کہ جو شخص اس کی حرمت و عزت کرے گا وہ تو "علیٰ نُور" زندگی بسر کرے گا گویا اس کی "عاشِ نوراً" تھی نون تخفیفاً حذف ہو گیا اور "عاشورہ" رہ گیا۔ یہ وہ مبارک دن ہے جس میں اہل کہف (وہ اصحاب کہف جن کا قرآن مجید میں ذکر آیا ہے) ایک کروٹ سے دوسری کروٹ بدلتے ہیں۔ اور محرم کی دسویں تاریخ کو اس واسطے بھی "عاشورہ" کہتے ہیں کہ خداوند تعالیٰ نے اس دن انبیاء علیہم السّلام کی ایک جماعت کا اکرام و وقار فرمایا۔ آدم علیہ السلام کو برگزیدگی کا خلعت پہنایا۔ حضرت ادریس علیہ السّلام کو آسمان پر زندہ اٹھا لیا۔ اسی دن حضرت نوح علیہ السلام کی کشتی "جودی" پہاڑ پر ٹھہری۔ اس کے بعد ایک سو پچاس دن تک پانی زمین پر ٹھہرا رہا اور چالیس رات دن تک لگاتار پانی بڑھتا رہا۔ زمین کے چشموں کا پانی زرد اور آسمان کا پانی سرخ تھا۔ (از نزہتہ المجالس)

عاشورے کے دِن مختلف غلات کا کھانا پکانا

"مورد العذاب" میں لکھا ہے کہ جب عاشورے کے دن نوح علیہ السلام کی کشتی ٹھہری تو آپ نے فرمایا لوگو! جس قدر تمہارے پاس توشہ بچا ہے سب ایک جگہ اکٹھا کر دو۔ یہ اعلان سن کر کسی نے جو۔ کسی نے جوار۔ کوئی گیہوں۔ تو کوئی لوبیا۔ کوئی مسور وغیرہ لے آیا۔ جب سب لوگوں کا توشہ ایک جگہ جمع ہو گیا تو نوح علیہ السلام نے فرمایا کہ ان مختلف غلات کو سلامتی کے شکریہ میں ایک برتن

میں پکاؤ۔ پس اُسی دن سے مسلمانوں میں مختلف غلات کا کھانا پکانا شروع ہو گیا۔
(مورد العذاب)

عاشورے کے دِن قدرت خدا کے عجائب و غرائب کا اظہار

اسی عاشورے کے روز حضرت ایّوب علیہ السلام کی مضرّت دُور کی گئی۔ یونس علیہ السلام چالیس روز کے بعد اسی دن مچھلی کے پیٹ سے نکلے۔ اسی دن یعقوب علیہ السّلام نے چالیس یا اسّی برس کے بعد یوسف علیہ السلام سے ملاقات کی۔ اسی دن عیسیٰ علیہ السلام پیدا ہوئے اور اسی دن آسمان پر زندہ اٹھا لئے گئے۔ اسی دن جناب نبی کریم علیہ التحیۃ والتسلیم حضرت خدیجہؓ کو نکاح میں لائے اسی دن خدائے تعالیٰ نے آسمان و زمین۔ لوح و قلم اور آدم و حوّا کو پیدا کیا اور اسی دن قیامت برپا ہوگی۔ (ذخیر المؤانس)

ست نجا (سات اناج) پکانے کی شہرت!

رئیس الواعظین عمدۃ المحققین حضرت مولانا مولوی ابوبکر صاحب قریشی نور اللہ مرقدہٗ اپنی تصنیف "اشرف الواعظین" (جس کا اردو ترجمہ مولانا حضرت غلام حیدر صاحب رحمۃ اللہ نے فرمایا ہے) ست نجا (سات اناج) پکانے کی ابتدا کا واقعہ اس طرح لکھتے ہیں۔ کہ عاشورہ کے دن حضرت امیر المؤمنین امام حسن و امیر المؤمنین حضرت امام حسین علیہما السلام اور شہیدانِ کربلا کے ارواح کے لیے للّٰہ کچھ کھانا دے تاکہ یہ اس کی شفاعت کریں۔ اور ست نجا جو مشہور ہے یعنی سات اناج ملا کر پکانا اُس کا کیا سبب ہے؟ بعض کے نزدیک اس کا سبب یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو عاشورے کے دن کسی درویش کو کھانا دے تو تمام سال وہ کھانا اس پر فراخ ہوگا پس سب کھانے رکھ دیئے تاکہ ہر جنس طعام کی تمام سال اس پر کشادگی ہو۔ اور بعض کہتے ہیں کہ عاشورے کی رات کو دشتِ کربلا میں جو جو غلہ کسی کے پاس موجود تھا وہ سب اکٹھا کیا اور پکایا گیا۔ اُس غلّہ کی کئی جنسیں

تھیں پھر یہی طریقہ قائم رہا۔ اور بعض کہتے ہیں کہ حضرت حسین کی بی بی شہر بانو نے ہانڈی چڑھائی اور اس میں سات رنگ کے کنکرے تھے وہ کہتی تھیں کہ ابھی کھانا پک جاتا ہے تو اللہ تعالےٰ نے ہر قسم کے کنکروں کو ایک قسم غلہ کی کردی وہی سنت قائم رہی۔ اور بعضوں نے کہا کہ اُس دن تونگروں نے کئی نعمتیں مہیا کیں اور فقیروں نے غلہ جمع کیا ہوا پکایا وہ غلہ کئی قسم کا تھا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فقیروں کے طعام میں رغبت فرمائی اور اس کی طرف نبی علیہ السلام کی رغبت کرنے کے باعث سب نے اسی طعام کو اختیار کیا اور سنت قائم رہی۔ واللہ اعلم بالصواب

(از اشرف الواعظین فضائل عاشورہ ص۲۵۵)

ہر دانۂ غلہ کے عوض نیکی لکھّی جاتی ہے!

حضرت خواجہ امیر خسرو نظامی دہلوی قدس سرہٗ افضل الفوائد میں لکھتے ہیں کہ حضرت خواجہ نظام الدین اولیا محبوب الٰہی رحمتہ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا کہ حدیث شریف میں آیا ہے کہ جو شخص عاشورے کے دن سات قسم کے دانے پکائے گا ہر دانے کے بدلے اُس کے نام نیکی لکھی جاتی ہے اور اُسی قدر بُرائیاں مٹائی جاتی ہیں

(از افضل الفوائد)

اہل وعیال پر فراخی

حضرت رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جو شخص عاشورے کے دن اپنے بال بچوں پر فراخی کرے گا اور کھانے پینے میں وسعت کرے گا تو اللہ تبارک وتعالیٰ سارے برس اُس پر فراخی رکھے گا اور رزق میں کشادگی دے گا۔

(بیہقی)

عاشورے کا روزہ!

طبرانی کی روایت میں آیا ہے کہ جو شخص محرّم کا ایک روزہ رکھے گا اُسے تیس روزوں کا ثواب ملے گا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص یکم محرّم سے عشرے تک دس روزے رکھے گا وہ فردوسِ اعلیٰ کا وارث بنایا جائے گا۔ اور جو شخص عاشورے کا روزہ رکھے گا خدائے تعالیٰ اس کے لیے ہزار حج اور ہزار عمرے کا ثواب لکھے گا اور ہزار شہیدوں کا ثواب دیا جائے گا۔ اس کے لیے مشرق و مغرب کے درمیان کا ثواب لکھا جائے گا اور اُسے مقبولیت میسر ہوگی کہ گویا اُس نے اسماعیل علیہ السلام کی اولاد کے ہزار بردے آزاد کئے اس کے واسطے جنت میں ستّر ہزار محل لکھے جائیں گے اور خدائے تعالیٰ اس کے جسم پر دوزخ کی آگ حرام کر دے گا۔ (خیر المؤانس)

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رض قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ صَامَ یَوْمَ عَاشُوْرَآءَ کَتَبَ اللّٰہُ تَعَالٰی لَہٗ ثَوَابَ عِبَادَۃِ سِتِّیْنَ سَنَۃً قَامَ لَیَالِیْھَا وَ صَامَ نَھَارَھَا روایت ہے ابن عباس رض سے کہا فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جو عاشورے کے دن روزہ رکھے اس کے لیے اللہ تعالیٰ ساٹھ سال کی عبادت کا ثواب لکھتا ہے۔ جو رات کو قیام کرے اور دن کو روزہ رکھے یہ عاشورے کا دن بہت بزرگ دن ہے اس دن کا روزہ حضرت آدم علیہ السلام پر فرض تھا اور آدم علیہ السلام کے زمانے سے رسول علیہ السلام کے زمانے تک پہلی اُمتوں کے لیے یہ عید کا دن تھا سب لوگ اس دن میں خوشی کرتے رہے ہیں ۔

(انیس الواعظین صفحہ ۲۴۹)

عاشورے کے دن تلاوت قرآن

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو عاشورے کے دن ایک نیک کام کرے وہ ہزار نیک کام

کا ثواب پائے گا۔ اور جو شخص عاشورے کے دن دس آیتیں قرآن شریف کی پڑھے تو ایسا ہے کہ جیسے تمام قرآن شریف پڑھا۔ (انیس الواعظین)

نوافل نمازِ عاشورہ

شیخ الاسلام حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیری قدس اللہ سرہٗ العزیز کے اوراد میں لکھا دیکھا ہے کہ جو شخص ماہِ محرم شریف کی پہلی رات کو چھ رکعت نماز اس طرح ادا کرے کہ ہر رکعت میں سورہ فاتحہ ایک بار اور سورہ اخلاص دس بار تو اُسے اللہ تعالیٰ بہشت میں دو ہزار ایسے محل عنایت کرے گا جن میں ہر ایک محل کے یاقوتی ہزار دروازے ہوں گے اور ہر دروازے پر زبرجد کے تخت پر حور بیٹھی ہوگی۔ اس نماز پڑھنے والے کی چھ ہزار بلائیں دور ہوتی ہیں اور چھ ہزار نیکیاں اس کے نامۂ اعمال میں لکھی جاتی ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جو شخص عاشورے کے دن چار رکعتیں اس طرح پڑھے گا کہ ہر رکعت میں ایک دفعہ سورہ فاتحہ اور گیارہ دفعہ قل ھو اللہ شریف کی سورت تو خدائے تعالیٰ اس کے پچاس برس کے گناہ بالکل مٹا ڈالے گا اور اُس کے بیٹھنے کے لیے نوری منبر تیار کرے گا۔

اور رسول علیہ السلام نے فرمایا کہ جو شخص دو رکعت نماز عاشورہ اُسی دن پڑھے اور فاتحہ کے بعد ہر رکعت میں سورۂ اخلاص تین بار پڑھے تو اس کی اپنے کنبے کے لیے شفاعت مقبول ہوگی۔ (از انیس الواعظین)

ادعیۂ یومِ عاشورہ و دُعائے شبِ رُویتِ ہلالِ محرّم

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص "عاشورہ" کے دن دعا کرے اور اللہ تعالیٰ سے کوئی چیز مانگے تو اللہ تعالیٰ پر حق ہے یہ کہ وہ چیز اُس کو دے دے اور حاجت اُس کی پوری کر دے۔ (انیس الواعظین)

اور چاندرات کو جو شخص مندرجہ ذیل دعا پڑھے گا تو شیطان کہتا ہے کہ میں اس سے بالکل مایوس
و نا امید ہو گیا اور اُس پر خدائے تعالیٰ دو فرشتے مقرر کرتا ہے جو اس سارے برس تک اس کی حفاظت
میں مشغول رہتے ہیں (یہ دُعا ہماری مجلس میں جملہ حضارِ مجلس کے ساتھ پڑھی جاتی ہے،

(۱۲ منہ علمی القادری)

اَللّٰھُمَّ اَنْتَ الْاَبَدِیُّ الْقَدِیْمُ وَھٰذِہٖ سَنَۃٌ جَدِیْدَۃٌ اَسْئَلُکَ فِیْھَا الْعِصْمَۃَ مِنَ
الشیطان واولیائِہٖ وَالْعَوْنَ عَلٰی ھٰذِہِ النَّفْسِ الْاَمَّارَۃِ بِالسُّوْءِ وَالْاِشْتِغَالَ بِمَا
یُقَرِّبُنِیْ اِلَیْکَ یَا کَرِیْمُ +

ترجمہ: اے اللہ تو ہمیشہ رہنے والا قدیم ہے اور یہ نیا سال ہے میں اس میں شیطان اور اس
کے دوستوں کی تجھ سے پناہ مانگتا ہوں اور میں مدد مانگتا ہوں تیری اس نفس امارہ کے لیے
کے لیے جو برائیوں کے ساتھ حکم کرنے والا ہے اور تیرے قرب کی طرف نزدیک کرنے والی چیز میں
مشغول ہونا مانگتا ہوں۔ (از نزہتہ المجالس)

اوراد و وظائف عاشورہ!

جو شخص عاشورے کے روز ستر مرتبہ حَسْبِیَ اللّٰہُ نِعْمَ الْوَکِیْلُ نِعْمَ الْمَوْلٰی وَنِعْمَ النَّصِیْرُ"
پڑھے تو اللہ تعالیٰ اُسے بخش دے گا اور اس کا نام اولیاء و مشائخ کبار میں لکھے گا۔

(از راحت القلوب)

اور جو شخص عاشورے کے دن قُلْ ھُوَ اللّٰہُ اَحَدٌ ایک ہزار مرتبہ پڑھے گا تو خداوند تعالیٰ
اس پر رحمت کی نظر ڈالے گا اور اُسے صدیقوں کے دفتر میں لکھے گا۔ (از نزہتہ المجالس)

عاشورے کے دن یتیموں کے ساتھ نیکی کا سلوک کرنے کا ثواب!

حدیث میں آیا۔ مَنْ مَسَحَ یَدَہٗ عَلٰی رَاْسِ الْیَتِیْمِ فِیْ یَوْمِ عَاشُوْرَاءَ رُفِعَتْ لَہٗ بِکُلِّ

شَعۡرَۃٍ دَرَجَۃً فِی الۡجَنَّۃِ جو عاشورے کے دن یتیم کے سر پر ہاتھ پھیرے تو ہر بال کے بدلے جو اس کے ہاتھ کے نیچے آئے سو نیکیاں اس کے اعمال نامہ میں لکھتے ہیں (ہاتھ پھیرنے سے مراد اُن کے ہاتھ میں کوئی چیز دینی یا اُن کے ساتھ نیکی کا سلوک کرنا ہے"۔

(از انیس الواعظین)

جو شخص عاشورے کے دن یتیم بچے کے سر پر دست شفقت پھیرے گا تو اُسے خداوند تعالیٰ یتیم کے ہر ہر بال کے عوض جنت میں ایک ایسا درخت عنایت فرمائے گا جس پر وہ زیورات اور حلّے ہوں گے جنہیں خدا کے سوا اور کوئی نہیں جانتا۔ (از نزہتہ المجالس)

یوم عاشورہ غسل کرنا اور سُرمہ لگانا اور خیرات و نیک اعمال کرنے کی فضیلت

حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ جو عاشورہ کے دن اللہ کی عبادت کے لیے غسل کرے تو اس کے اعمال نامہ میں اللہ تعالیٰ ہر قطرے کے بدلے ایک سال کی عبادات کا ثواب لکھتا ہے۔ اور گناہوں سے ایسا پاک ہو جاتا ہے کہ جیسے ماں کے پیٹ سے ابھی پیدا ہوا ہو اور اللہ اس کے بدن کو تمام زخموں سے نگاہ رکھتا ہے اور برص اور جذام سے بے خوف رہتا ہے۔

(از انیس الواعظین)

جو شخص عاشورے کے دن غسل کرے گا سارے برس میں مرض موت کے علاوہ اور کسی مرض میں گرفتار نہ ہوگا۔ (از نزہتہ المجالس)

سُرمہ لگانا!

حدیث: مَنِ اکۡتَحَلَ بِالۡاِثۡمِدِ فِیۡ یَوۡمِ عَاشُوۡرَاءَ لَمۡ تَرۡمَدۡ عَیۡنَاہُ اَبَدًا ۝

جو شخص عاشورے کے دن آنکھوں میں سُرمہ لگائے اس کی کبھی آنکھ نہیں آئے گی۔ اور اللہ تعالیٰ اُس کی آنکھوں کو اندھا ہونے اور آگ کے جلنے سے نگاہ رکھتا ہے۔ (از انیس الواعظین)

جو شخص آنکھوں میں سرمہ لگائے گا اس سال میں اس کی آنکھیں دکھنے نہ آئیں گی (نسفی کہتے ہیں، کہ اس کے یہ معنی ہیں اُس کے دِل کی آنکھیں نہ دکھیں گی)

(از نزہتہ المجالس)

یومِ عاشورہ علمائے کرام وسادات عظام کی زیارت

جو عاشورہ کے دن عالم کی زیارت کرے تو ایسا ہے جیسے زیارت کی نبی کی۔ اور لکھا ہوا ہے اللہ تعالیٰ نے اُس کے لیے ہر نگاہ کے بدلے جو اس کی طرف دیکھے ایک ہزار سال کی عبادت کا ثواب ہے۔ اور رسول علیہ السلام نے فرمایا کہ جو عاشورے کے دن عالم کی طرف دیکھے بقدر گنتی ہر بال کے کہ اس کی نظر میں آئے ثواب حج اور عمرے کا پائے گا اور بدلے ہر ہر قدم کے جو رکھتا ہے اور اٹھاتا ہے غلام کے آزاد کرنے کا ثواب پائے گا۔

(از انیس الواعظین)

سادات کرام کی ہمدردی

حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمتہ لکھتے ہیں کہ حضرت امجد شیبانی قدس سرہٗ اور دوسرے بزرگوں کا یہی دستور تھا کہ عاشورہ کے دن یہ لوگ سادات کے گھر کھانا لے کر جاتے تھے۔

(از اخبار الاخیار)

حضرت مخدوم شیخ شرف الدین یحیٰ منیری قدس سرہٗ کا وطیرہ تھا کہ عاشورے کے دن اکثر آدمی جمع ہوتے تھے اور سادات کرام کے ہاں جا کر ہمدردی کرتے تھے۔ چنانچہ خود فرماتے ہیں کہ اس دن خاندانِ ساداتِ کرام سے ماتم پرسی کرنا واجب ہے۔

(از منح المعانی)

خیرات وحسنات ونیک اعمال

جو شخص دو آدمیوں کے درمیان عاشورے کے دن صلح کرا دے تو اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اُس سے دشمن کے درمیان صلح کرا دے گا اور جنت واجب کر دے گا۔

(انیس الواعظین)

بیمار پُرسی

جو عاشورے کے دن بیمار کو پوچھنے جائے تو اللہ تعالیٰ اس کے اعمال نامہ میں ہر ہر قدم کے بدلے ایک شہید کا ثواب لکھتا ہے اور جب اس کے پاس سے اٹھتا ہے تو سب گناہوں سے ایسا باہر نکل آتا ہے کہ جیسے ماں کے پیٹ سے پیدا ہوا۔

(انیس الواعظین)

راستہ بتانا

اور جو شخص عاشورے کے دن کسی راہ سے بھٹکے ہوئے کو راستہ بتا دے گا تو حق تعالیٰ اُس کے دل کو نور سے بھر دے گا۔

(خیر المونس)

خیرات کرنا

جو شخص غربا و مساکین کو اس مبارک دن میں خیرات دے گا تو گویا اُس نے کسی سائل کو بغیر دیئے نہ چھوڑا۔ اور جو شخص اس سعید دن میں کسی مسکین ومحتاج کی عظمت و توقیر کرے گا تو خدائے تعالیٰ اس دن توقیر وعظمت کرے گا جس دن وہ قبر میں رکھا جائے گا۔

غصہ پینا

جو شخص اُس مبارک دن غصہ پی لے گا اُسے خدائے تعالیٰ راضیین میں لکھے گا۔
(خیر المونس)

زندۂ جاوید یادگار یومِ عاشورہ

عزیزو! یہی وہ دن ہے "یوم عاشورہ" جس دن گلشن نبوّت میدان کربلا میں تاراج ہوا۔ نبیؐ کے نورعین مولا حسین علیہ السلام سے تکمیلِ شہادتِ عبدیّت کا کاج ہوا۔ اسی دِن زمینِ کربلا کو رسول اللہ کے مقدس خاندان کے خون کے ساتھ رنگا گیا۔ اسی دِن انسان نما حیوانوں اور نام ونہاد اسلام کے نام لیواؤں نے شجر اسلام سے دردِ انسانیت کے پتّے۔ عشق ومحبت کی شاخیں۔ حریت وآزادی کے پھول۔ ایمان ویقین کے پھل۔ تیشہائے ظلم وجور سے چھانٹ کر رکھ دیئے۔ مگر قربان جائیے! خاندان رسول کے اور تصدق جگر گوشۂ بتولؓ کے جنہوں نے یزیدیوں کے جور وایذا کو سہتے ہوئے اپنے لہو سے از سر نو شجرِ اسلام کو تناور فرمایا اور اپنے جلیل القدر جانبازوں کی مقدس قربانیوں سے تا قیامِ قیامت ہونے والی نسلوں کے لیے حقانیت وروحانیت اور حریت وخدا پرستی کے نکات کی لاجواب کھلی تشریح رزمگاہِ کربلا میں اقوامِ عالم کو بتلا کر اپنے درد بھرے ورقت انگیز واقعات سے خوابیدہ رُوحوں کو جگانے اور اثرِ جمودیت یافتہ دلوں کو زندگی پانے کا زود اثر سبق سکھلا گئے۔ اور ان ایامِ عشرہ محرّم الحرام کو جنہیں مخصوص شہرت حاصل تھی اپنے اس عظیم الشان کارنامے کی زندہ جاوید یادگار بنا کر شہرت عظیم عنایت کر دی اور اکوانِ عالم میں ان متبرک ایام "عشرۂ محرّم الحرام" کی تشہیر عام فرما گئے۔ ؎

عاشورۂ محرّم عالی کی یادگار!
حسینؓ باصفا کو ہمارا سلام ہو

نوافل نماز برائے ایصال حضرات حسنینؓ

جو مومن مسلمان عاشورہ کے دن چار رکعتیں بر رُوح امام حسن و بر رُوح امام حسین علیہما السلام برائے ایصال ثواب پڑھے اور ہر رکعت میں بعد فاتحہ کے سورۂ اخلاص پندرہ دفعہ پڑھے تو دونوں صاحبزادے قیامت کے دن اس کی شفاعت کریں گے۔

حضرت شیخ شبلیؒ علیہ الرحمۃ کا معمول

حضرت شیخ شبلی رحمۃ اللہ علیہ نے یہ نماز اُن کے لیے پڑھی تھی شیخ شبلیؒ فرماتے ہیں کہ ایک رات میں نے دونوں صاحبزادوں (حضرات حسنینؓ) کو خواب میں دیکھا اور میں نے سلام کیا مگر اُنہوں نے مجھے سلام کا جواب نہ دیا مجھ سے منہ پھیر لیا تو میں نے فریاد کی کہ اے شہزادگانِ والاتبار میں نے کیا خطا کی؟ انہوں نے جواب دیا کہ تو نے خطا نہیں کی۔ لیکن ہم کو شرمندہ کیا ہے اس لیے ہم تیری طرف منہ نہیں کرتے لیکن تجھے خوش خبری ہو کہ جو ہماری روحانیت کی خوشنودی اور ایصالِ ثواب کے لیے عاشورہ کے دن یہ نماز پڑھے گا تو روزِ قیامت ہم بہشت میں داخل نہیں ہوں گے جب تک تجھ کو اور اس نماز پڑھنے والے کو بہشت میں داخل نہ کرلیں گے۔

(از انیس الواعظین)

غرض یہ ہے کہ محرم الحرام کا یہ دن "یوم عاشورہ"، یعنی دسویں محرم جس نے خاص شہرت کے قطع نظر عام طور پر شہادت حسینی۔ کے عظیم الشان کارناموں سے شہرت عامہ حاصل کیا ہے اس لیے اس مقدس اور متبرک دن کو خاص عبادات میں بسر کرنا لازمہ انسانیت ہے کیونکہ کربلا کے دولہا نے ہمارے تمہارے ہی لیے ہرے بھرے گھر کو لٹا دیا۔ ورنہ وہ تو اپنے مقدس فرشتہ سیرت ہونے میں کوئی شبہ کی گنجائش نہ رکھتے تھے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو توفیق بخشے کہ یادِ حسینؓ کو ان حسنات سے تازہ کریں اور آن کے نامِ اقدس پر اپنا مال و جان قربان کریں۔ :مـ

حسینؓ جانِ گرامی فدائے اُمّت کرد

رواست اُمّت اگر جاں کند فدائے حسینؓ

آمین بجاہِ سیّد المرسلین و آلہ المکرمین و اصحابہ المعظمین والصلوٰۃ والسلام علیٰ رسولہ وعلیٰ آلہ و اصحابہ اولیاہ اجمعین

برحمتک یا ارحم الرّاحمین

رباعی

از خواجہ معین الدین چشتی اجمیری سلطان الہند غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ

شاہ است حسینؓ بادشاہ است حسینؓ
دین است حسینؓ دین پناہ است حسینؓ
سر داد نہ داد دست در دست یزید
حقا کہ بنائے لا الٰہ است حسینؓ

پانچواں باب (۵)

رباعیات و مدحیات و مناقبات و سلام حسینیہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

"مسدس درود شریف" (فارسی)

"مندرجہ ذیل "مسدس درود شریف" (فارسی) والد ماجد حضرت حافظ صاحب قبلہ مدظلہ العالی کے مواعظ حسنہ کی "تمہید" ہے۔ اکثر شائقین واحباب مخلصین کے اصرار پر اسے زیب اوراق "تذکرہ حسینی" کیا جاتا ہے! (علی القادری)

چو بہ لامکاں تو زدے قدم
نگہ دو ابروئے یار خم
نہ بدل غمے نہ بدیدہ نم
چو رسید قطرہ بہ سوئے یم
بلغ العلیٰ بکمالہٖ
حسنت جمیع خصالہٖ

دو کمان جذب شدہ بہم
نہ کمان کم است و نہ تیر کم
زدو سو نظارہ بودہ غم
لبِ خضر گفت شہِ اُمم
کشف الدجیٰ بجمالہٖ
صلوا علیہ وآلہٖ

نہ دلے کہ بر تو فدا کنم
بہ غم تو جامہ قبا کنم
چہ حدیثِ زلف دوتا کنم
چو بیاں عروج ترا کنم
بلغ العلیٰ بکمالہٖ
حسنت جمیع خصالہٖ

نہ سرے کہ سجدہ ادا کنم
ہمہ حیرتم کہ چہا کنم
سخنے زبادِ صبا کنم
بہ چنیں ترانہ ثنا کنم
کشف الدجیٰ بجمالہٖ
صلوا علیہ وآلہٖ

بہ بَرِ تو جامۂ دلبری
تو حبیبِ خالقِ اکبری
نہ غنچۂ نہ گلِ تری
چو شدی بہ گنبدِ اخضری
بَلَغَ الْعُلیٰ بِکَمَالِہٖ
حَسُنَتْ جَمِیْعُ خِصَالِہٖ
بہ زبان چو نامِ تو می برم
چو شود فنا ہمہ پیکرم
بکجا جمالِ تو بنگرم
تو بہ عرش رفتی و خوشترم
بَلَغَ الْعُلیٰ بِکَمَالِہٖ
حَسُنَتْ جَمِیْعُ خِصَالِہٖ

بہ سرِ تو تاجِ پیمبری
ز حدیثِ مدحتِ ما بری
تو بہارِ عالمِ دیگری
شدہ تر زباں ملک پری
کَشَفَ الدُّجیٰ بِجَمَالِہٖ
صَلُّوْا عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ
دل خستہ میرود از برم
نہ رود ہوائے تو از سرم
ز سگانِ کوئے تو کمترم
کہ چنیں ثنائے تو گسترم
کَشَفَ الدُّجیٰ بِجَمَالِہٖ
صَلُّوْا عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ

بہ خدا کہ ہست خدائے تو
ز جمالِ مہر فزائے تو
بہ سرور نامہ سرائے تو
اثرے کہ دیدہ پائے تو
بَلَغَ الْعُلیٰ بِکَمَالِہٖ
حَسُنَتْ جَمِیْعُ خِصَالِہٖ
میں چمن کی سیر کو جب گیا
بہ زبان خویش ہے کہہ رہا
ہوا اور آگے جو میں رواں
ہے ترانہ سنج بدیں بیاں
مجھے حیرت آئی جو سر بسر
کہ خیال آپ کا ہے کدھر

ہمہ دیدہ بہرِ لقائے تو
دل ذرہ ذرہ فدائے تو
ہمہ صف کشیدہ برائے تو
ملکے بہ گفت ثنائے تو
کَشَفَ الدُّجیٰ بِجَمَالِہٖ
صَلُّوْا عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ
تو یہ دیکھا طوطیِ خوشنوا
بَلَغَ الْعُلیٰ بِکَمَالِہٖ
تو سنا کہ بلبلِ بوستاں
کَشَفَ الدُّجیٰ بِجَمَالِہٖ
تو کہا یہ قمری نے سرو پر
حَسُنَتْ جَمِیْعُ خِصَالِہٖ

وہیں شیخ سعدیِ نیک خو   ہوئے درس دہ زرہِ نکو
کہ ضرور آپ بھی اب کہو   صَلُّوْا عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلیٰ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلیٰ اٰلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ
وَاَصْحَابِہٖ وَبَارِکْ وَسَلِّمْ عَلَیْہِ

"سہرۂ شہادتِ عظمیٰ"

مندرجہ ذیل "سہرۂ شہادتِ عظمیٰ" ناناءِ بزرگوار حضور قبلہ و کعبہ مرشدی و مولائی مولانا الشیخ الطریق صوفی سائیں محمد عبد الغنی صاحب قبلہ قریشی القادری چشتی قلندری اویسی علیہ الرحمۃ والغفران نے وصال باکمال سے دو ماہ پہلے عشرۂ محرّم الحرام ۱۳۵۷ھ میں موزوں فرما کر اپنے "درس گاہِ معرفت" "حلقہ ذکر اللہ" میں اہلیانِ حلقہ ذکر اللہ کے رشد و ہدایت کے دوران میں ارشاد فرمایا تھا۔ اب یہ "مجالس یادگارِ شہادت حسینی" میں تبرکاً معہ حضارِ مجلس پڑھا جاتا ہے حضور سائیں صاحب قبلہ علیہ الرحمۃ کی مفصل سوانح حیات "حیات غنی الموسوم بہ مرغوب موحداں" دو آنہ قیمت پر ہم سے طلب کیجئے اور ہمارے خاندانی بزرگواروں کے مختصر تاریخی حالات "روئداد جامع قادریہ" "دعوتِ خیر" بلا قیمت طلب فرما کر مطالعہ کیجئے ۱۲ امنہ علیؓ القادری

آپ ہو آلِ پیمبر یا حسینؓ — جملہ اُمت کے ہو رہبر یا حسینؓ
سیدالشہدا کا سہرہ خوشنما — آپ کے سَر کیا ہے خوشتر یا حسینؓ
صبر و تسلیم و رضا میں آپ کا — کون ہے دُنیا میں ہمسر یا حسینؓ
یوں تو دنیا میں ہیں شہدا سینکڑوں — پر ہیں سب کے آپ سرور یا حسینؓ
جملہ اُمت کو نہ کیونکر فخر ہو — آپ سا اُن کا ہے رہبر یا حسینؓ
دہر میں اُمت کے ہو پشت و پناہ — حشر میں ساقیِ کوثر یا حسینؓ
غوث ہیں نعلین بردار آپ کے — قطب از خدّام کمتر یا حسینؓ
آپ ہو از شرف ممتازِ درود — یہ ہے عزت تا بہ محشر یا حسینؓ

اہلِ حلقہ اور غنی ہے ملتجی!
ان پہ بھی ہو ظلِ اطہر یا حسینؓ

"قصیدۃ الحسنیٰ المعروف جوہر حسینیؑ"

نامِ حسینؓ

"از قلمِ حقیقت رقم والدِ ماجد قبلہ مدظلہم الاقدس خطیب اعظم کراچی"!

نامِ حسینؓ پر ہوں میں قربان بار بار — ہر حرف میں حسینؓ کے ہیں راز بے شمار
یاں اک زبان میری ہے وہ بھی گنہگار — اس نام کے طفیل ہوں بخشش کا خواستگار

"ح"

حائے حسینؓ میں یہ حقیقت ہے جلوہ گر — حق کی حمایت آپ میں ظاہر ہے سر بسر
"ح" حسنِ خلق و حسنِ امامت کی ہے دلیل — اور حفظِ شرع و دیں کی حفاظت کی ہے دلیل
حقا کہ حق محبتِ حق کا ادا کیا — راہِ خدا میں حقِ شہادت ادا کیا
کیا خوب شعر حافظ شیراز نے کہا — جو حسبِ حالِ پاک ہے اور حسبِ مدعا
سرِ نیست در حقوقِ محبت برائے ما — عشاق از دو دیدہ کشند ابتلائے ما
ریحانۂ رسولؐ ہیں ابن بتولؓ ہیں — مولا حسین باغِ شہادت کے پھول ہیں

"س"

سینِ حسینؓ سرِ خدا کا وہ راز ہے — سجدے میں سر کے دینے سے جو سرفراز ہے
سینِ حسینؓ سید و سردار سرخرو — رکھلی ہے جس نے دینِ مقدس کی آبرو
یہ سین سرِ حق کی علمدار صاف صاف — حق سرہ کے اس میں ہیں اسرار صاف صاف

سرِ خدا و سرِ نبیؐ سرِ حیدری
سید ہر دو کون بھی ہے بین سروری

"ی"

یائے حسینؓ یادِ خدا کا ہے وہ سبق
جس پر گواہ سبھی سادات کے طبق
اس "ی" میں یادِ حق کا ہے جذبہ چھپا ہوا
یادِ حسین یادِ نبی یادِ مرتضےٰ
یادِ حسین یادِ نبی یادِ فاطمہؓ
یعنی ہے یادِ پنجتنِ پاک برملا

"ن"

نونِ حسین اشارہ ہے نامِ حسین کا
یعنی نبیرۂ نبویؐ نورِ عین... کا
اس نون میں ہے نورِ محمدؐ کی سب جھلک
نورِ خدائے لم یزلی کی ہے سب چمک
نونِ حسین ناطقۂ حق لسانِ عشق
قائم ہے جس کے دم سے جہاں میں نشانِ عشق
وہ مرتبہ بلند ہے نونِ حسین کا
ہر قطرہ صدحیات ہے خونِ حسین کا
ہے پست جس کے سامنے یہ گنبدِ فلک
کرتا ادب ہے جس کا ہر اک قدسی و ملک
قرآن میں بھی آئی اسی نون کی قسم
نازل ہوئی ہے سورہ حق "ن والقلم"
نامِ خداوہ نون ہے نامِ حسین کا
اللہ راز داں ہے مقامِ حسین کا

"توصیف چار حرف"

نامِ حسین پاک میں آئے ہیں حرف چار
حاصل ہیں جس سے آپ کو اوصاف چار یار
صدیق کا جو صدق ہے حاصل حضور کو
فاروق کا بھی عدل ہے حاصل حضور کو
عثمان کا حلم بھی تو عطا آپ کو ہوا
شیرِ خدا کے شیر ہو آگے بیاں ہوا
چاروں خلافتوں کا کیا حق ہے وہ ادا
نازاں ہے جس پہ دینِ خداوند کبریا

لفظِ امام

آئے ہیں چار حرف ہی لفظ امام میں
اور چار حرف آئے ہیں "اللہ" کے نام میں

آئے ہیں نام پاک "محمد" میں چار حرف
اور نامِ پاک حضرت "احمد" میں چار حرف

ہیں چار چار چار حرف "درود" "سلام" میں
اور چار ہی ہیں حرف خدا کے "کلام" میں

آئے ہیں صاف "حیدر" "صفدر" میں چار حرف
"اکبر" میں چار حرف ہیں "اصغر" میں چار حرف

ہیں چار حرف حضرت "عباس" میں عیاں
اور چار حرف حضرتِ "مسلم" میں بھی ہیں ہاں

چار نعمتیں

یہ چار نعمتیں بھی ملیں خاص آپ کو
پہنچا یہ حصہ خالص الاخلاص آپ کو

نانا نبی سا... باپ علی فاطمہ سی ماں
بھائی بڑا "حسن" سا ملا کس کو بیگماں

یہ چار نعمتیں ہیں خصوصیت آپ کی
یہ عظمت آپ کی یہ کرامت ہے آپ کی

جو ہر عطا جو سابقے "صحابہؓ" کو ہیں ہوئے
وہ ختم سارے آپ پہ اللہ نے کر دیئے

کینے سے صاف سینہ حسینِ شہید کا
اور دل ہوا ہے آئینہ مولا کی دید کا

اقلیم صبر و شکر کا پایا وہ تاج ہے
ثانی جہاں میں جس کا نہ کوئی بھی آج ہے

فیضِ علیؓ نبیؐ کے ہوئے مہر و ماہ حسین
تسلیم اور رضا کے ہوئے بادشاہ حسین

سنی ہو یا شیعہ ہو ہے قربان حسینؓ پر
دل جان سے فدا ہے مسلمان حسینؓ پر

اسلام فخر کرتا ہے نامِ حسینؓ پر
آزادی ہے نثار غلامِ حسینؓ پر

نامِ حسین کا مجھے تعویذ گر ملے
سمجھوں گا میں بہشت میں اڑنے کو پر ملے

ابدال و غوث و قطب ادب سے ہیں سب کھڑے
وہ آستانِ فیض امامِ حسینؓ ہے

نامِ حسینؓ میں ہے قلم کیا رواں ہوا
دریائے بیکنار کا ظاہر سماں ہوا

قربان ہوں فدا ہوں میں نام حسین پر
عاشق ہوں میں سلام وکلام حسین پر
جس نے بڑھائی تا بہ اَبد شانِ کربلا
جس کو خدا نے کر دیا سلطانِ کربلا
زندہ ہوا ہے دین اسی کربلا کے بعد
"اسلام زندہ ہوتا ہے ہر کربلا کے بعد"

"دُعا بنامِ حسین رضی اللہ عنہ"

اے عاشقانِ بزمِ شہِ کربلا حسین
آمین سب کہو میں کہوں المدد حسین رضی اللہ عنہ
دربارِ پاک میں یہ قصیدہ قبول ہو
یا حبذا قبول کا مژدہ حصول ہو
ہیں خوش نصیب بزمِ محبانِ اہلِ بیت رضی اللہ عنہم
سر پر ہے جن کے سایہ دامانِ اہلِ بیت رضی اللہ عنہم
کافی ہے مجھکو ہو یہ بشارت قبول کی
جنت ملے محبتِ آلِ رسول ﷺ کی
فیضِ غمِ حسین سے ہوں سارے غم غلط
مشربِ صفا ہو دفع ہوں سارے غلط ملط
نامِ حسین کا جو قصیدہ رقم ہوا
اُمید ہے کہ دُور میرا سارا غم ہوا
اس نام کے طفیل میں کرتا ہوں اب دُعا
یا رب رہوں غلامِ شہنشاہِ کربلا

زندہ رہوں محبتِ آلِ رسول ﷺ میں
اور جاں بھی دُوں محبتِ آلِ رسول ﷺ میں

"اِستغاثۂ حسینی رضی اللہ عنہ"

مندرجہ ذیل "استغاثہ حسینی" عُرسِ پاک حسینی کی تقریب پر جامع قادریہ کی قدیمی مجالس یادگار شہادت حسینی میں اختتامِ وعظ پر حاضرینِ مجلس کی پُر خلوص "صدائے آمین" کے ساتھ والد ماجد قبلہ مدظلہم الاقدس کی زبانِ مبارک سے بہ خلوصِ دل "سرکارِ حسینیہ" میں پیش کیا جاتا ہے۔ اللہ عزوجل بتصدیق مولا حسین علیہ السلام اس کو اپنی بارگاہ میں قبول فرمائے آمین ۱۲ منہ (علمی القادری)

یا حسین ابنِ علیؓ آپ کے سر کا صدقہ
آپ کے جود و سخا آپ کے دَر کا صدقہ
آپ کے بذل و عطا آپ کے گھر کا صدقہ
آپ کے جذبۂ و ایثار و اثر کا صدقہ
آپ کے خلق و کرم علم و ہُنر کا صدقہ
آپ کے صبر و رضا فتح و ظفر کا صدقہ
آپ کے درد بھرے قلب و جگر کا صدقہ
آپ کے عشق و محبت کی نظر کا صدقہ
آپ کے فضلِ خداداد شہرت کا طفیل
آپ کی نعمتِ عرفان و امانت کا طفیل
آپ کے دینِ پیمبر کی امامت کا طفیل
آپ کے رتبۂ عُلیائے شہادت کا طفیل
حضرتِ فاطمہؓ خاتونِ قیامت کا طفیل
شبرِ حق سیدنا شاہِ ولایت کا طفیل!
آپ کے جدِّ کریم احمدِ محمود مقام
ان پہ اللہ کے ہر دم ہوں درود اور سلام

نام ہے جن کا محمدؐ جو ہیں اللہ کے رسولؐ
استغاثہ ہو یہ سرکارِ حسینی میں قبول

اپنے حق اور صداقت کی قیادت کا طفیل
قاسم و اکبر و اصغر کی شہادت کا طفیل
صدقۂ شاہِ حسنؓ سید و معصوم امام
صدقۂ حضرت عباس ولیُّ الاعلام
آپ کے جتنے ہیں دامن سے لگے یا مولا
حاجتیں سب کی ہوں درگاہِ الٰہی سے روا
دردمندوں کو ملے دردِ محبت کی دوا
اور جو بیمار ہیں سرکار سے پائیں وہ شفا
قرض کے بوجھ بھی اک اک کے سروں سے ہوں دور
فرض ادا کرتے رہیں شوق سے حتی المقدور
پنجۂ ظالم بیدیں سے ہر اک کو ہو نجات
فیض سرکار حسینی کا ملے آبِ حیات
جو ہوں محتاج ملے ان کو غنائے دارین
حاصلِ امتِ احمد ہو فلاحِ کونین!

این دُعا از من و از جملہ جہاں آمین باد
وین سخن از من و از رُوحِ رواں آمین باد

(از والد ماجد قبلہ مدظلہٗ)

تجھ پہ ہزاروں سلام

جادۂ حق کے امام — تجھ پہ ہزاروں سلام — عاشقِ ربُّ الانام — تجھ پہ ہزاروں سلام
اے شہِ کرب و بلا — مالکِ ملکِ وِلا — ذاکرِ حق صبح و شام — تجھ پہ ہزاروں سلام
تجھ پہ ارادت نثار — تجھ پہ قیادت نثار — تو ہے کرامت مقام — تجھ پہ ہزاروں سلام
قرۃِ عینِ نبیؐ — راحتِ جانِ علیؓ — حکمِ حیاتِ دوام — تجھ پہ ہزاروں سلام
جانِ مکرم حسینؓ — خلقِ مجسّم حسینؓ — پیکرِ تسلیم تام — تجھ پہ ہزاروں سلام
فاطمہؓ کے مہ لقا — لختِ دلِ مجتبےٰ — سیّدِ عالی مقام — تجھ پہ ہزاروں سلام
خون سے اپنے کیا — زندہ ہے اسلام کو — پی کے شہادت کا جام — تجھ پہ ہزاروں سلام
مرثیہ خواں ہیں ترے — جن و بشر اور ملک — کہتا ہے عالم تمام — تجھ پہ ہزاروں سلام
کرتے ہیں قدسی بھی سب — نام کا تیرے ادب — کیوں نہ کہیں ہم مدام — تجھ پہ ہزاروں سلام
حسنِ عقیدت کے پھول — کرتے ہیں نذرِ حضور — باعثِ صد احترام — تجھ پہ ہزاروں سلام

کیوں نہ جھکے سر مرا — خاکِ درِ پاک پر
ہوں ترے در کا غلام — تجھ پہ ہزاروں سلام

(از والدِ ماجد قبلہ مدظلہ)

سلام بروحِ سیّد الشّہدا علیہ السّلام

سلطانِ کربلا کو — ہمارا سلام ہو — اُمت کے پیشوا کو — ہمارا سلام ہو
رحمت خدا کی شاہِ — شہیداں کی روح پر — ملت کے مقتدا کو — ہمارا سلام ہو

رنج و بلا میں شکر خدا کا ادا کیا — اُس دافعِ بلا کو ہمارا سلام ہو
تیغوں کے سائے میں بھی عبادت خدا کی کی — بُرہانِ اتقیا کو ہمارا سلام ہو
خنجر گلے پہ اور دُعا لب پہ ہے رواں — اُس پیکرِ عطا کو ہمارا سلام ہو
یہ بھوک اور یہ پیاس یہ فرضِ جہادِ حق — سرچشمۂ رضا کو ہمارا سلام ہو
زہرا کے لال اور پیمبرؐ کے نورِ چشم — دلبندِ مرتضےٰ کو ہمارا سلام ہو
بیٹے بھتیجے بھانجے سب ہو گئے شہید — قربانیٔ خدا کو ہمارا سلام ہو
اُمت کے نوجوانوں پہ اکبرؓ فدا ہوئے — جانبازِ مصطفےٰ کو ہمارا سلام ہو
اُمت کے بچوں پر علی اصغر ہوئے فدا — معصومِ مجتبےٰ کو ہمارا سلام ہو
سر دیدیا مگر نہ دیا ہاتھ غیر کو — اُس عینِ حق نما کو ہمارا سلام ہو
دینِ محمدی کے نشاں فخرِ دو جہاں — حسنینِ باصفا کو ہمارا سلام ہو
عاشورۂ محرّم عالی کی یادگار — ایثارِ کبریا کو ہمارا سلام ہو

پڑھ کر درود ادب سے غلامِ حزیں تو کہہ
سلطانِ کربلا کو ہمارا سلام ہو

(از والد ماجد قبلہ مدظلہ)

مدحِ حسینیہ

فدا آلِ نبی نے کر دیا اُمت پہ سر اپنا — غمِ اُمت میں دے ڈالا ہے دل اپنا جگر اپنا
اٹھائیں فکرِ ناموسِ نبوت میں وہ تکلیفیں — کیا قرباں علی اصغرؓ اور اکبرؓ سا پسر اپنا
لُٹایا گھر کٹایا سر ہوا ہنگامۂ محشر — زمینِ کربلا میں خوں بہایا اس قدر اپنا
یہ تعلیمِ پیمبر تھی یہ فرمانِ محمدؐ تھا — مٹے سب کچھ رہے باقی نشانِ دیں مگر اپنا

دیا سر سید الشہدا نے راہِ حق میں خوش ہو کر
دُعا امت کو دی رکھ کر تہِ شمشیر سر اپنا

نہ کیوں قربان کریں ہم نام پر ایسے شہید کے
دل اپنا جان اپنی مال اپنا اور زر اپنا

غلامِ قادری ہر دم غمِ شاہِ شہیداں میں!
دل مضطر رہا کرتا ہے ہر سُو نوحہ گر اپنا (از والد ماجد قبلہ مدظلہ)

منقبتہائے لطیف موسوم بہ خالِ غذائے کربلا

مندرجہ ذیل نعتیہ کلام شاعر حکمت لسان فاضل بے بدل عالمِ بے مثل حضرت مولانا ومرشدنا الحاج شاہ محمد عبداللطیف قادری چشتی نظامی مہاجر المدنی علیہ الرحمتہ کی تصنیف سے ہے حضرت شاہ صاحب قبلہ موصوف علیہ الرحمتہؒ سے مدینہ شریف میں والد ماجد قبلہ مدظلہ، نے روضۂ نبوی پر شرفِ بیعت و خرقۂ خلافت حاصل فرمایا تھا۔ اور اُس زمانے میں حجاز مقدس میں حکومت ترکیہ" بہ اعزاز جلالت الملک سلطانِ حجاز" نہیں بلکہ شرف حصول خدمات" خادم الحرمین الشریفین ہر دو حرم محترم کی خدمات پر مامور تھی حضرت شاہ صاحب موصوف علیہ الرحمتہ کی متعدد تصانیف چھپ کر شائع ہوئیں اور ہاتھوں ہاتھ فروخت ہو کر ختم بھی ہو چکی ہیں جن میں دیوانِ لطیف۔ مثنوی لطیف۔ لطیف مولد شریف گلستانِ خواجہ۔ بوستانِ غوثیہ۔ وغیرہ مشہور ہیں۔ ۱۲ منہ علمی القادری

ہجرِ رسول پاک میں دل بے قرار ہے
واللہ اس خزاں میں بھی رنگِ بہار ہے

جس کو حصول عشق شہِ ذی وقار ہے
صدیقؓ ہے رفیق ہے وہ یارِ غار ہے

اعدا کا جس کے رُعب سے سینہ فگار ہے
فاروقؓ ہے وہ حامی ہر دیندار ہے

خالق نے جس کو دولت دارین کی عطا
عثمانؓ ہے غنی ہے وہ عالی تبار ہے

قبضے میں جس کے ابلقِ ایام ہو گیا
وہ شیرِ کردگار ہے دُلدُل سوار ہے

دشمن پہ قہر ہے شہِ صدیق رضؓ کی نگاہ
یہ تیر ہر عدو کے کلیجے سے پار ہے

معمور سے فتح کر لئے حضرت عمرؓ نے وہ
تعداد جس کی خلق میں چھتیس ہزار ہے

دل میں ہے جس کے الفتِ عثمانؓ ذوالوقار
آسان اُس پہ سختی روزِ شمار ہے

مشکل کشا ہیں شیرِ خدا حضرتِ علیؓ
بیڑا انہی سے اہلِ مصیبت کا پار ہے

شبیرؓ کی طرح سے جو ہو مصلحِ جہاں
اُس پہ نزولِ رحمت پروردگار ہے

دی جس نے جان راہِ خدائے غفور میں
شبیرؓ ہے وہ ابنِ شہِ ذوالفقار ہے

آلِ رسولِ پاک پر قربان ہے لطیفؔ
نامِ صحابۂ شہِ دیں پر نثار ہے

پُر نور دل میں داغ ہے عشقِ حسین سے
روشن مرا چراغ ہے عشقِ حسینؓ سے

عشقِ حسین جس کو نہ ہو ہے وہ رُو سیاہ
محروم ہر کلاغ ہے عشقِ حسینؓ سے

اُلفت ہے اہلِ بیتؓ کی دل میں مرے بھری
لبریز یہ ایاغ ہے عشقِ حسینؓ سے

عرفانِ کردگار دِلائے حسینؓ کا
ملتا ہمیں سراغ ہے عشقِ حسینؓ سے

ہر وقت ہے ولائے حسنؓ سے ہمیں غرض
اک دم نہیں فراغ ہے عشقِ حسینؓ سے

عشقِ حسینؓ سے ہے طراوت لطیفؔ کو
یہ عید تر دماغ ہے عشقِ حسینؓ سے

عشقِ حسنؓ میں کھائے ہیں گل ہم نے اے لطیفؔ
دل اپنا باغ باغ ہے عشقِ حسینؓ سے

شانِ آلِ حیدرؒ

از قلم حقیقت رقم استادِ زمن حضرت مولانا الحاج حافظ فیض الحسن صاحب قبلہ سہارن پوری چشتی صابری امدادی قدس سرہٗ

"مولانا موصوف علیہ الرحمۃ کی وسعتِ علم شریعت وسلوکِ طریقت دنیا پر ظاہر ہے۔ علم ادب تفسیر میں اپنی نظیر آپ ہی تھے۔ تفسیر قرآن پڑھاتے ہوئے آیات کا شانِ نزول اور الفاظ کی فصاحت وبلاغت ونکات بیان کر کے گویا دلوں کو شکار کرتے تھے"! مثنوی مولوی معنوی کی شرح نکات میں آپ کو خاص ملکہ تھا کبھی کبھی شب کو بعض اشعار کی تشریح بیان فرمایا کرتے تھے گویا منہ مبارک سے موتی برس رہے ہیں۔ قال حال پر دال تھا خدا کے فضل وکرم سے آپ کا علم وفضل تمام ہند بلکہ عرب تک شہرۂ آفاق تھا۔ آپ حافظ اور حاجی بھی تھے۔ مگر بہت کم اشخاص کو اس کا علم تھا آپ کا ظاہر سخت دنیا داروں کا سا تھا۔ لیکن آپ کا باطن انوارِ الٰہی سے پُر تھا۔ جس وقت حج مکہ معظمہ سے مشرف ہوئے تو حاجی امداد اللہ صاحب "طاب ثراہٗ" سے شرفِ بیعت حاصل کیا۔ ہفتہ میں پیر، جمعرات اور ایک ماہ میں ایام بیض کے پابندی سے روزے رکھتے تھے روزہ کھول کر بعد نماز عشا بارہ بجے شب تک درود شریف کا وِرد فرمایا کرتے تھے۔ شب کو دو بجے سے قیام فرما کر کبھی کبھی نفلوں اور تہجد کی نفلوں کے بعد پانچ چھ پارے ترتیل فرمایا کرتے تھے۔ طرزِ معاشرت آپ کا بہت سادہ تھا۔ منکسر المزاجی بہت غالب تھی فرمایا کرتے تھے کہ لفضلہٖ مثنوی شریف کے ورد سے نفس سرکش کی باگ ہاتھ میں آ گئی تھی۔ ایک مرتبہ کے سوا کبھی فتوے پر کتبہ تحریر نہیں فرمایا۔ فرماتے تھے کہ اپنے آپ کو مفتی لکھتے ہوئے شرم آتی ہے سو ناز ظرافت آپ کی مشہور ہے۔ کبھی ناشائستہ لفظ زبان سے نہیں سُنا۔ دنیا سے کامل استغنا حاصل تھا۔ دنیوی جاہ وحشم کی طرف کبھی آنکھ اٹھا کر نہ دیکھا۔ سائل آپ کے

در سے کبھی محروم نہ جاتا تھا۔ شعر گوئی سے دلچسپی تھی آپ کی تصانیف نظم و نثر، علم، حدیث، تفسیر، ادب، طب ہیں بکثرت اور مشہور ہیں اکثر چھپ گئی ہیں اور اکثر اب تک طبع نہیں ہوئیں۔ حال ہی میں آپ کا دیوان عربی اور اردو فارسی کی مثنویاں آپ کے بڑے صاحبزادے حافظ حاجی مولوی رشید احمد صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ نے طبع کرائی ہیں جو ما شاء اللہ اپنے ستودہ صفات خصائل کے لحاظ سے اسم باسمی فرزند رشید ہیں آپ نے بھی فرض حج ادا کیا اور ۵ سال کی عمر میں قرآن شریف حفظ کیا۔ مولانا موصوف علیہ الرحمتہ سے شرف تلمذ حاصل کرنے والوں میں مصنف کتاب "توسل بالنبی والولی" (حضرت مولانا سید ظہور الدین احمد صاحب چشتی صابری امبیٹھوی فاضل پنجاب یونیورسٹی کے والد ماجد حضرت مولانا سخاوت علی صاحب مرحوم۔ علامہ شبلی نعمانی۔ حضرت پیر جماعت علی شاہ صاحب قبلہ محدث علی پوری دامت برکاتہم خاص طور پر قابلِ ذکر ہیں۔

(ماخوذ توسل بالنبی والولی)

تیرا رتبہ ہے یا احمد مقام اللہ اکبر کا
ترا رتبہ شناسی رتبہ ہے بیچون داور کا

شفاعت پر تری کیا کیا بھروسے ہیں اس امت کو
نہ کچھ دہشت ہے مرنے کی نہ کچھ کھٹکا ہے محشر کا

ٹھکانا بے ٹھکانوں کا سہارا بے سہاروں کا
تو تکیہ ہے غریبوں کا بھروسہ ہے ترے در کا

کوئی صورت نہیں اپنی مگر ہاں اک بھروسہ ہے
علی کا فاطمہ کا آپ کا شبیر و شبر کا

کسی کو گر کسی کا آسرا ہو، ہو مبارک ہو
مگر مجھ کو فقط اک آسرا ہے آلِ حیدر کا

ہمیں رونے سے کیا نسبت مگر جب تیرا نام آئے
تو کچھ نقشہ بدل جاتا ہے اپنے دیدۂ تر کا

بُرا ہوں یا بھلا ہوں خیر جیسا ہوں تمہارا ہوں
طریقہ ہے کریموں کا نبھانا اپنے چاکر کا

شبیرؑ نے سر دے کر اسلام بچایا ہے

شبیر نے سر دے کر اسلام بچایا ہے
خنجر کے تلے حق کا پیغام سنایا ہے

افسوس لعینوں نے توقیر نہ کی شہ کی
حضرتؐ نے جسے اکثر کاندھوں پہ اٹھایا ہے

مخدومۂ عالم کے آغوش کے پالے کا
سر تن سے جدا کر کے نیزے پہ چڑھایا ہے

نیزے پہ جو سر دیکھا جبریلِ امیں بولے
کرتا جو تلاوت ہے سر کس کا خدایا ہے

قدرت نے یہ فرمایا ٹکڑا ہے رسالت کا
شبیر ہے نام اس کا گھر جس نے لٹایا ہے

اے شمعِ رسالت کے پروانو! کبھی سوچا
وہ کس کا نواسہ تھا خوں جس کا بہایا ہے

مٹنے کو شریعت تھی اس دورِ یزیدی میں
خود مٹ کے شہِ دیں نے یہ دور مٹایا ہے

سرسبز شجرِ دیں کا پیاسوں نے کیا خوں سے
اسلام بچانے کا کیا طور سکھایا ہے

ایماں کی قسم ایماں ملتا ہے اسی در سے
جس در نے زمانے کو انسان بنایا ہے

اخترؔ شہِ عالم کے رفقائے بہتر نے
باطل سے جدا کر کے ایمان دکھایا ہے

کلامِ فصاحت التیام

(از اعلیٰ حضرت سلطان الشعرا میر عثمان علی خاں بہادر آصف جاہ سابع تاجدارِ دکن خلد اللہ ملکہ و سلطنتہٗ" بہ تشکر جریدۂ دبدبۂ سکندری ریاست رام پور۔ یوپی"

یہ کرنا عرض اے بادِ صبا سبطِ پیمبر سے
کہ ہم ہیں آپ کے دربار واں ہیں دیدۂ تر سے

لہو اشک و فغاں سے ذکر ہوتا ہے شہیدوں کا
گرجنا ہو جسے گرجے برسنا ہو جسے برسے

خدا کی شان اک قطرہ نہ پہنچا حلق تک شہ کے
مگر ہے تیغ کا پانی کہ اونچا ہو گیا سر سے

جو دل کے سخت ہیں وہ بھی غمِ سرور میں گریاں ہیں
عجب تاثیر ہے پانی نکل آتا ہے پتھر سے

مئے حبِ نبی میں رات دن ہم مست رہتے ہیں
نہ خم سے ہے غرض ہم کو نہ شیشے سے نہ ساغر سے

قیامت ہو گی برپا اور میدانِ قیامت میں
اُٹھیں گے ہم جو آنسو پونچھتے دامانِ محشر سے

وہ ہیں اشکِ عزا اپنے بدولت جن کے اے عثماںؔ
چھکایا ساقیِ کوثر نے ہم کو جامِ کوثر سے

حسینِ کربلا

(از حضرت علامہ مولانا محمد مبین عباسی کیفیؔ چڑیا کوٹی مدظلہٗ)

خود حسن کھولتا ہے حقیقت حجاب کی
چلمن سے آ رہی ہے کرن آفتاب کی

لب پر ہے نام، دل میں تصور، نظر میں حسن
ان صورتوں سے داد ملی انتخاب کی

پردہ حسین رضؓ کا ہے مگر کوئی اور ہے
بے پردہ کہہ رہی ہے یہ صورت نقاب کی

ٹکڑا جگر کا اور ہے تیغوں کے سامنے
کیا شان ہے جنابِ رسالتمآب کی

شہرہ یہ ہے کہ شاہِ شہیداں حسین ہے
سب سے جدا چمن میں ہے خوشبو گلاب کی

نیزہ کے سر پہ فرقِ امام حسین ہے
اونچی ہوئی ہے بات شہِ بوتراب کی

میدانِ کربلا میں ہے لاشہ حسین رضؓ کا
تقدیر دیکھتا ہوں جہانِ خراب کی

اے حشر! دیکھنا اسے اکبر رضؓ کی لاش ہے
مٹی میں مل نہ جائے یہ قسمت شباب کی

دھوکا ہے یا طلسم کہ بے آب ہے فرات
تصویر بانگاہ میں ہے یہ سراب کی

پیاسا جگر نبی کا ہے سیراب غیر ہے
آنکھیں تمام پھوٹ گئیں، ہیں حباب کی
اصغرؓ کنارِ شاہ میں خاموش ہو گئے
کس نے یہ توڑلی کہ کلی تھی گلاب کی

کیفی تمام عمر غمِ شاہ کم نہ ہو!
یہ زندگی بقا ہے فقط اضطراب کی

حسینؓ حبیبؓ کے پھول

(از رفیق الشعرا جناب سید علی صاحب راحت پیرزادہ اجمیری مدظلہٗ)

بیشک حسنؓ ہیں گلشنِ دینِ متیں کے پھول
شبیرؓ ہیں ریاضِ رسولِ امیں کے پھول
دنیا میں ہو رہے ہیں محبینِ حسینؓ کے پھول
ابنِ علیؓ و سبطِ شہنشاہ دیں کے پھول
صلِ علیٰ کا ہار ہے قبرِ حسینؓ پر
مرجھا گئے ہیں شرم سے خلدِ بریں کے پھول
خوشبوئے کربلا سے معطر ہے سب زمیں
رضواں سے کہہ رہے ہیں یہ خلدِ بریں کے پھول
ہر روز صبح روضۂ سبطِ رسولؐ پر
لائے ہیں جبرئیل ہر اک سرزمیں کے پھول
خاکِ شفا سے عنبرِ سارا ہے شرمسار
ہیں اُس سے بڑھ کے قبرِ امامِ مبیں کے پھول
کیا پوچھتے ہو شانِ ضریحِ حسینؓ کی
چڑھتے ہیں اُس پہ صلِ علیٰ آفریں کے پھول
یہ نقشِ کربلا ہیں رفیقانِ شاہ کی
ہیں گویا خاص گلشنِ دینِ متیں کے پھول
اے آسمانِ خدا کے لیے سائباں ہو
ہیں دھوپ میں ریاضِ رسولِ امیں کے پھول
حیرت سے کہہ رہی ہیں یہ حوریں بھی خلد میں
ہیں خوشنما مزارِ حسینؓ حسیں کے پھول
راحت خدا کے فضل سے خواجہؒ بھی آئیں گے
ہیں میرے گھر پہ آج امامِ مبین کے پھول

گلشنِ آلِ عبا کے پھول!

(از حضرت علامہ سیماب اکبر آبادی مدظلہ)

ہیں آج مجرئی شہِ کرب و بلا کے پھول
مرجھا رہے ہیں گلشنِ آلِ عبا کے پھول

ہر ذرہ خونِ یاس سے رنگین ہو گیا
جب دشت میں بکھر گئے آکر وفا کے پھول

حوریں جناں سے آئیں ملک آئے عرش سے
کس دھوم سے ہوئے خلفِ مرتضےٰ کے پھول

چلنے لگی کچھ ایسی ہوا انقلاب کی
کانٹوں میں گھر گئے چمنِ مصطفےٰ کے پھول

دُنیا سے ہاتھ اٹھا لئے سبطِ رسولؐ نے
دامن میں اپنے بھر لئے صبر و رضا کے پھول

ہر "نیازِ آلِ عبا"، "نذرِ مصطفےٰ"
آتے ہیں دُور دُور سے صلِّ علیٰ کے پھول

پیاسے شہید جب ہوئے کعبے کے نونہال
برسے فلک سے رحمتِ ربّ العلیٰ کے پھول

چھائی ہوئی ہیں شامِ سموم کی اُداسیاں
کملا گئے ہیں مجلسِ اہلِ عزا کے پھول

اے انقلاب! کیوں اُنہیں برباد کر دیا
دُنیا میں کیوں رہے نہ شگفتہ وفا کے پھول

گلدستے سج کے چلئے مزارِ حسینؓ پر
کچھ ہوں نجف کے پھول تو کچھ کربلا کے پھول

معصوم مٹنے والوں کو دی ہے خدا نے داد
باغِ جہاں میں بھیج دیا ہے بقا کے پھول

ہشیار اہلِ بیتؑ کی لاشوں سے اے زمین
کملا نہ جائیں یہ ہیں رسولِ خدا کے پھول

سیماب اپنے دامنِ رنگیں میں خاک نے
چن چن کے رکھ لئے ہیں ریاضِ فنا کے پھول!

جمالِ روئے حسین رض

نظر میں پھرتی ہے اے دلِ فضائے کوئے حسین رض
کہاں سے بادِ صبا لائی آج بوئے حسین رض

کسے نصیب بھلا دشتِ کربلا کی زمیں
سلام تم پہ ہو اے ساکنانِ کوئے حسین رض

بندھا ہوا جو سماں کربلا کا ہے دل میں
تو بار بار چلی آ رہی ہے بوئے حسین رض

قرار آئے گا کیونکر اُسے کسی پہلو
ہو ایک عُمر سے جس دل کو آرزوئے حسین رض

کھلا ہوا ہے چمن مصطفےٰ و حیدر رض کا
ریاضِ دہر میں پھیلی ہوئی ہے بوئے حسین رض

بسا ہے بوئے جناں سے ہر اک گلی کوچہ
چلی ہے آج کچھ ایسی نسیم کوئے حسین رض

ابھارتی ہے دلِ ناشکیب کو کیا کیا
ہوائے سلسلۂ زلفِ مشک بوئے حسین رض

برا اپنے پاؤں سے کوہِ طلا کو ٹھکرا دیں
ہیں تاجدار سے بڑھ کر گدائے کوئے حسین رض

شقی نہ تابعِ فرماں ہوئے تو کیا نقصان
ہزاروں دیکھ کے ایمان لائے روئے حسین رض

لہو فلک پہ شفق بن کے آشکار ہوا
جب اہلِ ظلم نے کاٹی رگِ گلوئے حسین رض

جو رن سے آئی خبر قتل کی شہِ دیں کے
تو فوجِ حق میں لگی ہونے جستجوئے حسین رض

رخِ جنابؓ کو تشبیہ کس سے دُوں حامدؔ
بہت محال ہے وصفِ جمالِ روئے حسین رض

ثنائے اہل بیت

(از سیّد طالب علی قادری آرزوؔ بریلوی اکبرآبادی)

صد مرحبا دَصَلِّ علیٰ شانِ اہلِ بیت رضؓ
جبریل جیسے قُدسی کے تھے دربانِ اہلِ بیت رضؓ

یارانِ مصطفےٰ کے بھی تھے جانِ اہلِ بیت رضؓ
یارانِ مصطفےٰ بھی تھے قربانِ اہلِ بیت رضؓ

فرمانِ مصطفےٰ ہے فرمانِ اہلِ بیت رضؓ
واللہ بے مثال ہے کیا شانِ اہلِ بیت رضؓ

حق کا کلام جیسے ہے ایمانِ مومنین
ایمان اس طرح سے ہے فرمانِ اہلِ بیت رضؓ

قرآنِ ناطق آپ کو حضرت نے ہے کہا
بعد از قرآن ہیں تو ہیں قرآنِ اہلِ بیت رضؓ

وہ مصطفےٰ کے ہیں وہ خدا کے بھی دوست ہیں
وہ صدق دل سے ہیں جو محبانِ اہلِ بیت رضؓ

وہ مالکِ جناں ہیں وہ کوثر کے ہیں قسیم
گلزارِ دین کے ہیں نگہبانِ اہلِ بیت رضؓ

سر دے کے حق سے حشر کا میدان لے لیا
اُمت کے واسطے ہی گئی جانِ اہلِ بیت رضؓ

وہ گل ہیں جن کی بُو سے معطّر ہے کل جہاں
ہیں دین کی ضیا مہِ تابانِ اہلِ بیت رضؓ

ہے نامِ اہلِ بیت پہ سو جان سے نثار
ہے آرزوؔ ازل سے ثنا خوانِ اہلِ بیت

توصیفِ حسینی

(از صاحبزادہ علی القادری مؤلف تذکرۂ حسینی)

رہے تا عمر توصیفِ حسینی بر زباں باقی
یہی ہے توشۂ عقبیٰ مرا اے میری جاں باقی

سوارِ کتفِ پیغمبرؐ بہارِ باغِ دیں پرور
کہ ہیں وہ ساقیِ کوثر قیامت میں عیاں باقی

بیاں توصیف کیا حسنینؓ عالی مرتبت کی ہو
رہے گی تا قیامت کربلا کی داستاں باقی

ہوا دینِ محمدؐ پر فدا شبیرؓ کا کنبہ
نہ اہلِ بیت میں کوئی رہا پیر و جواں باقی

دیا فدیہ میں اصغرؓ کو کیا قربان اکبرؓ بھی
فقط تھے عابدِ بیمار بے تاب و تواں باقی

ہوئے ہیں کربلا کی نہر سے سیراب چوپائے
مگر ان کے لیے مسدود تھا آبِ رواں باقی

سہے شبیرؓ نے ظلم و جفا سب خندہ پیشانی
دیا صبر و رضا کا بھی جو تھا اک امتحاں باقی

مقامِ عبدہٗ کی دی شہادت جان و تن دے کر
نہ رکھا جز خدا کے کوئی میر کارواں باقی

فنا کر نفس کے بندوں کی کثرت حق کے بندے نے
کیا کثرت میں قائم حق وحدت کا نشاں باقی

بتا کر امتیازِ حق و باطل ساری دنیا کو
سکھایا درس یوں ملتی ہے عمرِ جاوداں باقی

جو علّی مسلکِ شبیرؓ سی آزادی حاصل ہو!
تو قربان ایسی آزادی پہ ہوں آزادیاں باقی!

خاکِ رہِ کربلا!

(از خطیبۂ ہند محترمہ سیّدہ اختر صاحبہ حیدرآبادی صدر آل انڈیا زنانہ مسلم لیگ)

خاکِ رہِ کربلا خون شہیدوں سے پوچھ
موت ہے وہ زندگی جس کی نہیں انتہا
غرق نہ ہو پائے گی آہ وہ کشتی کبھی
سبطِ پیمبر بنا جس کے لیے ناخدا
تیرے ہر اک ذرّے میں خون ہے شبیرؑ کا
تجھ پہ ہزاروں سلام خاکِ رہِ کربلا
رَن کو چلے جب حسینؓ آئی یہ آوازِ غیب
تیرے محافظ رسولؐ تیرا نگہبان خدا

دیکھ نظامِ جہاں ہونے لگا منقلب
اب تو خدارا خموش اخترِ آتش نوا!

شہید کربلا کے نام!

(از جناب جمیل کلیمی احمد آبادی)

چمن میں جھک کے بہ عبرت سلام کہتی ہے
تمہیں گلوں کی محبت سلام کہتی ہے

صد احترام و عقیدت صد افتخار و ادب
تمہیں رسول کی امت سلام کہتی ہے

تمہارے عزم و ارادہ کی استقامت کو
قدم قدم پہ شجاعت سلام کہتی ہے

خجل خجل تمہیں میدانِ حق و باطل میں
عراق و شام کی غیرت سلام کہتی ہے

تمہاری تشنہ لبی کو فرات کی ہر موج
ابھر ابھر کے بہ حسرت سلام کہتی ہے

تمہارے صبر و تحمل کی بے نیازی کو
خوشی سے پیاس کی شدت سلام کہتی ہے

جھلس جھلس کے تمہیں رزمگاہ کوفہ میں
وہ تیز دھوپ کی شدت سلام کہتی ہے

ہوئی نصیب جو میدانِ کربلا میں تمہیں
وہ کامیاب شہادت سلام کہتی ہے

تمہارے قیمتی پاکیزہ خوں کے قطروں کو
زمیں کی عظمت و حرمت سلام کہتی ہے

سنا سنا کہ تمہیں اے امامِ کون و مکاں
تمہیں حرم کی محبت سلام کہتی ہے

لرز رہی ہے زمیں ہل رہا ہے عرشِ بریں
دبی زباں سے مشیت سلام کہتی ہے

وہ ڈوبتے ہوئے تاروں کی انجمن تم کو
لرز لرز کے بہ حسرت سلام کہتی ہے

خلوصِ قلب کا مطلب حصول ہو جائے
مرا سلامِ عقیدت قبول ہو جائے

"نذرِ صدیق"

(از والد ماجد قبلہ شمس الفقرا ابو الرجا واعظ الاسلام مولانا الحاج حافظ قاری شاہ غلام رسول صاحب قبلہ القادری چشتی نظامی مدظلہ خطیب و مہتمم جامع قادریہ کراچی)

امیر المؤمنین صدیق اکبرؓ　　امام المتقین صدیق اکبرؓ
صداقت کے نگیں صدیق اکبرؓ　　ہیں اک حبل المتین صدیق اکبرؓ
دمِ شاکر دلِ ذاکر ہے ہر دم　　تھے خیر الذاکرین صدیق اکبرؓ
خطابِ ثانی اثنین اذ ہما میں　　نبی کے ہم نشیں صدیق اکبرؓ
صحابہؓ میں بڑا رتبہ ہے اُن کا　　ہیں اک رازِ امیں صدیق اکبرؓ
رسول اللہ کے اوّل خلیفہ　　تھے پہلے جانشیں صدیق اکبرؓ
ہیں الحق چار یارانِ نبیؐ میں　　نشانِ اوّلیں صدیق اکبرؓ
دلیل الائمہ من قریش　　ہیں واضح بالیقیں صدیق اکبرؓ
فدائے اہلِ بیت مصطفےٰ تھے　　رئیس الصادقین صدیق اکبرؓ
مشیرِ خاص تھے مولا علی رضی　　ہوئے مسند نشیں صدیق اکبرؓ
فنا فی العشق محبوبِ خدا تھے　　وہ فخرِ عاشقین صدیق اکبرؓ
ندا ضموا الحبیب الی الحبیب　　ہے طغرائے مبیں صدیق اکبرؓ
مکاں جن کا ہے رضوانٌ من اللہ　　وہ ہیں جنت مکیں صدیق اکبرؓ

ہے محتاجِ دعا ادنیٰ تمہارا
غلامِ کم ترین صدیق اکبرؓ

"منقبت مرتضویؓ"

یزداں کی قسم حاصلِ ایمان علیؓ ہیں ایمان کی جاں جان کے جانان علیؓ ہیں
فیاضِ کرم مصدرِ عرفانِ علیؓ ہیں اور ملکِ ولایت کے بھی سلطان علیؓ ہیں
شمشیرِ یَدُ اللہ سرِ میدان علیؓ ہیں ہاں! شیرِ خدا اور شہِ مردان علیؓ ہیں
مسجودِ خلائق ہے ولادت گہِ حیدرؓ کعبے کی قسم قبلۂ ایمان علیؓ ہیں
جن کے رُخِ زیبا کی زیارت ہے عبادت واللہ! کہ اس شان کے شایان علیؓ ہیں
قرآنِ مقدس بھی ہے ہمراہ علیؓ کے ارشادِ نبی ہے مع قرآن علیؓ ہیں
فرمایا نبی نے کہ میں مولا ہوا جس کا اُس کے لیے مولا مرے ذیشان علیؓ ہیں
جس نہر سے سرسبز ہوئی مزرعۂ اُمت اس نہر کے سرچشمۂ احسان علیؓ ہیں
اُمت کے لیے آلِ محمدؐ کی محبت! ہے کشتیِ نوح جس کے نگہبان علیؓ ہیں
جس چرخ کے ہیں شبیرؓ و شبرؓ تارے اُس چرخ کے خورشیدِ درخشان علیؓ ہیں

ہیں سب کے لیے رحمتیں محشر میں یقینی
علمی کے لیے رحمتِ سبحان علیؓ ہیں

"از صاحبزادہ علمی القادری مؤلف کتاب ہذا"

۵

سب پڑھو اللہ کے محبوبؐ اکرم پر درود
آلؓ اور اصحابؓ پر اور غوثِ اعظم پر درود

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّاَصْحَابِہٖ
وَبَارِکْ وَسَلِّمْ عَلَیْہِ

ھو القادر

رباعی

سر تا بہ قدم ہے تنِ سلطانِ زمن پھول
لب پھول دہن پھول ذقن پھول بدن پھول
کیا بات رضا اس چمنستانِ کرم کی
زہراؓ ہے کلی جس میں حسینؓ اور حسنؓ پھول

از انفاسِ قدسیہ
امامِ اہلِ سنن علامہ زماں اعلیٰ حضرت شاہ
احمد رضا خاں صاحب فاضل بریلوی قدس سرہٗ

۵

صدقِ خلیل بھی ہے عشق صبرِ حسینؓ بھی ہے عشق
معرکۂ وجود میں بدر و حنین بھی ہے عشق

(از علامہ اقبالؒ)

رباعی

کرے گا جو کوئی یادِ غمِ امام حسینؓ
دلائے گا آرام اس کو غمِ امام حسینؓ
لطیف پائیں گے فردوس کو وہ جنت نشیں
سہے وہ ہیں جو ہیں جو غمِ امام حسینؓ

از حضرت مولانا و مرشدنا الحاج شاہ
محمد عبداللطیف القادری چشتی
مہاجر المدنی قدس سرہٗ

ؔ

نہ یزید کا وہ ستم رہا، نہ زیاد کی وہ جفا رہی
جو رہا تو نام حسینؓ کا جسے زندہ رکھتی ہے کربلا

"از حضرت مولانا ظفر علی خاں مدظلہ"

رباعی

ممدوحِ کل است علیؑ ز اولیائے کل
بود فاطمہؑ در میاں حسنؑ و حسینؑ
چو عکس شد برابر تن
بود عون محمدؐ پنجتن

ماخوذ از "طغرہ"
از مدح "مشکل کشا" مصنفہ والد ماجد
قبلہ مدظلہ

س

انسان کو بیدار تو ہو لینے دو
ہر قوم پکارے گی ہمارے حسینؑ

(از جوش ملیح آبادی)

رباعی

پریشاں در چمن بادِ صبا ہست
چہ چوں افشاں بہ سبزہ رنگِ حنا ہست
نثار از شمسِ تاجِ عثماں بے نیازے
بہ شانِ شوکتِ آلِ عبا ہست

از اعلیٰ حضرت
تاجدارِ دکن خلد اللہ
ملکہٗ وسلطنتہٗ

اسلام فخر کرتا ہے نامِ حسینؓ پر
آزادی ہے نثار غلامِ حسینؓ پر

(از قبلہ معظم والد ماجد مدظلہ)

رباعی

ہو کے سناں پہ سرِ تاجِ حسینؑ
کیا اوج پہ ہے جذبۂ معراجِ حسینؑ
سمجھی تھی فقط نبی کی معراج
دنیا نے دیکھ لی معراجِ حسینؑ

از شاعر ایشیا
علامہ عاشق حسین صاحب
سیماب اکبر آبادی مدظلہ العالی

۵

کبھی جو عشق کر چکا کسی کی کیا مجال ہے!
حسین ہوں جو دشت میں تو اس کو کربلا کہوں

(از علامہ کیفی چڑیا کوٹی)

رباعی

الفت حضرت شیر شاہی اختر نے
دولت و ثروت دنیا نہیں چاہی اختر نے
چھوڑ دنیا کی محبت کو لطیف اب تو بھی
پائی ہے دیکھ تو کیا دین کی شاہی اختر نے

از علامۂ دوراں
مولانا و مرشدنا محمد عبداللطیف صاحب قبلہ
قادری چشتی مہاجر المدنی رحمۃ اللہ علیہ

۵

نہ کیوں سیماب روتا غربتِ فرزندِ کعبہ پر
خدا ناخواستہ کیا میں صنم خانے کا پتھر تھا

(از علامہ سیماب اکبر آبادی)

رباعی

آئینہ جاوید نگاہ ہست حسینؑ
آسایشگر زندگی پناہ ہست حسینؑ
ہر سال غمش زندہ کند عالم را
ہستی ہمہ خویش نو گرواہ ہست حسینؑ

از شاعر ایشیا

علامہ سیماب اکبرآبادی

؎

کیفی تمام عمر غمِ شاہ کم نہ ہو
یہ زندگی بقا ہے فقط اضطراب کی

(علامہ کیفی چڑیا کوٹی)

رباعی

اے مہرِ ذرّہ نواز مہرِ تابانِ حسینؓ
میں بھی ہوں ذرّہ بابِ شہنشۂ جوانانِ حسینؓ
روزی میں لیتا ہوں لنگرِ خواجۂ اجمیر کا
سب جمع ہیں سبب یہ راحتِ شہنشۂ جوانانِ حسینؓ

از پیرزادہ
سیّد علی صاحب راحت اجمیری مدظلہ،

خاکِ رہِ کربلا خونِ شہیداں سے پوچھ
موت ہے وہ زندگی جس کی نہیں ابتدا

(سیدہ اختر صاحبہ حیدرآبادی)

رباعی

اے مہِ ماہِ محرم اے ہلالِ غم نواز
تجھ میں پوشیدہ ہے خونِ سبطِ پیغمبر کا راز
ہے پیامِ غم زمانہ کے لئے تیرا ظہور
اور چھپ جاتا ہے آتے ہی قیامت کا راز

از جناب خواجہ
سیّد محمد حسن صاحب زیدی مدظلہٗ

جو دل کے سخت ہیں وہ بھی غمِ سرور میں گریاں ہیں
عجب تاثیر ہے پانی نکل آتا ہے پتھر سے

(از اعلیٰ حضرت تاجدارِ دکن خلد اللہ ملکہٗ)

رباعی

سبطِ احمد کا کلمہ

زینب نے عشقِ شہ ہوں ماں جایا

ہو چکا آج سر پہ سایا

نیزے پہ بھی سر نے پڑھا آیۂ

اُمتِ قرآں حسیناً عجب سلسلہ

Odd

از صاحبزادہ علمی القادری
مؤلف تذکرہ حسینی

رباعی

کیسی قربانی نیزہ پاک شبیر ہوئی

ایک خلقت کی مجالس سے بھی تحریر ہوئی

اُن کا کردار دیدہ کیا ہم متنفس حق نے

سب کی مقبول نظر اسوۂ شبیر ہوئی

از صاحبزادہ علمی القادری
مؤلفِ تذکرۂ حسینی

جو علمی مسلکِ شبیرؑ سے ہمیں آزادی ہو حاصل!

تو قرباں ایسی آزادی پہ ہوں ہم آزادیاں باقی

(از علمی القادری عفی عنہ)

کیا حرج ہے پوچھوں جو یہ مصرع میں برملا

دینِ خدا حسین ہے دنیا ہے کربلا

(از علامہ اکبر الہ آبادی مرحوم)

"تذکرہ حسینی"

معتبر و مستند دلائل و براہین و شواہدات بزرگان اہل سنت والجماعت

مرتبہ و مولفہ

مولوی صاحبزادہ محمد علم الدین القادری علمی

نائب ناظم جمعیت عالیہ سُنیہ و نائب خطیب جامع قادریہ، سولجر بازار، کراچی

ناشران:

شیخ غلام علی اینڈ سنز، پرنٹرز، پبلشرز، بک سیلرز، کشمیری بازار، لاہور

برانچیں:

بندر روڈ کراچی ○ نذر باغ پشاور ○ ہسپتال روڈ حیدرآباد ○ اردو بازار لاہور

220